اصحاب رسول ﷺ کی عزت و ناموس کا ترجمان

ماہنامہ خلافت راشدہ

★ شمارہ نمبر 12 ★ جنوری 2011 ★ بمطابق صفر 1432ھ ★

زندگی گزرے احمد مختار ﷺ کے ساتھ
موت کے بعد بھی آنسو ہیں سرکار ﷺ کے ساتھ

قیام امن کیلئے فارمولا
چار دیواری تک محدود کیا جائے
"ماتم و عزاداری" کو

قائد اہلسنت محمد احمد لدھیانوی کا وزیر اعظم کے نام خط

کراچی ٹارگٹ کلنگ
کا شکار اہلسنت نوجوان ہی کیوں؟

مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہید

مولانا ایثار القاسمی شہید

مولانا ضیاء القاسمی
انتھک محنت بے مثال جدوجہد

مولانا اظہار الحق جھنگوی شہید
مختصر زندگی کی کہانی

اراکین پارلیمنٹ کو گمراہ کرنے کی سازش کا جواب

صحابہ دشمنوں کی منافقت

ایمان افروز کہانیوں پر مشتمل نیا سلسلہ

کراچی 8 دہشت گردوں کا گروہ پکڑا گیا
12 افراد کے قتل کا اعتراف

منقبت اصحاب مصطفیٰ کریم ﷺ

(کتاب مناقب کبریٰ اصحاب رسول ﷺ میں سے چند اشعار)

اصحاب مصطفیٰ ﷺ کے فضیلت مآب ہیں
افلاکِ معرفت کے یہی آفتاب ہیں
اِن میں تمام واقفِ رمزِ کتاب ہیں
جو اِن کے مقتدی ہیں وہی کامیاب ہیں
جو کائنات کُن میں بقا کا نظام ہے
اصحابِ مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کا نام ہے
اصحابِ مصطفیٰ ﷺ ہیں بیاضِ بہارِ کُن
اِن کو کہا گیا ہے جہاں میں وقارِ کُن
اِن کے عمل کو کہتے ہیں ہم افتخارِ کُن
صدقے میں اِن کے رحمتِ رب ہے حصارِ کُن
جو فیض یابِ بزمِ رسالت تھا شیر تھا
مردِ وغا رئیسِ انا تھا دلیر تھا
یہ سارے زیرِ سایۂ ربِ جلیل ہیں
فیضانِ مصطفیٰ ﷺ سے عمل کی دلیل ہیں
صدیقؓ مصطفیٰ ﷺ کی بصارت کا نام ہے
صدیقؓ مصطفیٰ ﷺ کی بصیرت کا نام ہے
صدیقؓ چوبدارِ عریشہ کا نام ہے
صدیقؓ جاںنثارِ فریضہ کا نام ہے
فاروقؓ پر لحد کی رفاقت کو ناز ہے
عثمانؓ جس پہ غزوۂ عُسرت کو ناز ہے
حیدرؓ کہ جس پہ حرفِ شجاعت کو ناز ہے
دینِ مبین بدری شجاعت کا نام ہے
معوذؓ معوذ دونوں کی جرات کا نام ہے
حمزہؓ جری کے شوقِ شہادت کا نام ہے
سمیہؓ پر فدا ہے حیاتِ دیارِ دیں
کردار سے ہیں حضرتِ یاسرؓ وقارِ دیں
عمارؓ اور خبابؓ کی جرات کمال ہے
اک جاںنثارِ دینِ محمد بلالؓ ہے
دینِ مبین ثباتِ بلالؓ اذاں نصیب
رتبہ ہر اک بشر کو ہے ایسا کہاں نصیب
انسانیت کا فخر و مباہات ہیں یہی
دنیا و دیں کے اہلِ کمالات ہیں یہی
اپنے عمل سے اپنی کرامات ہیں یہی
ربِ کرم کے لطف و عنایات ہیں یہی
سارے صحابہؓ خاک سے سورج اگاتے ہیں
مٹی سے نور کے فلک جگمگاتے ہیں
سب عظمتیں بنام محبانِ مصطفیٰ ﷺ
باطل شکن ہیں سارے سفیرانِ مصطفیٰ ﷺ
سب سرفراز حلقہ بگوشانِ مصطفیٰ ﷺ
فتحِ مبیں بنام دلیرانِ مصطفیٰ ﷺ
دنیا میں اِن کا نام ہے ظلمت شکار نام
رکھا گیا ہے ان کا مشیت نگار نام
یہ آدمی کو حاصلِ امکاں بناتے ہیں
یہ آدمی کو حضرتِ انساں بناتے ہیں
ایمان بانٹتے ہیں مسلماں بناتے ہیں
صحراؤں کو یہ رشکِ گلستاں بناتے ہیں
جو اِن کا مقتدی ہے وہی سرفراز ہے
ہو اِن کی اقتداء تو درِ خُلد باز ہے
سَر کو جھکا کے ذکر کرو اِن کا جب کرو
دل میں انہیں کے نام کی تختی نصب کرو
یارانِ مصطفیٰ ﷺ ہیں یہ اِن کا ادب کرو
صدقے میں اِن کے اپنی شفاعت طلب کرو
نقشِ قدم انہیں کا رہِ مستقیم ہے
اِن میں ہر ایک سایۂ دُرِ یتیم ﷺ ہے

(حدید مرزا)

زندگی بھر جو رہے احمد مختار کے ساتھ موت کے بعد بھی آسودہ ہیں سرکار کے ساتھ

مناقب
مرادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اسلامی تاریخ کے عظیم حکمران، عدل وانصاف کے تاجدار، حضرت عمر فاروقؓ کی زندگی کو منظوم نذرانہ عقیدت پیش کرنے والی 1000 اشعار پر مشتمل منفرد کتاب

اسلامی تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے عظیم شاعر
حدید مرزا کے قلم سے

ناشر اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد 0300-7916396

ناموسِ صحابہ و اہلِ بیت کے تحفظ کا علمبردار

سلسلہ وار

نظامِ خلافتِ راشدہ

خیرپور سندھ

بانی

قائد اہلسنت علامہ حافظ الحاج علی شیر حیدری شہیدؒ

جامعہ حیدریہ خیرپور سندھ

جنوری 2011 شمارہ نمبر 12

بیاد

حضرۃ العلامہ مولانا امیرِ عزیمت حق نواز جھنگوی شہیدؒ

حضرۃ العلامہ مولانا امیرِ عزیمت ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ

حضرۃ العلامہ مولانا شہیدِ ناموسِ صحابہؓ محمد اعظم طارق شہیدؒ

فہرست

دہشت گرد گرفتار	5
وزیراعظم کے نام خط	6
درس قرآن	7
علامہ فاروقی شہیدؒ	13
بارگاہ رسالت ﷺ	24
دل کی آواز	27
مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ	32
صحابہ دشمنوں کی منافقت	33
کراچی ٹارگٹ کلنگ	37
معیار صحابیت	39
مولانا ضیاء القاسمیؒ	43
مولانا اظہار الحق شہیدؒ	45
میری کہانی میری زبانی	47
ایڈیٹر کی ڈاک	49
پریشانیوں کا روحانی حل	50

مجلس ادارت

☆ میاں عثمان غنی لاہور ☆ محمد شفقت عزیز فیصل آباد

☆ سید مظہر علی شاہ راولپنڈی ☆ خان صبغت اللہ پشاور

☆ محسن تنویر کوئٹہ ☆ سلیم اللہ خان کراچی

☆ ظفر اللہ وڑائچ ملتان ☆ امیر خان بجارانی حیدر آباد

☆ سلام اللہ سلفی رحیم یار خان ☆ محمد یار خٹک مچگور

فی شمارہ 30 روپے سالانہ -/400 روپے

پبلشر نظامِ خلافت راشدہ فاؤنڈیشن اعظم کالونی لقمان خیرپور سندھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمان الٰہی عزوجل

ترجمہ: وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لاچکے تم میں سے اور جنھوں نے اچھے عمل کئے ضرور بالضرور ان کو زمین پر خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا گیا تھا اور ضرور بالضرور تمکین (فتوحات) اور شوکت عطا کرے گا ان کے اس دین کو جس کو پسند کیا اللہ نے ان کے لئے اور ضرور تبدیل کرے گا ان کے خوف کو امن میں۔

آیت مذکورہ کے مطابق آنحضرت ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد انعقاد خلافت مسلمہ امر ہے۔ اس میں کلام کرنا خدائی احکام کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

فرمان رسول ﷺ

بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کے ہاتھ میں تھی جب بھی کسی نبی کا انتقال ہوتا تو دوسرا نبی اس کی قائم مقامی کرتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا پھر ہمارے لئے کیا حکم ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو پہلے آتا جائے اس کی بیعت پوری کرو اور تم ان کے حقوق ادا کرتے رہو اللہ تعالیٰ رعایا کے بارے میں خود ان سے باز پرس کرے گا۔

صحیح بخاری جلد سوم صفحہ ۱۲۷۳ کتاب الانبیاء اور صحیح مسلم جلد سوم کتاب الامارہ صفحہ ۱۴۷

خدائی فیصلہ

اصحاب رسول رضی اللہ عنہم

آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی مشکوۃ شریف میں مذکور ہے کہ:

"لازم پکڑو میری سنت کو اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو۔"

مذکورہ بالا واضح ہدایات سے خلافت کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر کی حقیقت آشکار ہوتی ہے یہاں نظریہ امامت یا ولایت فقیہ کی کسی اصطلاح کا نام و نشان نہیں۔ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر نظریہ خلافت کے بارے میں اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے خلفاء نے نبوت کے کاموں کی تکمیل کی اور آپ ﷺ ہی کے ذمہ لگائے ہوئے امور کو بحیثیت نائبین پیغمبر پورا کیا۔ خلفاء اسلام نے آپ ﷺ ہی کا پیغام آپ ﷺ ہی کے بتائے ہوئے اصولوں اور قواعد وضوابط کے مطابق امت تک پہنچایا۔ آپ ﷺ کے شروع کئے ہوئے کاموں کی تکمیل کی، آپ ﷺ کی کھینچی ہوئی لکیر پر چل کر محمدی شریعت دنیا میں نافذ کی۔

مذکورہ تصریحات کی روشنی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافتوں کو نص قرآنی کا مصداق اور محور قرار دیا گیا ہے اسلام کی اصطلاح میں جس خلافت راشدہ کا ذکر کیا گیا ہے اس میں کون کون سے افراد شامل ہیں؟ ظاہر ہے جب یہ آیت کریمہ (بمعہ قصہ صلح حدیبیہ) نازل ہوئی اس وقت جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے انھی میں چند افراد ۔ کے ساتھ یہ خدائی وعدہ ہے اس لئے جمہور اہل سنت کی رائے کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس آیت موعودہ میں شامل ہیں۔ یہی لوگ قرآنی مصداق کے حقیقی محور ہیں۔ اس کے ساتھ اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ رشد کو صرف چار خلفاء میں بند کرنا بھی کسی قرآنی اور نبوی ارشاد سے ثابت نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں علی الاطلاق حکم ہے۔ (خلافت و حکومت از علامہ فاروقی شہیدؒ)

فکر جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

نوجوانو! آیئے میرے ساتھ مل کر اس کفر کو اسلام سے علیحدہ کریں اس دجل کو ننگا کریں، اس بدمعاشی کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش کریں، اس فریب کا پردہ چاک کریں، اسلام کی برگزیدہ ہستیوں کے تقدس کی حفاظت کرکے اسلام کی عظمت کو داغدار ہونے سے بچائیں، مجھے خوشی ہے کہ آج سے پانچ سال پہلے والا غافل اور جاہل انسان بیدار ہو چکا ہے وہ میرے پیغام اور فکر کو سمجھنے لگا ہے اسے ہوش آتا جارہا ہے۔

وہ ضرور اپنی اماں کی ناموس کے تحفظ کے لئے جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان میں اترے گا اور قابل اعتراض کتابوں کی ضبطی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموس کے لئے پاکستانی قانون میں ترمیم کرانے کے لئے ہمارا ساتھ دے گا۔

(اوکاڑہ میں جامعہ اشرفیہ کے سالانہ جلسہ سے خطاب)

علامہ فاروقی شہیدؒ نے فرمایا

قیصر روم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تھا کہ اے معاویہ رضی اللہ عنہ میں نے سنا ہے کہ تمہارے مقابلے میں علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) فوجیں لے کر آرہے ہیں مجھے اجازت دو کہ میں علی رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کروں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیصر روم کو جو خط لکھا وہ طبری کی کتابوں میں موجود ہے۔ اس میں مضمون یہ تھا کہ اگر قاصد کو قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تیرے قاصد کے ٹکڑے کر دیتا، اس عبارت کا پہلا جملہ یہ تھا کہ "اے روم کے کتے! میں نے تیرا خط پڑھا۔ یہ یاد رکھ کہ میں علی (رضی اللہ عنہ) سے صلح کرلوں گا اور علی رضی اللہ عنہ کی فوج سے جو پہلا تیر تیرے حلق میں پیوست ہوگا وہ معاویہ بن ابوسفیان کا ہوگا اور اس کے بعد فرمایا کہ اے قیصر روم اگر آئندہ تو نے علی رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی زبان درازی کی تو میں تجھے روم کا جلا ہوا کوئلہ بنادوں گا اور تیرا نام صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دوں گا۔"

فرمودات اعظم طارق شہیدؒ

جب کسی جماعت کا مشن و مؤقف حق ہوتا ہے اس کا نظریہ قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی ہوتا ہے تو پھر ایک عرصہ تک اس جماعت کو اپنے مشن کی تبلیغ و دعوت اور اپنے مؤقف کے پرچار و اشاعت میں طرح طرح کی اذیتوں کا سامنا ضروری ہوتا ہے وقت کے آمر و جابر بادشاہوں کے ہتھکنڈوں کو مسکرا کر سہنا پڑتا ہے پھر ایک وقت آتا ہے کہ جب قربانی پر مبنی تحریک کامیابی کے منازل طے کر کے وہ مقام حاصل کر لیتی ہے کہ پھر باطل نظریات کا نام و نشان تک ختم ہو جاتا ہے۔

اگر ہم لوگ اخلاص کے ساتھ خوف خدا، عشق مصطفیٰ ﷺ اور حب اصحاب رسول ﷺ کے جذبہ سے سرشار ہو کر سپاہ صحابہ کے مشن و مؤقف کے لئے اپنی توانائیاں اور صلاحیتیں صرف کرتے جائیں گے تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں کامیابی کی منزل تک پہنچنے سے نہیں روک سکتی کیونکہ آخری فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔

گورنر پنجاب کا بھیمانہ قتل..... لمحہ فکریہ

نئے سال کے آغاز میں ہی ہمارا پیارا وطن پاکستان بہت سے بڑے بحران کی زد میں آگیا ہے، پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کو ان کے اپنے سکواڈ کے ایک اہلکار ملک ممتاز حسین قادری نے کوہسار مارکیٹ اسلام آباد میں سرکاری گن سے شدید فائرنگ کر کے قتل کر دیا سلمان تاثیر کے جسم پر گولیوں کے 27 نشانات کا مشاہدہ کیا گیا۔ قاتل ملک ممتاز حسین نے اپنے اعترافی بیان میں کہا ہے کہ چونکہ گورنر سلمان تاثیر نے توہین رسالت کے قانون کو کالا قانون کہہ کر آنحضور ﷺ کی توہین کی ہے اس لئے میں نے انہیں اپنی مرضی سے قتل کیا ہے۔ جناب سلمان تاثیر کو وقوعہ کے اگلے روز ان کے آبائی شہر لاہور میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرحوم جناب سلمان تاثیر کا اس طرح بہیمانہ قتل یقیناً قابل مذمت ہے لیکن جب تک اس کے پس پردہ حقائق کا مکمل جائزہ اور اس حساس معاملے کی تہہ تک نہیں جایا جائے گا۔ آئندہ کے لئے ایسے اندوہناک سانحات کی روک تھام انتہائی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوگی۔ گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کا اصل محرک ایک گستاخ رسول عورت آسیہ بی بی کی بلا جواز طرف داری قرار دیا گیا ۔۔۔ آسیہ بی بی ایک عیسائی خاتون ہے جس کو آنحضور ﷺ کی توہین کے جرم میں سیشن کورٹ کی طرف سے سزائے موت کی سزا ہوئی تھی جس پر گورنر پنجاب جناب سلمان تاثیر نے نہ صرف اس عورت کے ساتھ بیٹھ کر پریس کانفرنس کرتے ہوئے اس سزا کو غلط قرار دیا بلکہ اس گستاخ رسول عورت کو رہا کروانے کے لئے صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری کے پاس اس عورت کے ساتھ جانے کا بھی اعلان کیا تھا۔۔۔۔ گورنر پنجاب جناب سلمان تاثیر کو گستاخ رسول عورت کی رہائی کے اعلان کی بجائے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کروانا چاہیے تھی کیونکہ اگر سرکاری عہدیدار اور اعلیٰ حکام عدالتوں کے احکامات کی اس طرح دھجیاں اڑاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں تو پھر عام آدمی کے ذہن میں قانون و آئین کی عملداری سوالیہ نشان بن کر رہ جاتی ہے۔

ہماری سیاسی جماعتوں کے قائدین سرکاری حکام اور اعلیٰ حکومتی اہلکاروں کو اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے یہ حقیقت ہے کہ جب تک اس ملک میں عدل وانصاف، آئین اور قانون کی عملداری کو یقینی نہیں بنایا جائے گا اس قسم کے واقعات کا اعادہ ہوتا رہے گا۔

کالعدم سپاہ صحابہ کے قائدین اور کارکنوں کے قاتل 8 دہشت گرد گرفتار

2011ء کے آغاز میں ٹارگٹ کلنگ کے گروہ کے 8 دہشت گردوں کو کراچی پولیس نے گرفتار کرلیا ہے۔ تمام دہشت گردوں کا تعلق اہل تشیع کی مسلح تنظیم سپاہ محمد سے ہے۔ ان سے بھاری مقدار میں اسلحہ، کاریں، اور کرنسی برآمد ہوئی ہے۔ دوران تفتیش ملزمان نے کالعدم سپاہ صحابہ اور جیش محمد کے قائدین اور کارکنوں کی ٹارگٹ کلنگ کا اعتراف کیا ہے ان کے قبضے سے ایک فہرست ملی ہے۔ جس میں کالعدم سپاہ صحابہ سے وابستہ علماء کرام سیاسی رہنماؤں اور پولیس افسران کے نام شامل ہیں جنہیں وہ آئندہ ٹارگٹ کرنا چاہتے تھے، تفصیلات کے مطابق سپیشل انوسٹی گیشن سٹاف کراچی کے انچارج فیض لغاری، ڈی آئی جی ساؤتھ، اقبال محمود اور ایس ایس پی راجہ عمر خطاب نے صحافیوں کو بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ کراچی پولیس کے جوانوں نے ٹارگٹ کلنگ میں ملوث اہل تشیع کی مسلح تنظیم سپاہ محمد کراچی کے سرغنہ سعید تنویر عباس عرف کاشف عرف مہدی سمیت ابرار حسین رضوی عرف مشتاق عرف لقمان، پرویز زیدی، رفعت عرف جہانگیر، حسنین عباس، سید مہدی عرف سلمان، سید جواد حسین عرف فیروز اور کمیل کو گرفتار کرلیا ہے۔ ملزمان نے اپنے گروہ کا نام مہدی فورس رکھا ہوا ہے۔ جس کا سرغنہ سعید تنویر عباس لڑکوں کو دہشت گردی کی ٹریننگ کے لئے پارہ چنار بھیجتا تھا واپسی پر ان تمام دہشت گردوں کو ماہانہ 8 ہزار سے 15 ہزار روپے تک وظیفہ دیتا تھا۔ دہشت گردی کی وارداتوں کے لئے موٹر سائیکل، گاڑیاں اور اسلحہ، ذکی کاظمی عرف اشرف نامی شخص فراہم کرتا تھا ان دہشت گردوں نے مومن آباد کے علاقے میں ڈاکٹر بابر منان، ناظم آباد میں ڈاکٹر جاوید شکور اور نگی ٹاؤن میں ڈاکٹر خورشید گودھرا کیمپ میں محمد نثار تیمور یہ میں محمد معاویہ خواجہ اجمیر نگری میں مختار احمد مومن آباد میں محمد نعیم اور نگی ٹاؤن میں اشرف ہارون، بلوچ کالونی میں مشتاق احمد، سرجانی ٹاؤن میں قاری محمد اقبال، شاہراہ نور جہاں میں محمد عمران اور سرسید میں، محمد عالم کو شہید کرنے کا اعتراف کیا ہے۔ ملزمان سے مزید تفتیش جاری ہے پولیس افسران کے مطابق مذکورہ شیعہ دہشت گردوں کا نیٹ ورک اورنگی ٹاؤن، بفرزون ملیر اور نیو کراچی میں موجود ہے ملزمان کے دیگر ساتھیوں میں ذکی کاظمی، شفاعت حسین، محسن، دانش، ذیشان اور علی عباس کا انکشاف ہوا ہے ذرائع کے مطابق اس گروہ کا فنانسر شفاعت حسین عرف محمد اشرف اور ذکی کاظمی بھی پولیس حراست میں موجود ہے لیکن ابھی تک پولیس نے نامعلوم وجوہات کی بنا پر ان کی گرفتاری ظاہر نہیں کی ہے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ شیعہ دہشت گرد گروہ کے سرغنہ تنویر عباس کو پکل تھانے کے ایس ایچ او انسپکٹر محمد رند نے گرفتار کیا تھا۔

مذکورہ بالا حقائق سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ کالعدم سپاہ صحابہ کے تمام قائدین اور کارکنوں کے قاتل شیعہ دہشت گرد ہیں جنہیں اعلیٰ سیاسی قائدین کی معاونت حاصل ہے کراچی پولیس کے سربراہ کی ذمہ داری ہے کہ اتنے بڑے اور اہم حقائق منظر عام پر آجانے کے بعد اہلسنت والجماعت کراچی کے قائدین ڈاکٹر ہارون قاسمی شہید رحمہ اللہ سے لیکر عبدالرحمٰن بندھانی شہید رحمہ اللہ تک تمام شہداء کے قاتلوں اور ان کے سرپرستوں کو منظر عام پر لاکر انہیں قرار واقعی سزا دلوانے کے لیے پراسیکیوشن کے ذمہ دار اور ایماندار افسر مقرر کئے جائیں تاکہ آئندہ مذہبی ٹارگٹ کلنگ کا سلسلہ روکا جاسکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ماتم وعزاداری کو چار دیواری تک محدود کیا جائے

قائد اہلسنت مولانا محمد احمد لدھیانوی کی طرف سے وزیراعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی کے نام کھلا خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ آج ہمارا ملک امن وامان کے حوالے سے جن حالات سے گزر رہا ہے اسکی وجہ سے ہر محب وطن شہری بے چین اور مضطرب دکھائی دیتا ہے اور ہم خلوص دل سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس ملک پر خصوصی رحم فرمائے جہاں عوام کے لئے موجودہ حالات باعث تشویش ہیں وہاں حکام ومقتدر حلقے بھی اپنی پریشانی کا اظہار کرتے رہتے ہیں امن وامان کا مسئلہ پوری قوم کے لئے ایک چیلنج بن چکا ہے تمام تر ملکی وسائل کو زیر استعمال لانے کے باوجود حالات بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں تمام حکومتی فورسز ،انتظامی مشینری، خفیہ ایجنسیاں اور اعلیٰ حکام سمیت سب کے سب حالت جنگ کا نقشہ پیش کرتے ہیں لیکن تمام تر انتظامات کے باوجود امن وامان کا مسئلہ جوں کا توں ہے۔

محرم الحرام ان اسلامی مہینوں میں سے ایک ہے جنہیں شریعت مقدسہ نے حرمت کے مہینے قرار دے کر ان کا احترام ملحوظ رکھنے کی سخت تاکید کی ہے لیکن اس مہینے میں جو صورتحال سامنے آتی ہے وہ اسکی حرمت وتقدیس کے بالکل برعکس ہے ہر جگہ لاء اینڈ آرڈر کے مسائل ، مین شاہراہوں کا بند ہونا ، چوکوں چوراہوں ،گلیوں، شہروں، قصبوں بلکہ ہر جگہ رکاوٹوں پولیس ، آرمی ،رینجرز کی بہتات کی وجہ سے ہر طرف خوف وہراس کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ملکی معیشت کا پہیہ جام اور کاروبار زندگی مفلوج ہوکر رہ جاتا ہے محرم کے ان مخصوص ایام میں ماتمی جلوسوں کی وجہ سے روڈ بلاک ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ایمرجنسی مریضوں کو لے جانے والی ایمبولنس بھی نہیں گزر سکتی نتیجتاً کئی مریض فوری طبی امداد نہ ملنے کی وجہ سے موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں ان حالات میں ہر محب وطن خون کے آنسو روتے ہوئے نظر آتا ہے آخر ایسا کیوں ہے؟ چند برس قبل صوبہ خیبر پختونخواہ میں ماتمی جلوس پر ہونے والے خودکش حملہ میں جاں بحق پولیس افسران اور اہلکاروں کو کس جرم کی سزا ملی تھی ؟ گذشتہ سال کراچی میں ماتمی جلوس پر خودکش حملہ کے بعد جو کچھ کیا گیا جس انداز میں لوٹ مار کی گئی اور جس طرح دوکانوں اور مارکیٹوں کو جلایا گیا یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب ایک سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے تحت کیا گیا تھا ان لوگوں کو کس جرم کی سزا دی گئی ؟ ابھی رمضان المبارک میں لاہور اور کوئٹہ میں یوم علی کے جلوسوں پر جو حملے ہوئے اور پھر پولیس اور رینجرز کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ سب نے ٹی وی چینلز پر دیکھا یہ سب کیا ہے؟ حالانکہ یہ لوگ ماتمی جلوسوں کی حفاظت پر مامور ہوتے ہیں اور سکیورٹی کے انتظامات کا جائزہ لے رہے ہوتے ہیں۔

مسلح ماتمی جلوسوں کی حفاظت کے لئے پوری سرکاری مشینری اور تمام وسائل جھونک دیئے جاتے ہیں حالانکہ ان جلوسوں کی شیعہ مذہب میں بھی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

یہ مسلح ماتمی جلوس مذہبی ہیں یا سیاسی؟ یہ ماتمی جلوس جن کی حفاظت کے لئے پوری سرکاری مشینری اور تمام وسائل جھونک دیئے جاتے ہیں اس کے باوجود دہشت گردی کے واقعات رونما ہوجاتے ہیں ان جلوسوں کی خود شیعہ مذہب میں بھی کوئی شرعی حیثیت نہیں یہ جلوس فرض ہیں نہ واجب سنت ہیں نہ مستحب ،دنیا بھر کی شیعہ کتب میں سے کسی ایک معتبر کتاب میں بھی ان جلوسوں کی کوئی شرعی حیثیت بیان نہیں کی گئی اور نہ ہی شیعہ کے آئمہ سے ان جلوسوں کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے علاوہ کسی دوسرے ملک میں اس قدر اہتمام سے یہ جلوس نہیں نکالے جاتے یہاں تک کہ پڑوسی ملک ایران جو کہ شیعہ اسٹیٹ کے حوالے سے جانا پہچانا جاتا ہے وہاں بھی اس طرح ماتمی جلوسوں اور مجلسوں کے ذریعہ پورے ملک کو جام کرنے کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا حقیقت یہ ہے کہ ماتمی جلوس خود شیعہ مذہب میں بھی عبادت کا درجہ نہیں رکھتے بلکہ محض اپنے مطالبات منوانے اور اپنی سیاسی قوت ظاہر کرنے کا ایک ذریعہ ہیں یہی وجہ ہے کہ اہل تشیع متعدد مرتبہ ان جلوسوں کے موقع پر مین شاہراہوں پر دھرنا دے کر حکومت کو اپنے ناجائز مطالبات کی منظوری پر مجبور کر چکے ہیں اور حکومت بھی حالات کی نزاکت کے پیش نظر ان کے ناجائز مطالبات ماننے پر مجبور ہوتی ہے۔

اگر بالفرض ماتم وسینہ کوبی ان کے ہاں عبادت ہے تو کیا یہ عبادت انفرادی طور پر نہیں کی جاسکتی؟ کیا اس عبادت کے لئے جماعت شرط ہے ؟ اگر بالفرض جماعت شرط ہے تو ایک گھر کے تمام افراد مل کر باجماعت ماتم نہیں کر سکتے؟ یا ایک محلے کے باشندے اپنے محلے کی محفوظ عبادت گاہ (امام بارگاہ) میں ماتم کی جماعت نہیں کروا سکتے؟ جیسا کہ مسلمان مساجد میں نماز باجماعت کا اہتمام کرتے ہیں کیا تمام خنجروں ، چھریوں جھنڈوں کی آڑ میں ڈنڈوں اور اسلحہ سے لیس ہوکر سڑکوں پر آجانا اور ملک بھر کی شاہراہوں کو بلاک کر دینا ضروری ہے ؟ پھر اس مسلح ہجوم کا اپنی عبادت ماتم کی بجا آوری کے لئے اہل سنت کی مساجد مدارس اور گھروں کے سامنے آنا بھی کوئی لازمی اور ضروری امر ہے کہ اس کے بغیر عبادت کے تقاضے پوری نہیں ہوتے؟ کیا آپ نے کبھی غور فرمایا کہ اگر نماز جیسی اہم ترین عبادت کے لئے جو اہل تشیع کے ہاں بھی عبادت کا

باقی صفحہ نمبر 12 پر

درس قرآن

امت مسلمہ کے اتحاد کی ضرورت

امام اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنوی کے قلم سے

اس زمانہ میں جبکہ ہر طرف سے نئے نئے فتنے اٹھ رہے ہیں اور ناواقفوں کی رہزنی کے لئے ہر قسم کی کوششیں ہو رہی ہیں ایک نیا شگوفہ یہ کھلا کہ بمبئی کے بعض شیعوں نے صلح و آشتی کا لباس پہن کر سنیوں کو اتحاد و اتفاق کی دعوت دی اور اسکی صورت یہ تجویز کی کہ جو مذہبی تقریبات فریقین میں مشترک ہیں انکو دونوں فریق ایک جگہ جمع ہو کر ادا کریں منجملہ ان مشترک تقریبات کے ایک عید مباہلہ کو بھی بیان کیا گیا یہ عید شیعوں کے یہاں ذوالحجہ کی مہینے میں ہوتی ہے کہا گیا کہ واقعہ مباہلہ کا ثبوت سنیوں کی کتابوں میں بھی ہے لہٰذا اس عید سے سنیوں کو بھی انکار نہ ہونا چاہئے۔

اس دعوت اتفاق پر بڑے مضمون لکھے گئے جن میں دکھلایا گیا کہ واقعہ مباہلہ عہد نبوت کا ایک عظیم الشان واقعہ اور معجزات نبوی میں ایک غیر معمولی معجزہ ہے لہٰذا اس دن کو ضرور عید بنانا چاہئے۔

دشمنان اسلام آیت مباہلہ سے سیدنا علیؓ کی خلافت بلا فصل ثابت کرنے کے لئے بڑا زور لگا چکے ہیں لیکن ان کا کوئی فریب کارگر ثابت نہیں ہو سکا

مقصود یہ تھا کہ اہل سنت جو ہر وقت دعوت صلح پر لبیک کہنے کو تیار رہتے ہیں اگر اس دعوت کو قبول کر لیں تو ہر سال سنی شیعہ کا ایک مشترکہ جلسہ ہوا کرے اور اس میں واقعہ مباہلہ کے پردہ میں شیعوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کا موقع ملتا رہے حضرت علیؓ کا افضل الصحابہ اور خلیفہ بلا فصل ہونا سنیوں کے کان تک بھی پہنچائیں اور یہ عید ان کے خلافت بلا فصل کی یادگار میں سنیوں کے یہاں بھی رائج ہو جائے۔

یقیناً اگر یہ افسوں چل جاتا تو مجالس محرم سے زیادہ یہ عید مباہلہ مذہب شیعوں کی اشاعت کا ذریعہ بنتی مگر خدا کا شکر ہے کہ اہل سنت کی طرف سے اسی وقت جواب دے دیا گیا کہ ہمارے مذہب میں عید مباہلہ بالکل بے اصل چیز ہے ہمارے یہاں سوا ان دو عیدوں کے جو رسول خدا ﷺ کی قائم کی ہوئی ہیں کوئی تیسری عید نہیں ہوتی نہ ہم کو اپنی طرف سے کسی عید کے اضافہ کرنے کا حق ہے اسی وجہ سے بڑی بڑی عظیم الشان فتوحات اسلام میں ہوئیں مگر ہم نے کسی کی یادگار میں کوئی عید قائم نہیں کی اور یہ واقعہ مباہلہ تو کوئی ایسا بڑا واقعہ بھی نہیں مباہلہ کی نوبت بھی نہیں آئی صرف ارادہ ہی ارادہ تھا۔

الختصر:......اس وقت تو یہ فتنہ دب گیا مگر شیعوں کی کوشش برابر جاری ہے ان کے اگلے علماء بھی آیت مباہلہ سے خلافت بلا فصل ثابت کرنے میں بڑے زور لگا چکے ہیں انکے امام اعظم شیخ حلی نے منہاج الکرامہ میں بھی اس آیت کو بڑے شد و مد سے پیش کیا ہے لہٰذا ضروری ہوا کہ آیت کی صحیح تفسیر اور اصلی واقعہ سے مسلمانوں کو آگاہ کر دیا جائے امید ہے کہ اسکے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ پھر کسی کا فریب کارگر نہ ہوگا۔

حسبنا اللہ و نعم الوکیل

ترجمہ "پھر جو شخص آپ سے جھگڑا کرے عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں بعد اس کے کہ آ گیا آپ کے پاس علم تو کہہ دیجئے کہ آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنی ذاتوں کو اور تم اپنی ذاتوں کو پھر گڑگڑا کر دعائیں مانگیں پھر کریں ہم اللہ کی لعنت جھوٹ بولنے والوں پر۔"

اس آیت میں جس واقعہ کا بیان ہے اس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے قریب نجران نام کی ایک بستی تھی جس میں عیسائی آباد تھے جب رسول خدا ﷺ کے اعلان نبوت اور آپ ﷺ کے فتوحات کی خبر ان کو پہنچی تو ۹ھ میں اور بقول ۸ھ میں ایک جماعت ان عیسائیوں کی حاضر خدمت ہوئی مقصود ان لوگوں کا یہ تھا کہ آپ سے صلح کی کوئی تجویز نکالیں اور آئندہ کے خطرات سے اپنی حفاظت کریں اور اس کے ساتھ ہی یہ خیال بھی تھا کہ آپ کی نبوت کو جانچیں۔

مسلمانوں کے ہاں عید مباہلہ کے نام سے کوئی تیسرا خوشی کا دن موجود نہیں ہے حالانکہ اسلام میں عظیم الشان فتوحات ہوئی ہیں مگر مسلمانوں نے کسی یادگار دن میں کوئی عید قائم نہیں کی

ان لوگوں نے آ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کچھ سوالات کیے جن کے جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ اور ان کے حالات بذریعہ وحی الٰہی آپ پر نازل ہوئے چنانچہ آیت مبحوثہ کے اوپر مسلسل یہی بیان چلا آ رہا ہے

ان باتوں کا کچھ جواب ان عیسائیوں سے نہ بن پڑا مگر اپنی کج بحثی سے باز نہ آئے اور فضول باتوں میں آپ ﷺ کا وقت عزیز ضائع کرنے لگے اس پر یہ آیت مباہلہ اتری جس میں حکم دیا گیا کہ اے نبی وحی الٰہی کے نازل ہونے کے بعد بھی ان کی کج بحثی ختم نہیں ہوتی تو آپ ان سے فرما دیجئے کہ اچھا تم لوگ مجھ سے مباہلہ کر لو اور مباہلہ کی صورت یہ ارشاد فرمائی کہ آپ اور آپ کی ساری جماعت مع اپنے لڑکوں اور عورتوں کے ایک مقام میں جمع ہوں اور یہ عیسائی بھی مع اپنے اپنے لڑکوں اور عورتوں کے وہاں آ جائیں اس کے بعد سب لوگ خدا کے سامنے تضرع وزاری کے ساتھ دعا مانگیں کہ یا اللہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہو اس پر اپنی لعنت نازل کر۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم خداوندی ان عیسائیوں کو سنا دیا ان لوگوں نے کہا اچھا ہم آپس میں مشورہ کر کے اس کا جواب دیں گے لیکن جب ان لوگوں نے اپنے بڑوں بوڑھوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا تم کیا حماقت کرتے ہو تم کو معلوم ہو چکا کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں دیکھو جب کسی قوم نے کسی نبی سے مباہلہ کیا تو نہ ان کا بوڑھا بچا، نہ بچہ۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تم سب کے سب ہلاک ہو جاؤ گے یہ سن کر انکی ہمت پست ہوگئی اور انہوں نے مباہلہ سے قطعی انکار کر دیا اور جزیہ قبول کر لیا ہر سال دو ہزار جوڑے کپڑے صفر کے مہینہ میں اور ایک ہزار رجب کے مہینہ میں دینا انہوں نے منظور کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اہل نجران مباہلہ منظور کر لیتے تو سور اور بندر ہو جاتے اور تمام میدان آگ سے بھڑکنے لگتا اور نجران میں انسان تو انسان درختوں کے اوپر چڑیاں بھی نہ بچتیں ایک سال کے اندر سب کے سب ہلاک ہو جاتے۔

اگر اہل نجران مباہلہ منظور کر لیتے تو سور اور بندر ہو جاتے اور نجران میں انسان تو انسان درختوں کے اوپر چڑیاں بھی نہ بچتیں

رسول اللہ ﷺ اس مباہلہ کے لئے بالکل تیار ہو گئے تھے یہاں تک کہ قبل از وقت آپ ﷺ نے حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور جناب سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو مباہلہ میں شریک کرنے کے لئے بلا لیا تھا بلکہ بعض روایات میں ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اپنی اولاد لے کر آ گئے تھے چنانچہ درمنثور جلد دوم صفحہ ۴۰ اور روح المعانی جلد اول صفحہ ۴۰۶ میں ہے کہ:

"ابن عساکر نے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے والد سے اس آیت یعنی تعالوا ندع ابناء نا کے متعلق روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی مع انکی اولاد کے بلا لیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی مع انکی اولاد کے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی مع انکی اولاد کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی مع انکی اولاد کے۔

یہ مختصر قصہ اس واقعہ مباہلہ کا تھا جس سے آیت مبحوثہ کا تعلق ہے اب بتائیے کہ اس واقعہ میں غیر معمولی اہمیت کیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل سے اس آیت کو یا واقعہ کو کیا تعلق ہے ہاں اگر مباہلہ ہو جاتا اور نجران کے عیسائیوں پر عذاب الٰہی نازل ہو جاتا تو البتہ واقعہ میں غیر معمولی اہمیت پیدا ہو جاتی مگر خلافت سے پھر بھی کوئی تعلق نہ ہوتا۔

بحالت موجودہ اس واقعہ سے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی دلیل البتہ ظاہر ہوتی ہے کہ مخالف اور منکر بھی دل میں آپ ﷺ کی صداقت کا اعتراف کر رہے تھے دوسری بات یہ ہے کہ خوارج کے مقابلہ میں حضرات حسنین وسیدہ وعلی مرتضیٰ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے وہ بھی نہ آیت سے بلکہ شان نزول کی روایت سے۔

شیعہ کہتے ہیں

کہ اس آیت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ وحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسنین رضی اللہ عنہما کو مباہلہ میں شرکت کے لئے اپنے ساتھ لیا اور کسی کو اپنے ساتھ نہ لیا جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جو کچھ تعلق تھا وہ صرف انہیں حضرات سے تھا پھر تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ آیت میں لفظ انفسنا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابناء نا سے حسنین اور نساء نا سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مراد ہیں پس معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نفس رسول تھے اور ظاہر ہے کہ نفس رسول کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو خلیفہ بنانا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

کہتے ہیں کہ نفس رسول ہونا ایک ایسی فضیلت ہے کہ سوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی کو حاصل نہیں ہوئی نفس رسول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رسول ﷺ کی ذات اور ان کی ذات ایک چیز ہے اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معصوم ہونا

شیعہ مفسرین نے قرآن کی جس آیت سے بھی استدلال کیا ہے اس کے ساتھ روایت احاد کا ضمیمہ لگایا گیا ہے حالانکہ اکثر وبیشتر روایات بھی من گھڑت ہی ہوتی ہیں ۔

اور تمام ان صفات کے ساتھ موصوف ہونا ثابت ہوتا ہے جو رسول ﷺ کی ذات میں تھیں پس ثابت ہو گیا کہ وہ تمام صحابہ سے افضل تھے اور یہ کہ ان کے ہوتے ہوئے کسی اور کو خلیفہ بنانا جائز نہ تھا۔

بعض شیعہ تو اس آیت سے حضرت علی کا انبیاء سابقین سے افضل ہونا ثابت کرتے ہیں امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں ایک شیعہ کی تقریر اس کے متعلق نقل کر کے بہت تعجب کیا ہے۔ غالباً امام ممدوح کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ عام طور پر تمام شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ائمہ کا رتبہ تمام انبیائے سابقین سے زیادہ ہے۔

اہل سنت کہتے ہیں

کہ اس آیت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل تو کیا معنی مطلق خلافت بھی ثابت نہیں ہوسکتی نہ ان کا تمام صحابہ سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے جو استدلال شیعوں نے کیا ہے اس میں چند خرابیاں ہیں جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں:

پہلی خرابی...... یہ ہے کہ شیعوں کے اس استدلال کی بنیاد آیت قرآنی پر نہ ہوئی بلکہ ایک روایت پر ہوئی اور روایت بھی حد تواتر کو نہیں پہنچی کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسنین رضی اللہ عنہما کو ساتھ لینے کا مضمون روایت ہی میں ہے اور اسی پر استدلال کی بنیاد ہے لہٰذا شیعوں کا یہ کہنا کہ اس آیت سے خلافت بلا فصل ثابت ہوتی ہے بالکل بے اصل رہا۔

فائدہ...... کچھ اس آیت کی تخصیص نہیں بلکہ شیعوں نے قرآن کی جس آیت سے بھی استدلال کیا ہے اس کے ساتھ روایت آحاد کا ضمیمہ لگایا گیا ہے بغیر اس ضمیمہ کے لگائے ہوئے ان کا کام ہی نہیں چلتا چنانچہ آیت ولایت کی تفسیر میں اس کا نمونہ دکھایا جا چکا ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ جن روایات آحاد کو آیت کے ساتھ ضمیمہ بنا کر استدلال کرتے ہیں کہ اکثر وبیشتر وہ روایات صحیح بھی نہیں ہوتیں علمائے شیعہ خود بھی اپنے مقام پر لکھتے ہیں کہ اخبار آحاد سے عقائد میں استدلال کرنا ناجائز ہے اور پھر خود ہی اپنے اتنے بڑے عقیدے کی بنیاد اخبار آحاد پر رکھتے ہیں (ان ھذا لشیء عجیب)

شیعہ بجائے اسکے کہ اپنی اس کارروائی پر نادم ہوتے بڑی ڈھٹائی سے کہتے ہیں کہ قرآن کے ساتھ اگر روایات نہ ملائی جائیں تو تفسیر بالرائے ہو جائے گی اور تفسیر بالرائے فریقین کے یہاں ممنوع ہے۔ مقدمہ تفسیر آیات خلافت میں ہم تفسیر بالرائے کا مطلب بیان کر چکے ہیں اور کئی ایک عبارتیں ائمہ تفسیر وحدیث کی نقل کر چکے ہیں جن سے اچھی طرح واضح ہو گیا ہے کہ قواعد عربیت کی پابندی کے ساتھ بغیر روایت ملائے ہوئے اگر قرآن کی تفسیر کی جائے تو وہ ہرگز تفسیر بالرائے نہیں ہے۔ اس وقت اسی مقصد کی تائید میں

CamScanner

ایک عبارت اور نقل کی جاتی ہے۔ علامہ محمد طاہر گجراتی مجمع بحار الانوار میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: یہ حدیث کہ جس نے کتاب اللہ میں اپنی رائے سے کچھ بیان کیا اس نے صحیح بھی کہا تو خطا کی اس کا یہ مطلب نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص قرآن کے متعلق سوا سنے ہوئے کے کچھ نہ بیان کرے اس لئے کہ صحابہ نے قرآن کی تفسیر بیان کی اور اس میں خود انہوں نے اختلاف بھی کیا اور یہ بات نہیں ہے کہ جو کچھ انہوں نے تفسیر بیان کی وہ سب رسول اللہ ﷺ سے سن کر بیان کی نیز اگر ایسا ہوتا تو آنحضرت ﷺ کا بعض صحابہ کو یہ دعا دینا کہ یا اللہ ان کو دین کی سمجھ دے اور تفسیر کا علم دے بیکار ہوجائے گا۔ پس رائے سے تفسیر کرنے کی ممانعت دو صورتوں میں ہے ایک یہ کہ اس شخص کی کوئی خاص رائے اسکی قائم ہو اور اس کی طرف اس کا طبعی میلان ہو اور وہ اپنی اسی رائے کے موافق اسکی صحت ثابت کرنے کے لئے تفسیر کرے بسا اوقات ایسی حالت میں یہ علم بھی ہو جاتا ہے کہ آیت کی مراد یہ نہیں ہے مگر اپنے حریف کو دھوکہ دینے کے لئے ایسا کرتا ہے اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ اس کو آیت کی مراد معلوم نہیں ہوتی اور آیت کے کئی مطلب ہوسکتے ہیں مگر اپنی رائے کے موافق جو مطلب ہوتا ہے اسی کو ترجیح دیتا ہے اگر اسکی وہ رائے نہ ہوتی تو ہرگز اس مطلب کو ترجیح نہ دیتا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی غرض اس شخص کی ہوتی ہے مثلاً مجاہدہ قلب کی ترغیب دینا چاہتا ہے اور اس آیت سے استدلال کرتا ہے۔

اذهب الى فرعون انه طغى

اور کہتا ہے کہ فرعون سے مراد قلب قاسی ہے اکثر واعظین ترغیب کے لئے ایسی تفسیرات کرتے ہیں حالانکہ یہ ممنوع ہے فرقہ باطنیہ کے لوگ بھی اپنی اغراض فاسدہ کے لئے لوگوں کو دھوکہ دینے کے واسطے ایسی تفسیرات کرتے ہیں دوسری صورت یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر قواعد عرب کے مطابق کرے اور اس کے غرائب ومبہمات میں اور جن میں حذف یا تقدیم وغیرہ ہے ان میں منقولات سے مدد نہ لے تو اس کے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

دوسری خرابی...... یہ ہے کہ حضرت فاطمہ وحسنین رضی اللہ عنہم کا تو بلا اختلاف صحیح روایات میں مذکور ہے مگر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا بلانا اکثر صحیح روایات میں نہیں ہے۔ تفسیر طبری جلد سوم صفحہ ۱۹۲ میں ہے:

ترجمہ: ہم سے ابن حمید نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے جریر نے بیان کیا وہ کہتے ہیں میں نے مغیرہ سے کہا کہ لوگ نجران کے قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ علی بھی آنحضرت ﷺ کے ہمراہ تھے تو انہوں نے کہا کہ شعبی نے علی کا ذکر نہیں کیا اب میں نہیں جانتا کہ بنی امیہ کا خیال چونکہ علی کی طرف سے خراب تھا اس وجہ سے شعبی نے انکا ذکر نہ کیا اور یا در اصل وہ تھے ہی نہیں

قرآن پاک کے لفظ "نساء" سے حضرت سیدہ فاطمہؓ مراد لینا غلط ہے کسی بھی زبان میں کسی کی بیٹی کو اس کی عورت کہنا درست نہیں ہوسکتا

تیسری خرابی...... یہ ہے کہ روایت سے اگر ثابت ہوتا ہے تو زائد از زائد یہ کہ آنحضرت ﷺ نے ان حضرات کو بلایا باقی رہا یہ کہ انفسنا سے مراد حضرت علیؓ ہیں اور فلاں لفظ سے فلاں اور فلاں سے فلاں مراد ہیں یہ مضمون کسی روایت میں نہیں ہے ان الفاظ کی مراد جس نے بھی بیان کی ہے اس نے اپنی رائے سے بیان کی ہے اس کو حدیث کی طرف منسوب کرنا یا رسول اللہ ﷺ سے منقول کہنا قطعاً کذب وافتراء ہے۔

چوتھی خرابی...... یہ ہے کہ لفظ انفسنا سے حضرت علیؓ کے مراد ہونے پر مفسرین اہل سنت کا اجماع بیان کرنا بھی خالص بہتان ہے بلکہ تمام محققین مفسرین اس کے خلاف ہیں۔

تفسیر طبری جلد سوم صفحہ ۱۹۲ میں ہے:

لا نسلم ان المراد بانفسنا الامیر بل المراد نفسه الشریفة صلی الله علیه وسلم۔ ہم نہیں مانتے کہ انفسنا سے جناب امیر مراد ہیں بلکہ اس سے مراد آنحضرت ﷺ کا نفس مقدس ہے۔ تفسیر معالم التنزیل میں ہے:

(ترجمہ:) کہا گیا ہے کہ ابناء نا سے حسن و حسینؓ اور نساء نا سے حضرت فاطمہؓ اور انفسنا سے خود آپ ﷺ کی ذات اور حضرت علیؓ مراد ہیں اہل عرب اپنے چچا کے بیٹے کو نفس کہہ دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے نفسوں کو طعنے نہ دو یہاں مراد نفس سے بھائی ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ الفاظ اپنے عموم پر ہیں تمام جماعت اہل دین مراد ہے۔

قرآن پاک میں لفظ "انفسنا" سے حضرت علیؓ کے مراد ہونے پر مفسرین اہلسنت کا اجماع خالص بہتان ہے بلکہ تمام محققین ومفسرین اس کے خلاف ہیں

تفسیر جلالین میں لفظوں کی مراد کچھ بیان ہی نہیں کی جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک ان الفاظ کے وہی معنی مراد ہیں جو لغت سے سمجھے جاتے ہیں۔

تفسیر کشاف میں ہے:

ندع ابناء نا وابناء کم ای یدع کل منی ومنکم ابناءه ونساءه ونفسه الی المباهلة ندع ابناء نا وابناء کم کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص ہم میں سے اور تم میں سے اپنے بیٹوں کو اور عورتوں کو اور اپنے نفس کو مباہلہ کی طرف بلائے

تفسیر مدارک میں بالکل کشاف کا تتبع ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے: ای یدع کل منا ومنکم نفسه واعزة اهله یعنی بلائے ہر شخص ہم میں سے اور تم میں سے اپنے نفس کو اور اپنے خاندان کے عزیز تر لوگوں کو۔

پانچویں خرابی...... یہ ہے کہ ان الفاظ کی خاص خاص مراد جس نے بیان کی ہیں اس کے اس خیال کی بنیاد صرف یہ ہے کہ اس نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے اس وقت صرف انہیں حضرات کو بلایا لہٰذا اس نے خیال کیا کہ ان سب الفاظ کا مصداق کسی نہ کسی طرح انہیں حضرات کو بنانا چاہئے حالانکہ یہ بنیاد ہی غلط ہے ہاں اگر اہل نجران مباہلہ منظور کر لیتے تو اس وقت دیکھا جاتا کہ حضور ﷺ کن کن لوگوں کو اپنے ساتھ لیجاتے اگر اس وقت بھی سوا ان حضرات کے کسی کو اپنے ہمراہ نہ لے جاتے تو بیشک ان الفاظ کا مصداق انہیں حضرات کو ماننا ضروری ہوتا یقیناً اگر نوبت مباہلہ کی آتی تو آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کو ضرور ہمراہ لے جاتے کیونکہ نساء نا سے کوئی اور مراد ہی نہیں ہوسکتا۔

تفسیر بحر محیط جلد اول صفحہ ۴۷۹ میں ہے:

ولو عزم نصاری نجران علی المباهلة وجاء وا بها لامر النبی ﷺ المسلمین ان یخرجوا باهالیهم للمباهلة

"اور اگر نجران کے عیسائی مباہلہ کا ارادہ کرتے اور اس کے لئے آتے تو ضرور نبی ﷺ مسلمانوں کو حکم دیتے کہ اپنے اپنے اہل وعیال کو لیکر مباہلہ کیلئے آئیں۔

چھٹی خرابی...... یہ ہے کہ انفسنا سے حضرت علیؓ کا مراد ہونا اور نساء نا سے حضرت فاطمہؓ اور ابناء نا سے حضرت حسنینؓ کا مراد ہونا لغت عرب اور محاورہ قرآنی کے خلاف ہے۔

لفظ انفس جمع نفس کی ہے نفس ہر شخص کا اسکی ذات کو

کہتے ہیں نہ کسی دوسرے کو پھر لفظ جمع سے شخص واحد مراد لینا بھی نا جائز ہے لا مجازاً۔ محاورہ قرآنی دیکھئے تو قرآن مجید میں کئی جگہ آنحضرت ﷺ کو تمام اہل مکہ اور تمام مسلمانوں کے انفس سے فرمایا ہے۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم وقولہ تعالیٰ لقد

جاء کم رسول من انفسکم

لہٰذا صرف حضرت علی کو لفظ انفس سے مراد لینا اور سب کو خارج کر دینا ان آیات کے خلاف ہوگا۔ لفظ ابناء نا جمع ابن کی ہے لغت عرب میں ابن بیٹے کو کہتے ہیں نواسے کو ابن البنت کہتے ہیں قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کی نسبت فرمایا کہ آپ کسی مرد کے باپ نہیں ہیں (ما کان محمد ابا احد من رجالکم) لہٰذا کسی مرد کو آپ ﷺ کا بیٹا کہنا اس آیت کے خلاف ہوگا احادیث میں بیشک وارد ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرات حسنین کو بیٹا فرمایا مگر یہ فرمانا بطور مجاز کے محض اظہار محبت کے لئے تھا جیسا کہ ظاہر ہے۔

لفظ نساء جمع ہے۔ اس کے معنی عورتوں کے ہیں جب یہ لفظ کسی شخص کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس سے اس شخص کی زوجہ مراد ہوتی ہے قرآن مجید میں کئی جگہ یہ لفظ مضاف ہو کر مستعمل ہوا ہے اور وہاں بالاتفاق زوجہ مراد ہے سورہ احزاب میں یا نساء النبی سے بلا اختلاف آپ کی ازواج مطہرات مراد ہیں لہٰذا اس لفظ سے حضرت فاطمہ کو مراد لینا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا کسی زبان میں کسی کی بیٹی کو اس کی عورت کہنا درست نہیں ہے۔

فائدہ: مباہلہ سے پہلے آنحضرت ﷺ نے ان حضرات کو بلایا ازواج مطہرات کو نہ بلایا اس کی حکمت ہمارے بیان مذکورہ سے ظاہر ہوگئی جو حضرات الفاظ آیت سے مراد نہ ہوسکتے تھے ان کو آپ ﷺ نے قبل از وقت اس لئے بلا لیا کہ ان کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ آنحضرت ﷺ ہم کو اپنے ہمراہ نہ لے جائیں گے اور انکی دل شکنی نہ ہو اور جو حضرات الفاظ آیت سے مراد تھے انکے بلانے میں آپ ﷺ نے عجلت نہ فرمائی بلکہ انتظار فرمایا کہ نصاریٰ کی منظوری معلوم ہوجائے تو ان کو بلایا جائے یہ بالکل ویسا ہی ہوا کہ آیت تطہیر کے نازل ہونے کے بعد جو لوگ لفظ اہل بیت سے مراد نہ ہوسکتے تھے انکو کمبل میں لے کر دعا مانگی اور جو لوگ لفظ اہل بیت سے مراد تھے انکو اس

شیعہ کی بنائی ہوئی احادیث کا اس وقت پرکھ لینا بہت مشکل تھا یہی وجہ ہے کہ بعض روایات کا جعلی اور موضوع ہونا صدیوں کے بعد ظاہر ہوا ہے۔

دعا میں شامل نہ کیا۔ حضرت ام سلمہ نے شامل ہونا چاہا تو آپ ﷺ نے ان کو یہ کہہ کر روک دیا کہ انک علی خیر یعنی تم تو بہتر حالت میں ہو۔

ایک لطیفہ: اس مقام میں یہ ہے کہ آیت مباہلہ میں حق تعالیٰ نے ایک فریق آنحضرت ﷺ اور آپ کے متبعین کو بنایا ہے اور دوسرا فریق نجران کے عیسائیوں کو اور یہ لفظ شیعہ نے اپنی ساری ذہانت وطباعی جو ان الفاظ کے معانی تصنیف کرنے میں صرف کی ہے وہ صرف ایک فریق یعنی رسول اللہ ﷺ کے آپ کے ابناء سے حضرت حسنین ؓ اور آپ کی نساء سے حضرت فاطمہ ؓ اور آپ کے انفس سے حضرت علی ؓ مراد ہیں لیکن دوسرے فریق کے لئے ان الفاظ کے کوئی معنی حضرات شیعہ نے بیان نہیں کئے حالانکہ اگر از روئے لغت یہ معنی صحیح ہیں تو دوسرے فریق کے لئے بھی یہی معنی ہونے چاہئیں۔

مسلمان اپنی طرف سے مباہلہ کی دعوت نہ دیں جب کوئی مخالف ان کو دعوت دے عذاب کا تعین کرے اور مدت بھی مقرر کردے تو ایسے مباہلہ کی دعوت منظور کر لیں

کیا براہ عنایت اب کوئی شیعہ صاحب بتا سکتے ہیں کہ عیسائیوں کے ابناء اور نساء اور انفس سے اسی طرح انہیں کے خاص تعلقات کے لوگ مراد ہیں ہرگز نہیں یقیناً عیسائیوں کے لئے یہ الفاظ اپنے عموم پر قائم رکھے گئے ہیں اور لغوی معنی میں مستعمل ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ دوسرے فریق کے لئے ان الفاظ کے معنی میں اس قدر تکلف سے کام لیا گیا۔

ایک عقلمند شخص کے لئے اس تمام کاروائی کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے یہی ایک لطیفہ کافی ہے۔

ساتویں خرابی...... یہ ہے کہ بفرض محال مان لیا جائے کہ انفسنا سے حضرت علی ؓ مراد ہیں تو بھی خلافت بلافصل ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ حضرت علی ؓ کا نفس رسول ﷺ ہونا حقیقی معنی میں تو ہو ہی نہیں سکتا ورنہ حضرت علی ؓ کا نبی ہونا بھی ثابت ہوجائیگا اور اس سے بڑھ کر خرابی یہ ہوگی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ جناب سیدہ کا نکاح آپ کے ساتھ درست نہ ہوگا لامحالہ مجازی طور پر حضرت کو نفس رسول کہا جائیگا تو اس صورت میں نہ ان کا معصوم ہونا ثابت ہوگا نہ تمام صحابہ سے افضل ہونا چونکہ مجاز میں حقیقت کے تمام اوصاف کا موجود ہونا ضروری نہیں بلکہ اس مجاز کا استعمال محض چچا زاد بھائی ہونے کے سبب سے مانا جائیگا جیسا کہ تفسیر معالم سے اوپر منقول ہوا کہ اہل عرب چچا کے بیٹے کو نفس کہہ دیتے تھے اور اگر خواہ مخواہ نفس رسول ہونے سے استحقاق خلافت ثابت ہو تو پھر یہ استحقاق تمام صحابہ کو بلکہ تمام اہل مکہ کے لئے ماننا پڑے گا کیونکہ قرآن مجید میں رسول خدا ﷺ کو ان سب کے انفس سے فرمایا گیا ہے جیسا کہ اوپر منقول ہوا۔

آیت مباہلہ کی صحیح تفسیر اور شیعوں کا غلط استدلال اور اس استدلال میں جو خرابیاں تھیں انکا بیان ہوچکا۔

اس بیان سے اچھی طرح واضح ہوگیا کہ آیت سے بغیر اخبار آحاد کا ضمیمہ لگائے ہوئے خلافت بلافصل تو کیا معنی کوئی فضیلت بھی حضرت علی مرتضیٰ ؓ کی ثابت نہیں ہوتی اور اخبار آحاد کے ملانے کے بعد خلافت بالفصل یا بلافصل تو ثابت نہیں ہوتی البتہ خوارج کے مقابلہ میں حضرت علی مرتضیٰ ؓ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جس میں اہل سنت کو کوئی نزاع نہیں بلکہ وہ اہل سنت والجماعت نے جس قدر اہتمام اس کا کیا ہے شیعوں کو اس کا عشر عشیر بھی نصیب نہیں ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔

فائدہ: قرن اول میں حضرت ابوبکر صدیق وحضرت فاروق اعظم ؓ کی عظمت وجلالت کا کوئی منکر نہ تھا مسلمانوں کا اس امر پر اتفاق تھا کہ دونوں افضل امت ہیں اور مسلمانوں کی انتہائی معراج یہ ہے کہ ان دونوں بزرگوں کے قدم بقدم چلیں حضرات شیخین کی اس بے نظیر مقبولیت کا اقرار کتب شیعہ میں نہایت صفائی کے ساتھ موجود ہے احقاق الحق میں بوارق میں احتجاج طبری میں اور ان کے علاوہ بکثرت کتب شیعہ میں اسکی تصریح موجود ہے۔

حضرت عثمان ؓ کو یہ مقبولیت حاصل نہیں ہوئی آخر میں لوگوں نے ان پر اعتراضات کئے ان کی مخالفت کی مگر یہ مخالفت ایک حد تک محدود ہو کر رہ گئی اور تھوڑے دنوں کے بعد زائل ہوگئی۔ حضرت علی ؓ کو اتنی مقبولیت بھی حاصل نہ ہوئی جتنی حضرت عثمان ؓ کو حاصل تھی ان کی مخالفت بہت زیادہ کی گئی اور نہ صرف ان کے استحقاق خلافت میں بلکہ ان کے ایمان واسلام میں معاذ اللہ کلام کیا گیا اور یہ

مخالفت روز بروز ترقی کرتی گئی یہاں تک کہ ایک مستقل مذہب بن گئی اس مذہب کے لوگوں نے نہ صرف حضرت علیؓ کی بلکہ ان کے ساتھ ان کے ماننے والوں کی تکفیر و تضلیل میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا نہج البلاغہ میں متعدد خطبات حضرت علی مرتضیٰؓ کے منقول ہیں جن میں انہوں نے اپنے مخالفین کو نصیحت کی ہے اور سمجھایا ہے کہ میری وجہ سے تم تمام امت کو کیوں گمراہ کرتے ہو مسلمانوں کی کیوں تکفیر کرتے ہو۔

المختصر: اہل سنت والجماعت نے اس حالت کو دیکھ کر ضروری سمجھا کہ حضرت علیؓ کے مناقب و فضائل کی اشاعت کی جائے جن احادیث میں ان کی تعریف وارد ہوئی ہے ان کی روایت خوب پھیلائی جائے چنانچہ اس خدمت کو بڑے اعلیٰ پیمانہ پر انجام دیا گیا۔ حتیٰ کہ بعض اکابر علماء اہل سنت نے مثل امام نسائیؒ کے اسی جرم میں حضرت علیؓ کی فضیلت کیوں بیان کرتے ہیں نواصب کے ہاتھ سے جام شہادت نوش کیا لیکن اس فریضہ کو نہ چھوڑا نتیجہ ان مساعی جمیلہ کا یہ ہوا کہ حضرت علیؓ کے فضائل کی احادیث کا اس قدر ذخیرہ بن گیا کہ جیسا کسی اور صحابی کے متعلق نہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ ایک بات یہ بھی ہوئی کہ ضعیف علمائے خوب چرچا ہوا یہاں تک کہا گیا ہے کہ حضرت علی کے فضائل میں جس قدر احادیث مروی ہیں اس قدر کسی صحابی کے متعلق نہیں ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ ایک بات یہ بھی ہوئی کہ ضعیف اور موضوع روایات بہت داخل ہوگئی ہیں امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

اذا روينا فى الحلال والحرام شددنا
واذا روينا فى الفضائل تساهلنا

اور کچھ اس وجہ سے کہ شیعوں کا ہاتھ بھی تھوڑے دنوں کے بعد اس میں شریک ہوگیا تھا اور یہ لوگ سند کی تصنیف کرنے میں کچھ ایسے مشاق تھے کہ ان کی گھڑی ہوئی سند ان کی ڈھالی ہوئی حدیث کا اسی وقت پرکھ لینا مشکل تھا شیعوں کی بنائی ہوئی بعض روایات کا جعلی اور موضوع ہونا صدیوں کے بعد ظاہر ہوا ہے۔

ہمارے اس بیان سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ حضرت علیؓ کے فضائل میں روایات بکثرت ہیں اور ان میں بڑا حصہ موضوع و ضعیف روایتوں کا ہے۔

ہمارے اس بیان سے دو باتیں معلوم ہوئیں اول یہ کہ حضرت علیؓ کے فضائل میں روایات کی کثرت کیوں ہے، دوم یہ کہ ان روایات میں ضعیف اور موضوع روایتوں کا حصہ کیوں زائد ہے، ان دو باتوں کے معلوم ہوجانے کے بعد یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کے فضائل کی روایات سے استدلال کرنے کے لئے ضروری شرط یہ ہے کہ یا تو اس روایت کو کسی محدث ناقد و بصیر غیر متساہل نے صحیح کہا ہو یا اس روایت کی پوری سند معلوم ہو اور اس سند کے تمام راویوں کو جانچا جائے اور جانچنے کے بعد یہ معلوم ہوجائے کہ وہ راوی مجروح نہیں ہیں

فائدہ: مباہلہ کے متعلق علمائے اسلام کا اختلاف ہے کہ ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ مباہلہ رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص تھا آپ کے بعد مسلمانوں کے لئے کسی سے مباہلہ کرنا جائز نہیں اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ سب مسلمانوں کے لئے جائز ہے احتیاط اسی میں ہے کہ مسلمان از خود اپنی طرف سے کسی کو مباہلہ کی دعوت نہ دیں لیکن جب کوئی مخالف ان کو دعوت دے، عذاب کا تعین کرے اور مدت بھی مقرر کردے تو ایسے مباہلہ کی دعوت منظور کرلیں

پنجابی شیعوں کے سرکار شریعت مدار حائری صاحب لاہوری نے بھی ایک رسالہ آیت مباہلہ کے متعلق لکھا ہے کہ جس کا نام موعظہ مباہلہ رکھا ہے یہ رسالہ مجھے اس تفسیر کے لکھنے کے بعد ملا میں نے اس کو شروع سے آخر تک پڑھا مگر اس میں بجائے اس آیت کی تفسیر کے دوسرے غیر متعلق قصے لکھ کر فضول طول دیا ہے اور اپنی عادت جبلی یا تعلیم مذہبی کے موافق کتب اہل سنت کی عبارتوں کے نقل کرنے میں خوب خیانت کی ہے اس وجہ سے دل نے نہ چاہا کہ اس رسالہ کے مضامین کا رد لکھ کر وقت ضائع کیا جائے۔

حائری صاحب کی بڑی معرکۃ الاراء کتاب موعظہ تحریف قرآن کا جواب کئی سال ہوئے النجم میں شائع ہو چکا ہے، جس کا نام تنبیہ الحائرین ہے، جن لوگوں نے تنبیہ الحائرین کو دیکھا ہے ان کو معلوم ہے کہ چوری، خیانت، فی النقل، کتابوں کا جھوٹا حوالہ، معمولی عبارات کا غلط ترجمہ غلط مطلب بیان کرنا ان سب کاروائیوں میں حائری صاحب یکتائے روزگار ہیں اہل انصاف خوب جانتے ہیں کہ جس شخص کی تصنیفات میں ایسی کاروائیاں ہوں وہ اہل علم کے التفات کے لائق ہوسکتا ہے یا نہیں۔

مزید براں حائری صاحب نے اپنے موعظہ تحریف قرآن میں متعدد جگہ لکھا تھا کہ میری اس کتاب کا کوئی سنی جواب نہیں لکھ سکتا اور یہ کہ میں جواب الجواب کے لئے قلم ہاتھ میں لئے بیٹھا ہوں مگر تنبیہ الحائرین کی اشاعت کو کئی سال گزر گئے اب تک صدائے برنخاست۔

(تحفہ اہلسنت از امام اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقیؒ)

پیغام شہداء

انسانی تاریخ میں چشم فلک نے ایسی جماعت دیکھی ہے....؟

جس کے قائدین

مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ (بانی وسرپرست)
شہادت 22 فروری 1990ء جھنگ

مولانا ایثار القاسمی شہید (نائب سرپرست، ایم این اے)
شہادت 10 جنوری 1991ء جھنگ سٹی

علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ (سرپرست)
شہادت 18 جنوری 1997ء سیشن کورٹ لاہور

مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ (صدر/ایم این اے)
شہادت 6 اکتوبر 2003ء پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف جاتے ہوئے۔

علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ
شہادت 17 اگست 2009ء خیرپور سندھ (خیرپور جلسے سے واپسی پر)

اور ہزاروں کارکنوں کو ایک نظریہ، مشن اور مقصد کی پاداش میں انتہائی بیدردی کے ساتھ شہید کردیا گیا، یہ تمام قائدین اور کارکن تو اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے لیکن ان کا نظریہ، مشن اور مقصد ایک پیغام کی صورت میں ماہنامہ "نظام خلافت راشدہ" کے نام سے بفضلہ تعالیٰ ہر ماہ آپ کے پاس پہنچے گا۔

آپ نے کبھی غور کیا.....؟

کہ یہ پیغام پوری دنیا تک کیسے پہنچے گا؟

کیونکہ ابھی تک یہ پیغام صرف دیوبند کتب فکر کے 9 ہزار مدارس کے 50 ہزار اساتذہ کے پاس بھی نہیں پہنچ رہا۔

☆ پاکستان کے تقریباً 2 لاکھ سکولوں کے 10 لاکھ اساتذہ کو اس پیغام کا پتہ تک نہیں ہے۔

☆ بیوروکریسی کے 50 ہزار اہلکار اس پیغام سے لاعلم ہیں پاکستان کے قومی، صوبائی اور سینٹ کے 1 ہزار سے زائد ممبران ان کے پاس بھی یہ پیغام نہیں پہنچا ہوگا۔

اس کے علاوہ الیکٹرانک/ پرنٹ میڈیا اس کی افادیت سے محروم ہے۔

آپ جاگیردار ہیں یا کاشتکار، استاد ہیں یا طالب علم، آپ سرمایہ دار ہیں یا مزدور، عالم ہیں یا عام مسلمان۔

اگر آپ چاہتے ہیں یہ پیغام پوری دنیا میں عام ہوجائے تو پھر اٹھیے اور عہد کیجئے کہ

"میں شہداء کا یہ پیغام ہر گھر تک پہنچانے میں آپ کا معاون بننا چاہتا ہوں"۔

دستخط ....

بقیہ ماتم و عزاداری

درجہ رکھتی ہے شاہراہوں کو بلاک کر کے مصلے بچھا دیئے جائیں یا تلاوت قرآن کے لئے روڈوں کو بلاک کر دیا جائے تو کیا اس عمل کو پر امن نماز یا تلاوت کے حوالے سے حکومت برداشت کرے گی؟ آپ کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا جب نماز جیسی اہم ترین عبادت مین شاہراہوں کو بند کر کے ادا کرنا برداشت نہیں تو ماتمی جلوس جن کی کوئی شرعی حیثیت ہی نہیں کس طرح نہ صرف برداشت کر لئے جاتے ہیں بلکہ ان کے لئے پرمٹ بھی جاری کیے جاتے ہیں اور لڑائی فساد جھگڑوں دہشت گردی اور خودکش حملوں جیسے خطرات مول لے کر بھی

پڑوسی ملک ایران جو کہ مکمل شیعہ اسٹیٹ ہے وہاں بھی اس طرح کے خنجر بردار ماتمی جلوسوں کے ذریعے پورے ملک کو جام کرنے کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا۔

پورے ملک کی عوام کو مفلوج کر دیا جاتا ہے۔ جس پر ہر محب وطن مسلمان پریشان ہے۔

جناب والا! دہشت گردی یا خودکش حملوں کے علاوہ ان جلوسوں کے کچھ خطرناک پہلو اور بھی ہیں جن کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں اگر کچھ شر پسند اور ملک دشمن عناصر ہزاروں افراد پر مشتمل ان مسلح لوگوں سے اہم او رحساس جگہوں پر حملہ کروانے اور اپنے دیگر مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے سازش کریں تو ڈیوٹی پر موجود نفری کیا اس صورتحال کو کنٹرول کر سکے گی؟ اگر یہ جلوس کسی وقت احتجاج اور دھرنے کی صورت اختیار کر کے بیک وقت پورے ملک کے نظام کو جام کر دیں (جس کے آثار دکھائی دے رہے ہیں) تو کیا حکومت کے پاس ان کو کنٹرول کرنے کا کوئی طریقہ ہے حاگر محرم کے ان مخصوص ایام میں خدانخواستہ کسی پڑوسی ملک کی طرف سے ملک پر حملہ ہو جائے اور ملک کی پوری دفاعی قوت ماتمی جلوس کی حفاظت پر لگی ہو تو ملکی دفاع کو کس طرح ممکن بنایا جا سکے گا؟ امریکہ اور ایران کے درمیان جو کشیدگی ہے اس کے پیش نظر امریکہ کا اتحادی ہونے کی وجہ سے پاکستان کو سبق سکھانے کے لئے اگر خدانخواستہ پاکستان پر ایران حملہ کر دے اور اندرون ملک ماتمی جلوسوں کے لاکھوں شرکاء جو پاکستان سے زیادہ ایران کے وفادار ہیں تمام سرکاری دفاتر، اہم عمارتوں اور دفاعی مراکز پر قابض ہو جائیں تو اندرونی و بیرونی صورتحال سے بیک وقت نمٹنے کی کیا تدبیر ہوگی؟ ان تمام خدشات کا اظہار پاکستان کے ایک سابق سرکاری ملازم نذیر احمد جو ایران میں پاکستان کے سفارتخانے میں ایک عرصہ تک سرکاری ملازم رہے ہیں نے اپنے خودنوشت ایران افکار و عزائم میں کیا ہے۔

ہم ملک کے عظیم تر مفاد کے پیش نظر ارباب اقتدار اور عوام کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ ہماری حکومت نے ملک کو دہشت گردی، تخریب کاری اور بدامنی سے پاک کرنے کے لئے جہاں اور سخت اقدامات کئے ہیں وہاں ایک مشکل، مگر اہم ترین قدم اٹھاتے ہوئے اگر ماتم اور عزاداری کو عبادت گاہوں یا چار دیواری تک محدود کر دیا جائے تو اس سے ملک بہت ساری مشکلات سے نجات پا جائے گا ٹریفک سمیت بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے اور شہریوں کی جان و مال کا تحفظ بھی ممکن ہو سکے گا حکومت کا یہ اقدام ملک اور قوم پر بہت بڑا احسان ہوگا پھر سکیورٹی پر ہونے والے اربوں روپے کے اخراجات سے نہ صرف نجات مل جائے گی بلکہ یہ سرمایہ ترقیاتی کاموں میں صرف ہو کر عوام کی فلاح و بہبود کا باعث بھی بن سکتا ہے اور سب سے بڑھ کر امن و امان کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا جبکہ دوسری طرف محرم الحرام سے دو تین ماہ قبل ہی اہل سنت والجماعت کے سینکڑوں بے گناہ لوگوں اور قائدین کو بلا جواز گرفتار و نظر بند کر کے حالات کو جان بوجھ کر خراب کرنے اور ایک اقلیتی فرقہ کو خوش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کیا کبھی کسی موقع پر اہل سنت کی عبادات کے لئے اہل تشیع کے افراد کو بھی اسی طرح گرفتار کیا جاتا ہے؟ آخر اہل سنت کے ساتھ ہی ظلم و زیادتی کیوں؟ حکومت ملکی حالات کے پیش نظر اہل سنت کے بے گناہ لوگوں کو بلا جواز گرفتار و نظر بند کرنے کے بجائے اہل سنت کے حقیقی قائدین کے ساتھ مذاکرات کرے ملک میں حقیقی قیام امن کے لئے مذاکرات ہی بہتر راستہ ہے۔

امید ہے کہ آنجناب ملک اور قوم کے بہتر مفاد میں لکھی گئی مذکورہ چند سطور پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے اور امن و امان کی صورتحال کو کنٹرول کرنے کے لئے اپنی بساط کے مطابق کوشش کر کے ملک اور قوم پر احسان فرمائیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ صاحب کتاب

دے گیا سب کو جو درس استقامت وہ عمر ؓ
دین پر قربان کی جس نے جوانی وہ عمر ؓ
آج تک جس کا نہیں ہے کوئی ثانی وہ عمر ؓ
جس کے فرمودات ہیں گنجِ معانی وہ عمر ؓ
کشور دل پر ہے جس کی حکمرانی وہ عمر ؓ
ہر طرح جو کامیاب امتحاں تھا وہ عمر ؓ
جو شہیدانِ رضا کا رازداں تھا وہ عمر ؓ
میکشانِ جاں کا جو پیر مغاں تھا وہ عمر ؓ
جو نہا کر اپنے خون میں کامراں تھا وہ عمر ؓ

ایک اور انتہائی خوبصورت قصیدہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں کہ کس طرح مراد مصطفی ﷺ کی سیرت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

مطلع اول ترا مدحت سرا ایسا تو ہو
محفلِ ہادی میں ہو صلِ علیٰ ایسا تو ہو
ہو دعاءِ مصطفی ﷺ مقبول تو پیش خدا
شکر کے جذبات سے گونجے فضا ایسا تو ہو
نصرتِ دیں کے لئے کر دے فدا اپنی حیات
کار زارِ کُن میں کوئی باوفا ایسا تو ہو
رات بھر جاگے کہ سوئے چین سے خلق خدا
بزمِ ہستی میں کوئی فرمانروا ایسا تو ہو
اپنے کاندھوں پر اٹھا کر لائے بھوکوں کیلئے
رات کو معصوم بچوں کی غذا ایسا تو ہو
جو ضرورت مند مجبوروں کا متلاشی رہے
بہرِ مخلوق خدا خوف خدا ایسا تو ہو
اک مسافر کی پریشاں حال بیوی کیلئے
لائے اپنی اہلیہ مشکل کشاء ایسا تو ہو
جب سرِ محفل بیاں ہو منقبت فاروق ؓ کی
عرشی فرشی جھوم اٹھیں حرفِ ثناء ایسا تو ہو

مزید براں کتاب "مناقب مراد مصطفی ﷺ" میں حضرت عمر ؓ کی فتوحات، آپ کے دور کے نامور جرنیل اور انکا تعارف بحیثیت حکمران آپ کی سیرت اور کارنامے، آپ کے اسلام قبول کرنے کی تفصیل انتہائی خوبصورت اشعار کی شکل میں پیش کی گئی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب حدید مرزا کی عمر میں مزید برکت عطا فرمائیں اور انکے علم و عمل میں اضافہ فرمائیں اور ہمیں اس مشن میں انکا معاون بنائیں (آمین)

از قلم
رانا شاہد محمود
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

شہید ناموس صحابہؓ

علامہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ ولادت سے شہادت تک

تحریر: مولانا قاری عبدالغفار سلیم (فیصل آباد)

مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کا گھر فیصل آباد کے جنوب میں واقع شہر سمندری کے انتہائی وسط میں بخاری چوک قاسم بازار میں مسجد محمدیہ کے نزدیک ہے۔ آپ 1953 تحریک ختم نبوت کے دوران اپنے ننھیال خانیوال میں پیدا ہوئے۔

مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کے دادا میاں شرف دین آرائیں فیملی کے بہت مشہور بزرگ تھے انڈیا میں جالندھر کے قصبہ نکون میں اپنے خاندان کے سربراہ تھے ان کا خاندان ''بیری والے'' کے نام سے مشہور تھا شرف دین کے ہاں 6 لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں مولانا محمد علی جانباز پانچویں نمبر پر تھے مولانا محمد علی جانباز کے تمام بڑے بھائی زمیندارہ کرتے تھے جب کہ ان کے چھوٹے بھائی محمد شفیع بلدیہ گوجرہ میں ملازم تھے اگرچہ میاں شرف الدین بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے تھے لیکن علامہ فاروقی شہیدؒ کے والد مولانا محمد علی جانبازؒ مجلس احرار میں شمولیت کی وجہ سے۔ بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث مکاتب فکر میں کوئی اصولی اختلاف نہ ہونے کی وجہ سے سب کو یکساں سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ سمندری میں تمام مسالک یا مکاتب فکر کے لوگ مولانا محمد علی جانبازؒ کا یکساں احترام کرتے تھے۔

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کے نانا میاں علی محمد ٹرانسپورٹر تھے آپ کے ننھیال کا خاندان ہندوستان میں ''بکری والے'' کے نام سے مشہور تھا ان کے بڑے ماموں گورنمنٹ مڈل سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے جبکہ ایک ماموں آرمی میں صوبیدار میجر تھے جن کا انتقال فاروقی شہیدؒ کی شہادت کے چند ماہ قبل ہوا اور دو ماموں خانیوال شہر میں دوکاندار تھے علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کے تین ماموں حافظ قرآن تھے آپ کے سسر حافظ شبیر احمد ٹرانسپورٹ کا کاروبار کرتے تھے علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کے سات بچوں میں دو بڑے بیٹے ریحان محمود اور عثمان فاروقی عالم دین شادی شدہ ہیں جبکہ چھوٹے بیٹوں، میں ایک بڑے دینی مدرسہ میں آخری سال کے طالب علم اور دوسرے بیٹے کراچی کی ایک یونیورسٹی میں لاء کی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ تینوں

> علامہ فاروقی شہیدؒ کے والد محترم اکثر کہا کرتے تھے کہ ''میں چاہتا ہوں میرے چار بیٹے قرآن پاک کے حافظ ہوں اور جب میرا جنازہ اٹھے تو چاروں نے ایک ایک پایہ اٹھا رکھا ہو''۔

بیٹیاں حافظ عالمہ اور شادی شدہ ہیں۔

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کے والد محترم مولانا محمد علی جانبازؒ تحریک ختم نبوت اور مجلس احرار کے عظیم مجاہد تھے جو جالندھر کے قصبہ نکون سے ہجرت کرکے فیصل آباد کی تحصیل سمندری میں آباد ہوئے شروع میں گزر بسر کے لئے ایک چھوٹی سی دوکان بنائی، دین اسلام سے رغبت کی بنا پر دوکانداری چھوڑ کر ایک خالی پلاٹ میں محلے کے بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دینے کا سلسلہ شروع کردیا پھر اسی جگہ پر مسجد محمدیہ کے نام سے مسجد تعمیر کی، مولانا محمد علی جانبازؒ اپنی زندگی کی خواہش کا اظہار اکثر کیا کرتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے کم از کم چار بیٹے قرآن پاک کے حافظ ہوں اور جب میرا جنازہ اٹھے تو چاروں پائے میرے

> جمعیت طلباء اسلام کے نائب صدر کی حیثیت سے آپ نے ذوالفقار علی بھٹو کے مظالم کے خلاف تقریر کی تو میاں چنوں پولیس نے آپ کو گرفتار کرکے جیل بھیج دیا۔

حافظ بیٹے پکڑے ہوئے ہوں یہی میری زندگی کی خواہش ہے، اسی مقصد اور خواہش کی تکمیل کے لئے انہوں نے اپنے تمام بیٹوں کو مدارس عربیہ میں داخل کروایا تھا سب سے بڑے بیٹے مولانا عطاء الرحمٰن شہباز مدرسہ نظامیہ تاندلیانوالہ سے حفظ قرآن پاک کے بعد درس نظامی سے فارغ التحصیل ہوئے اور بہت اچھے خطیب بنے ان کے بعد علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ ان کے بعد الحاج شفاء الرحمٰن بخاری جنہیں مولانا محمد علی جانبازؒ نے پنجاب بھر کے کئی مدارس عربیہ میں داخل کروایا لیکن وہ کاروبار میں مصروف ہوگئے ان کے بعد حافظ حاجی محمد طیب جنہوں نے جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے قرآن پاک حفظ کیا ان کے بعد محمد طاہر جو رسالہ ''نظام خلافت راشدہ'' کے چیف ایڈیٹر ہیں سب سے چھوٹے بھائی محمد عابد سعودیہ میں ملازمت کرتے ہیں مولانا محمد علی جانبازؒ نے 3 اگست 1983ء کو وفات پائی اور سمندری میں دفن ہوئے۔ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ بچپن ہی سے روایتی بچوں سے الگ طبیعت کے حامل رہے۔

1958ء میں آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے ماموں کے ہاں بستی سراجیہ ضلع خانیوال کے گورنمنٹ پرائمری سکول میں داخل کرادیا آپ کے ماموں حافظ حبیب اللہ جنہوں نے اپنی نگرانی میں آپ کی تعلیم وتربیت کا سلسلہ شروع کیا پرائمری سکول میں آپ کے دیگر اساتذہ ماسٹر محمد اقبال اور ماسٹر غلام جیلانی تھے جن کے زیر سایہ آپ نے 1963ء میں پانچویں جماعت میں اول پوزیشن حاصل کی اسی سال جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے شعبہ حفظ میں داخل کرادیا گیا جہاں فخر سادات حافظ سید نذر محمد شاہ نے آپ کو حفظ قرآن کی دولت سے مالا مال کیا۔

جامعہ رشیدیہ میں ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اور نمونہ اسلاف حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی اور دیگر اساتذہ کرام سے فارسی کتب پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی، بعد ازاں آپ عربی صرف ونحو اور فقہ کی تعلیم کے لئے جامعہ خیر المدارس ملتان تشریف لے گئے

یہاں آپ نے عربی کی کتب کے علاوہ علم الصیغہ کی تعلیم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق اور نورالایضاح کی تعلیم حضرت مولانا منظور احمد سے حاصل کی نیز نورالایضاح کا ایک سبق تبرکاً آپ نے بانی جامعہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پڑھا جمعیت علماء اسلام کی طرف سے لاہور میں آئین شریعت کانفرنس منعقد ہوئی تو آپ اپنے اساتذہ اور مہتمم جامعہ کی اجازت کے بغیر کانفرنس میں شرکت کے لئے چلے گئے اس جرم کی بنا پر آپ کو مادر علمی سے رخصت ہونا پڑ گیا اس سے اگلے سال غالباً 1970 میں آپ نے دارالعلوم کبیر والا میں داخلہ لیا جہاں آپ کی والدہ ماجدہ کے کزن اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما استاد مکرم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید مدظلہ بھی تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے تین سال آپ نے یہاں کسب فیض کیا دارالعلوم کبیر والا میں ہی آپ کی ملاقات حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی جو آپ سے تعلیم میں ایک سال آگے چل رہے تھے۔ آپ دونوں کی دوستی اور محبت اسی علمی فضا میں پروان چڑھی، 1971 میں جب پاکستان دو ٹکڑے ہوا اور مشرقی پاکستان کی جگہ دنیا کے نقشے میں بنگلہ دیش کے نام سے ایک نئی مملکت وجود میں آئی ان دنوں آپ دونوں دوست دارالعلوم کبیر والا میں تعلیمی مراحل سے گزر رہے تھے۔ اسی دوران سالانہ تعطیلات کے وقفہ میں آپ دونوں شجاع آباد میں ولی کامل حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دورہ تفسیر پڑھنے کی غرض سے بھی اکٹھے ہوئے، مزید کچھ عرصہ کے بعد دونوں دوستوں نے حضرت شیخ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر اصلاح نفس کی بیعت بھی اکٹھے ہی کی غالباً یہ 1971ء ہی کا سال تھا۔

دارالعلوم کبیر والا میں ایک واقعہ پیش آیا جس کا سبب اساتذہ کرام کا اندرونی اختلاف تھا دارالعلوم کے مہتمم حضرت منظور الحق فاضل دیوبند اور حضرت مولانا عبدالمجید دامت برکاتہم ایک دوسرے کے مقابل آن کھڑے ہوئے اگرچہ اصل اختلاف کا سبب طلباء کو معلوم نہ تھا تاہم دونوں اساتذہ کے حامی طلباء میں تصادم ہو گیا جس کے نتیجہ میں 80 طلباء مدرسہ سے نکال دیئے گئے ان نکالے گئے طلباء میں کئی لائق و فائق ذی استعداد اور محنتی طلباء بھی تھے جن میں فاروقی شہید کا نام بھی شامل ہے نکالے جانے والے یہ طلباء مولانا عبدالمجید مدظلہ کے ساتھ تھے۔

خدا کا کرنا یہ ہوا کہ اس تصادم کی وجہ سے جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا (موجودہ ضلع لودھراں) کی انتظامیہ نے حضرت مولانا عبدالمجید مدظلہ اور ان تمام طلباء کو دعوت دی چنانچہ مولانا ان تمام طلباء کو ہمراہ لے کر "باب العلوم" پہنچ گئے جہاں مولانا کو مدرسہ کا تمام تر انتظام سونپ دیا گیا (یاد رہے کہ باب العلوم اس وقت تین ایکڑ اراضی پر واقع بالکل بے آباد اور ویران تھا چنانچہ حضرت مولانا کی محنت اور انہی طلباء کے وجود سے یہ مدرسہ آباد ہوا اور آج ملک کی عظیم دینی یونیورسٹی کی شکل اختیار کر چکا ہے) علامہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تین سال گزارے اور تعلیمی زندگی میں سب سے زیادہ اکتساب علم حضرت مولانا عبدالمجید مدظلہ سے کیا۔ درمیان میں ایک واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ جب آپ دیگر ساتھیوں سمیت مدرسہ سے نکال گئے تو آپ نے اپنی والدہ ماجدہ اور ماموں جان کے مرشد اور عالم اسلام کے عظیم روحانی پیشوا حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کندیاں شریف والوں سے شکایت کی کہ انہیں بلا وجہ دارالعلوم سے نکالا گیا ہے تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کو اپنے ساتھ کندیاں شریف لے گئے یہ 1972ء کے ابتدا کا واقعہ ہے آپ نے تین ماہ خانقاہ سراجیہ میں گزارے اور فقہ کی مشہور کتاب کنزالدقائق وہیں پڑھی اس کے علاوہ خانقاہ سے آپ نے ایک اور اہم فائدہ یہ حاصل کیا کہ یہاں عظیم کتب خانے کا تمام اثاثہ آپ کی دسترس میں آ گیا اور آپ نے کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا یہ مطالعہ ایک عشق بلا خیز کی صورت اختیار کر گیا اور اس نے آپ کے قلم کو لکھنے کی تحریک دی، اللہ کی ذات ہی بہتر جانتی ہے کہ یہ کیسی عظیم اور مبارک گھڑیاں تھیں جن سے مستقبل میں آپ کے ایک صاحب تصانیف کثیرہ کی شکل میں منظر عام پر آنے کی بنیاد رکھی گئی۔

> حضرت خواجہ خان محمدؒ کے ہاں خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف میں تین ماہ قیام کے دوران آپ نے لائبریری کی پوری کتابیں پڑھ لی تھیں۔

جب آپ باب العلوم کہروڑ پکا میں منتقل ہوئے تو مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے صوبہ سرحد کی وزارت اعلیٰ کا قلمدان سنبھالا تھا آپ نے تعطیلات کے دوران حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت اور کردار پر ضخیم کتاب "تذکرہ مفتی محمود" لکھی طالب علمی کے دوران یہ آپ کی سب سے پہلی ضخیم کتاب تھی جو سینکڑوں صفحات پر مشتمل تھی یہ کتاب بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع ہوئی، لوگوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا، یہ ایک طالب علم کی تحریر تھی لیکن اس میں اتنی حلاوت اور شیرینی تھی کہ جس کا اعتراف اس وقت کے نامور اصحاب قلم کو بھی کرنا پڑا (یہ کتاب اس وقت نایاب ہو چکی ہے) اس سے پہلے آپ نے سولہ صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت و تقدیس کے موضوع پر شائع کیا تھا یہ کتابچہ بھی عرصہ دراز سے نایاب ہے۔

جامعہ باب العلوم میں تعلیم کے دوران ہی آپ جمعیت طلباء اسلام میں شامل تھے اس سے قبل جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں آپ کی مشق تقریر کی ابتداء اور پھر تسلسل کے ساتھ ریاضت نے اس وقت تک آپ کو شعلہ نوا مقرر بنا دیا تھا۔ 1973ء میں جب آپ جامعہ باب العلوم میں طالب علم تھے تو آپ کی مصروفیات اور شخصیت کی تعمیر و نکھار کا یہ عالم تھا کہ اسباق کے دوران آپ کا ذہن استاذ محترم کے نطق سے نکلے ہوئے الفاظ و معانی کو محفوظ کر لیتا تھا تو اسباق سے فراغت کے بعد آپ جمعیت طلباء اسلام کی تنظیمی سرگرمیوں میں مصروف ہو جاتے تھے، اس وقت آپ اپنی عمر عزیز کی بیسویں منزل میں تھے کہ آپ کو جمعیت طلباء اسلام پنجاب کا نائب صدر منتخب کر لیا گیا۔ انہی دنوں 27 فروری 1973 کو میاں چنوں ضلع خانیوال میں اس وقت کے حکمران مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے غیر اسلامی اقدامات کے خلاف آپ نے ایک زبردست تقریر کی جس کی پاداش میں آپ کو جمعیت طلباء اسلام کے دوسرے نائب صدر ندیم اقبال اعوان شہید رحمۃ اللہ علیہ سمیت گرفتار کر کے ڈسٹرکٹ جیل ملتان پہنچا دیا گیا زندگی میں پہلی بار قید و بند کا تجربہ 15 دنوں پر محیط رہا۔ اخبارات میں جمعیت کی طرف سے گرفتاری کے خلاف احتجاجی بیانات شائع ہوئے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو قلعہ قاسم باغ ملتان خطاب کے لئے آئے تو انہوں نے کالج کے طلباء کی احتجاج کی خبر پر آپ کی فوری رہائی کا حکم جاری کیا، 2 مارچ کو آپ جیل سے رہا ہو کر تعلیم میں مصروف ہو گئے۔

> مظفرگڑھ کی جیل میں ملاقات کے موقع پر آپ کے والد محترم نے کہا "بیٹا جس مشن کے لئے جیل آئے ہو اگر اس راستے میں جان بھی دینا پڑے تو خوشی سے دے دینا"

1974ء میں جب آپ درجہ مشکوٰۃ شریف کے طالب علم تھے کہ مئی کے اوائل میں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر

مرزائیوں نے ٹرین کے اندر گھس کر طلبہ پر حملہ کر دیا ان کی یہ غنڈہ گردی ہی ان کے لئے موت کا پیغام بن گئی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے اس غنڈہ گردی کے خلاف مرزائیوں کی اصل حقیقت تسلیم کرانے کے لئے ملک بھر میں تحریک ختم نبوت کا آغاز کر دیا۔ یہ 7 مئی کا واقعہ ہے سمندری شہر میں تحریک کا آغاز علامہ فاروقی شہیدؒ کے گھر سے ہوا ،آپ نے اپنی آبائی مسجد میں خطبہ جمعہ کے دوران سامعین کو جلوس کے لئے تیار کر لیا۔ نماز کے بعد بہت بڑی تعداد میں لوگ جلوس میں شامل ہوئے اور ختم نبوت زندہ باد مرزائیت مردہ باد کے نعروں سے فضا گونج اٹھی لیکن جب یہ جلوس فاروق اعظم چوک میں پہنچا تو پولیس نے گھیرے میں لیکر لاٹھی چارج شروع کر دیا جس سے تمام شرکاء جلوس بھاگ اٹھے علامہ فاروقی شہید رحمہ اللہ آپ کے بڑے بھائی قاری عطاء الرحمٰن اور چھوٹے بھائی حاجی شفاء الرحمٰن لاٹھیاں کھاتے رہے اور بھاگنے سے انکار پر پولیس نے علامہ فاروقی شہید رحمہ اللہ کو دونوں بھائیوں سمیت گرفتار کر کے سنٹرل جیل فیصل آباد بھیج دیا، سمندری شہر کے باسیوں نے کمال غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہر میں ہڑتال کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چار روز بعد آپ کو رہا کر دیا گیا۔

رہائی کے بعد آپ نے ملک کی تمام طلبہ تنظیموں کے ہمراہ ختم نبوت کانفرنسوں میں بھرپور حصہ لیا، شاید ہی پنجاب کا کوئی ایسا شہر ہو جہاں آپ نے ختم نبوت کا غلغلہ بلند نہ کیا ہو حیرت کی بات یہ ہے کہ سب کچھ دور طالب علمی میں ہو رہا تھا

تحریک ختم نبوت کے دور شباب میں مظفر گڑھ کے قریب قصبہ روہیلانوالی کی مرکزی جامع مسجد میں طلباء تنظیموں کی طرف سے ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی عین موقع پر انتظامیہ کی طرف سے کانفرنس پر پابندی عائد کر دی گئی علامہ فاروقی شہید رحمہ اللہ نے پابندی توڑ کر نماز عصر کے بعد جلسہ شروع کیا تو ایک انسپکٹر خان محمد نے جوتوں سمیت مسجد میں داخل ہو کر 13 منتظمین کو گرفتار کر لیا اس موقع پر انہیں تنہا چھوڑنے کی بجائے آپ نے مداخلت کی تو آپ کو بھی ساتھ ہی دھر لیا گیا آپ کے ساتھ ایک طالب مولانا عبدالخالق بھی تھے آپ کی گرفتاری کے بعد دوسرے لوگ تو آپ کو اصل ملزم قرار دے کر راتوں رات گھروں کو چلے گئے آپ ایک رات تھانہ روہیلاں گزار کر اگلے روز ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ پہنچا دیئے گئے جہاں ختم نبوت مجلس احرار و جمعیت علماء اسلام کے عظیم مجاہد مولانا لقمان علی پوری کے ساتھ علی پور سے 25 مزید ساتھی تحریک ختم نبوت کے اسیروں میں شامل ہو کر جیل کے مزے لوٹ رہے تھے تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے کے جرم میں آپ 40 روز تک جیل میں رہے۔ آپ کی شہرہ آفاق کتاب رہبر و رہنما کا باقی حصہ اسی جیل میں مکمل ہوا۔

مظفر گڑھ جیل میں آپ کے والد ماجد ملاقات کے لئے تشریف لائے انہوں نے کہا بیٹا! جس مشن کے لئے جیل

آپؒ کی شہرہ آفاق کتاب رہبر و رہنما بھی جیل کی کال کوٹھری میں ہی مکمل ہوئی

آئے ہو اگر اس راستے میں جان بھی دینا پڑے تو خوشی سے گزر جانا۔ ان الفاظ نے آپ کے دل سے شب زنداں کی ساری اداسی ختم کر دی۔

جیل کے دنوں ہی میں تاریخ پاکستان کا وہ روشن سورج طلوع ہوا جب 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اس فیصلہ کے ایک ہفتہ بعد آپ رہا ہو کر دوبارہ تعلیم میں مصروف ہو گئے

1975ء میں آپ نے جامعہ خیر المدارس ملتان میں دورہ حدیث شریف کی تعلیم کے لئے داخلہ لیا یہاں آپ کو حضرت مولانا محمد شریف جالندھری نے بخاری شریف پڑھائی۔ ابوداؤد شریف مفتی اعظم حضرت مولانا عبدالستار اور مسلم شریف شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق نے پڑھائیں۔ اس دوران آپ کے والد محترم مولانا محمد علی جانباز کی علالت کی بنا پر آپ کی آبائی جامع مسجد محمدیہ کی خطابت کی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آن پڑی تھی، بناء برایں آپ کو ہر جمعہ کے خطبہ کے لئے جمعرات کو سمندری آنا ہوتا تھا اور جمعہ پڑھا کر واپس ملتان چلے جاتے، سارا سال آپ کا یہ معمول رہا تا آنکہ آپ کا تعلیمی دورانیہ حدیث شریف کے امتحانات کے ساتھ ہی اختتام پذیر ہوا اور آپ دستار فضیلت سر پر سجا کر سمندری پہنچے۔

علامہ فاروقی شہیدؒ کے خلاف ایک وقت میں سو سے زائد مقدمات بھی رہے لیکن آپ نے نہ تو وقت کے حکمرانوں سے زبان کا سودا کیا اور نہ ہی کبھی کسی رعائت کی بھیک مانگی۔

دورہ حدیث سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ نے سمندری شہر میں ایک طرف تو جامع مسجد محمدیہ کی خطابت کی ذمہ داری نبھانی شروع کر دی اور صبح نماز کے بعد درس قرآن باقاعدگی سے جاری کیا، ساتھ ہی پرائیویٹ طور پر گورنمنٹ ہائی سکول سمندری سے میٹرک کے امتحان کی تیاری شروع کر دی، انگلش میں بالخصوص آپ کی رہنمائی ماسٹر محمد یوسف نے کی تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ نے میٹرک کا امتحان اعلیٰ نمبروں میں پاس کر لیا۔

علامہ فاروقی شہید رحمہ اللہ پریس اور میڈیا کی اہمیت کو سمجھتے تھے اسی لئے انہوں نے اپنی پوری زندگی پریس اور میڈیا کے قیام و انتظام کے لئے بہت کوشش کی اسی مقصد کے لئے اشاعتی ادارہ فاروق پبلی کیشنز قائم کیا، کچھ عرصہ بعد وسیع پیمانے پر کام کرنے کے لئے 1977ء میں الحاج خلیل احمد لدھیانوی کے ذریعے لطیف سینٹر ریگل چوک فیصل آباد میں ایک کمرہ کرائے پر لے کر ادارہ اشاعت المعارف کی بنیاد رکھی اس ادارہ کی طرف سے پہلی کتاب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر رہبر و راہنما شائع کی۔ بعد ازاں اسی ادارہ کے زیر اہتمام آپ کے تحریر کردہ چارٹ ،کیلنڈر وغیرہ آپ کی تمام مطبوعات شائع ہوتی رہیں۔ اپنی ان تحریری و تصنیفی سرگرمیوں کے علاوہ آپ تعلیمی میدان میں بھی مسلسل قدم بڑھاتے رہے اور ایف اے کا امتحان بھی اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔

مارچ 1977ء میں اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی دین دشمن پالیسیوں اور الیکشن میں کھلے عام دھاندلی کے علاوہ کرپشن اور مہنگائی کے خلاف ملک کی نو سیاسی پارٹیوں کے اشتراک پر مشتمل قومی اتحاد کی تحریک زوروں پر تھی پورا ملک مفکر اسلام حضرت مفتی محمود کی قیادت میں متحد اور یک زبان ہو چکا تھا فاروقی شہید رحمہ اللہ ان دنوں بی اے کی تیاری میں مصروف تھے لیکن تحریک کا آغاز ہوتے ہی انہوں نے اس آگ میں چھلانگ لگا دی ان دنوں آپ کی خطابت کا سحر بتدریج عوام کے قلوب پر قائم ہوتا جا رہا تھا جس کی وجہ سے ملک بھر کے دور دراز مقامات میں جلسوں کے علاوہ اپنے شہر سمندری میں تحریک کی قیادت اور روزانہ گرفتاریوں کا بندوبست بھی ہوتا رہا تقریباً تین ماہ تک یہ سلسلہ بحسن و خوبی چلتا رہا قومی اتحاد کی قیادت کی طرف سے جیل بھرو تحریک کا آغاز ہوا تو 10 جون کو آپ نے ایک جلوس کی قیادت کی اور اختتام پر گرفتاری دے دی جبکہ اس سے قبل آپ کی خلاف حکومت سرگرمیوں کی بنا پر کئی درجن مقدمات آپ کے خلاف

قائم ہو چکے تھے آپ گرفتار کر کے سنٹرل جیل فیصل آباد پہنچا دیئے گئے جہاں قیام کے چوتھے روز باقی تمام مقدمات میں بھی گرفتاری ڈال دی گئی یہاں آپ نے پندرہ روز ہی گزارے تھے کہ قومی اتحاد اور حکومت کے درمیان مذاکرات کے نتیجے میں تمام مقدمات واپس ہو گئے اور 25 جون کو آپ رہا کر دیئے گئے۔

قدرت نے دین کے ہر شعبے میں خدمت کی بھرپور صلاحیتوں سے علامہ فاروقی شہید رحمہ اللہ کو نوازا تھا تعلیم دین سے فراغت کے فوراً بعد ہی سے آپ کے دل میں یہ خواہش مچل رہی تھی کہ سمندری میں بہت بڑا دینی ادارہ قائم کیا جائے جس سے پورے ملک سے طالب علم استفادہ کر سکیں اس ادارے سے فارغ ہونے والے طلبہ بیک وقت مستند عالم دین اور مروجہ دنیاوی تعلیم میں بی اے اور ایم اے کی ڈگری کے حامل ہوں اسی مقصد کے لئے مخیر حضرات کے تعاون سے فیصل آباد روڈ سمندری شہر میں چار کنال جگہ خرید کر "دارالعلوم فیض عام" کے نام سے ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی اور وہاں خود بطور استاد درس نظامی کی ابتدائی کتب پڑھانا شروع کیں تقریباً دو سال بعد مدرسہ کی انتظامیہ سے طلبہ کے داخلہ پر اختلاف پیدا ہو گیا علامہ فاروقی شہید رحمہ اللہ چاہتے تھے کہ مدرسہ میں آنے والے ہر طالب علم کو داخل کر لیا جائے وسائل کا اللہ مالک ہے جبکہ انتظامیہ والے کہتے تھے کہ ہمارے پاس جتنے وسائل موجود ہیں اس سے زیادہ طلبہ داخل نہ کئے جائیں اس اختلاف کی وجہ سے آپ نے دارالعلوم فیض عام کو خیر باد کہہ دیا۔ تقریباً چار پانچ سال تک مدرسہ میں انتظامیہ کی مداخلت کے باعث ترقی نہ ہو سکی پھر اس مدرسہ میں جامعہ خیر المدارس کے استاد قاری رحیم بخش صاحب کے داماد سید احمد رضا شاہ مدظلہ بطور مدرس متعین ہوئے تو اس انتظامیہ کی مداخلت یکسر ختم ہو گئی جس کی وجہ سے علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمہ اللہ کا قائم کردہ یہ مدرسہ ترقی کی بلندیوں تک پہنچ گیا اب اس مدرسہ میں کئی سو مسافر طلبہ زیر تعلیم ہیں فاروقی شہیدؒ کا یہ فیض تا قیامت جاری رہے گا۔

25 جون 1977ء کو آپ فیصل آباد سینٹرل جیل سے رہا ہوئے ہی تھے کہ ٹھیک ایک ہفتہ بعد 2 جولائی کو جامع مسجد باغ والی وہاڑی شہر میں حکومت کے خلاف پھر ایک تند و تیز تقریر کے جرم میں گرفتار ہو گئے لیکن قومی اتحاد کے ساتھ مذاکرات اور متوقع معاہدے کے تحت ایک ہی روز بعد پنجاب حکومت کے حکم سے آپ کو رہا کر دیا گیا یہ اس لحاظ سے یادگار ایام تھے کہ آپ کی گرفتاری اور رہائی کے عمل سے متصل ہی 5 جولائی 1977ء کو جنرل ضیاء الحق نے مارشل لاء نافذ کر دیا اور بھٹو مرحوم کی حکومت آنجہانی ہو گئی۔

فروری 1978ء کے محرم کا پہلا جمعہ جامعہ مسجد انوری سنت پورہ فیصل آباد میں علامہ فاروقی شہید رحمہ اللہ نے پڑھایا اور دوران تقریر سیدنا علی المرتضیٰ کی لخت جگر سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کا مسئلہ تفصیل سے بیان کیا یہ آپ کی ایک خالصتاً علمی تقریر تھی لیکن مسجد کے متصل امام باڑہ سے شیعوں نے اودھم برپا کر دیا محرم میں تعزیہ وغیرہ روکنے کی دھمکی کا الزام لگا۔ علامہ فاروقی شہید رحمہ اللہ کی گرفتاری کا مطالبہ کر دیا۔ تو مارشل لا حکومت پسپا ہو گئی اگلے ہی روز سمندری شہر سے آپ کو گرفتار کر کے ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد بھیج دیا گیا۔

مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے علامہ فاروقی شہیدؒ سے احاطہ عدالت کے باہر کھڑے ہو کر فرمایا "سیشن جج آپ کی ضمانت منظور نہیں کرے گا"۔۔۔۔ پھر آپ کو گرفتار کر لیا گیا

آپ رحمہ اللہ نے عدالت میں اپنا موقف شیعہ کتب سے ثابت کر دیا تو جج صاحب نے فیصلہ سنانے کی بجائے مذہبی فساد کا خطرہ لکھ کر کرمنل داخل دفتر کر دی۔ علامہ فاروقی شہیدؒ کی جیل سے رہائی تو بارہ روز بعد ہی عمل میں آ گئی تھی لیکن یہ کیس تین سال تک عدالت میں چلتا رہا فاروقی شہید نے اپنا موقف شیعوں کی 37 کتابوں سے ثابت کیا مگر فیصلہ طویل بحث و تمحیص کے بعد اس عذر کے تحت داخل دفتر کر دیا گیا کہ اگر یہ فیصلہ سنا دیا گیا تو مذہبی فسادات کا خطرہ ہے۔ فروری 1978ء میں کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی جامع مسجد نم والی میں سیرۃ کے ایک جلسہ کی تقریر پر آپ کے خلاف مقامی پولیس افسر مسعود خان آفریدی اور ضلعی سربراہ حاجی حبیب الرحمٰن کے خصوصی حکم پر مارشل لاء کے تحت مقدمہ درج ہو گیا حکومت پر مخلصانہ تنقید بھی ارباب حل و عقد کو پسند نہ آئی علامہ فاروقی شہید رحمہ اللہ تقریر کے بعد فوری گرفتار نہ ہو سکے کئی ماہ تک سمندری میں خفیہ اہلکاروں نے تعاقب کیا جب آپ گوجرہ کی ایک عدالت میں پیشی پر پہنچے تو کمالیہ پولیس کے ہتھے چڑھ گئے انسپکٹر جوڈیشنل منظور احمد کی نگرانی میں کمالیہ جوڈیشنل حوالات کے مہمان بنا دیئے گئے یہاں اس وقت اسلم پہلوان جو قتل اور لڑائی کے کئی مقدمات میں ماخوذ تھے آپ کی کئی تقاریر سن چکے تھے جلسوں کی شناسائی کے بعد اب چند روز ان کے قریب گزارنے کا موقع ملا وہ مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے پوری حوالات اور اس کا عملہ ان سے مرعوب تھا آپ کو اس چھوٹی جیل میں ان کے آنے کے باعث کافی راحت رہی۔ پندرہ دن آپ نے یہاں گزارے تو آپ کے شہر سمندری سے 50 معززین، علماء اور تاجروں کا ایک وفد ایس ایس پی ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ملا، ان کا موقف تھا کہ تقریر کے کسی لفظ پر مارشل لاء کا ضابطہ لاگو نہیں ہوتا ایس ایس پی نے صاد کیا فوجی دفعہ توڑ کر 16MPO برقرار رکھی گئی اگلے روز ضمانت ہو گئی اور آپ رہا کر دیئے گئے۔

آپ جمعیت طلباء کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو گئے تو امیر عزیمت مولانا حق نواز شہید رحمہ اللہ کے ساتھ مل کر کاروان اہل سنت نامی جماعت میں شامل ہوئے یہ جماعت علماء کرام اور خطباء عظام پر مشتمل تھی ملتان میں اس کا مرکزی دفتر قائم تھا اور ماہانہ اجلاس منعقد ہوتے تھے۔ اسی دوران سمندری کو خیر آباد کہہ کر کراچی میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان کے مشہور دینی ادارہ جامعہ فاروقیہ میں استاد مقرر ہوئے آپ نے 1980ء میں وہاں مختصر المعانی اور ترجمہ قرآن کے اسباق طلباء کو پڑھائے ایک سال دورہ حدیث کے طلباء کو تاریخ کا لیکچر دیتے رہے یہ لیکچر روزانہ دو گھنٹوں کے دورانیے پر مشتمل ہوتا تھا جسے طلباء کرام بڑی دلچسپی کے ساتھ سماعت کرتے تھے۔

آپ نے جامعہ فاروقیہ میں شعبہ تصنیف و تالیف کا اجراء کیا آپ کی ایک مشہور کتاب اسلام میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آئینی حیثیت اسی دور کی یادگار ہے یہ کتاب اس وقت صرف 150 صفحات پر مشتمل تھی اور اس کا نام "ستارے چاند کے" تھا بعد میں اس کو مکمل اور مفصل کیا گیا۔ 1981ء میں آپ کے والد محترم پھر شدید بیمار ہو گئے بناء بر ایں آپ کو کراچی سے ساز و سامان باندھ کر اپنے شہر آنا پڑا۔

1982ء میں فاروقی شہید رحمہ اللہ نے ایک عظیم الشان تحریری کارنامہ کے طور پر شاہ فیصل شہید کی سیرت و سوانح پر 585 صفحات کی ضخیم کتاب تخلیق کی (جس کے بارے میں قدرے مفصل رپورٹ فاروقی شہید رحمہ اللہ بحیثیت صاحب قلم کے عنوان سے لکھے گئے راقم کے مضمون میں موجود ہے) جس کا نام فیصل اک روشن ستارہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس سال فاروقی شہید کا قلم بہت متحرک رہا اور کئی قسم کے کتابچے اور چارٹ آپ کے قلم قرطاس کی زینت بنے۔

فروری 1979ء میں ایران میں خمینی کے خالصتاً شیعہ

انقلاب کے بعد جب خمینی نے رسول اکرم ﷺ کے خلاف صحابہ کرام ؓ کے خلاف یاوہ گوئی کا بازار گرم کیا اور ان کی توہین پر مشتمل کتب 13 زبانوں میں چھاپ کر دنیا کے مختلف ممالک میں تقسیم کرکے مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کرنے اور ان کے ایمان پر نقب لگانے کی مذموم کاروائیاں شروع کیں تو علامہ فاروقی شہید ؒ نے مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ کی تحریک پر خمینی ازم اور اسلام نامی کتاب تحریر کی جس کے شائع ہوتے ہی ملکی فضا میں بھونچال آ گیا اس کتاب کے انگریزی اور عربی ترجمے بھی شائع ہوئے لیکن ایرانی لابی کے پروپیگنڈے کی بنا پر ملک کے چاروں صوبوں میں اس کتاب کو ضبط کرلیا گیا۔ یہ کتاب 1983ء میں شائع ہوئی تھی۔

3 اگست 1983ء کو آپ کے والد ماجد مولانا محمد علی جانباز دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے ان کی وفات کے بعد دیگر گھریلو ذمہ داریوں اور خاندانی امور کے علاوہ مسجد محمدیہ کی خطابت کی ذمہ داری بھی آپ کو سونپ دی گئی۔ محمدیہ مسجد فاروقی شہید ؒ کے والد ماجد نے ہی بنائی تھی اور اس میں امامت وخطابت کے فرائض بھی وہی سرانجام دیتے رہے۔ 1974ء میں جب تحریک ختم نبوت چلی تو حکومت پاکستان نے مولویت کی زبان بندی اور انہیں حق گوئی سے روکنے کے لئے محکمہ اوقاف قائم کرکے ملک بھر کی بے شمار مساجد اس محکمہ کے نام پر اپنے قبضے میں لے لیں اور اپنی من مرضی کے لئے آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی سرکاری تشریح کرنے کے لئے ایسے تنخواہ دار خطیب رکھے جن کا تمام تر نظریہ ہوس زر اور خوشنودی سرکار ہو۔ محمدیہ مسجد بھی 1977ء میں محکمہ اوقاف کی تحویل میں چلی گئی تھی لیکن اس کی خطابت خوش قسمتی سے مولانا محمد علی جانباز ؒ ہی کے پاس رہی جو آخر دم تک تمام دینی تحریکوں میں نہ صرف سرگرم رہے بلکہ انتہائی ضعف کے عالم میں بھی نوجوان نسل کو اور بالخصوص اپنی اولاد کو حکومتوں کے غیر اسلامی احکامات کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے پر اکساتے رہے۔

جب مولانا محمد علی جانباز ؒ وفات پا گئے تو ان کے لخت جگر علامہ فاروقی شہید ؒ نے مسند خطابت سنبھالی اور تقریباً سات سال تک یہاں اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ قلب وجگر میں خدمت اسلام کا جذبہ چونکہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور حکومتی اقدامات کو خاطر میں نہ لاتے تھے ملک بھر میں حکومت اور فرق باطلہ کے خلاف تقاریر کرنے کے جرم کی

> **1986ء میں علامہ فاروقی شہید ؒ کی علمی بصیرت اور خداداد صلاحیتوں سے متاثر ہو کر گلاسکو، اسکاٹ لینڈ میں کئی ملکوں کے تنظیمی نمائندوں کی موجودگی میں "مسلم تنظیم اتحاد العالمی" کا سربراہ بنا دیا گیا۔**

پاداش میں ان سات سالوں میں حکومت کی طرف سے ایک ماہ کی بھی تنخواہ آپ کو نہ ملی اس سارے عرصہ میں سرکاری رپورٹوں کے مطابق تقریباً چھ ماہ بحال اور باقی سارا عرصہ معطل رہے مسجد کا نظام ہی الحمدللہ ایسا تھا کہ سامعین کی طرف سے وہاں کوئی اور خطیب قبول ہی نہ کیا جاسکتا تھا۔

اس عرصہ میں بعض اوقات تو یوں ہوا کہ علامہ فاروقی شہید ؒ پر حکومت اور فرق باطلہ کے خلاف تقاریر کے سو سو مقدمات بھی قائم رہے لیکن زمانہ گواہ ہے کہ فاروقی شہید ؒ نے نہ تو حکومت سے زبان کا سودا کیا نہ ہی تنخواہ کی کبھی بھیک مانگی۔

ایرانی انقلاب کے بعد ملک عزیز میں روافض کی روز افزوں ریشہ دوانیوں اور انقلاب درآمد کرنے کی چالوں سے اچھی طرح واقف اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی اسلام دشمن اور غیر انسانی حرکات اور ان میں تسلسل کے ساتھ اضافے کی بناء پر ملک بھر میں پھیلتی ہوئی غنڈہ گردی کا مقابلہ کرنے کے لئے 6 ستمبر 1985ء کو امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی ؒ نے سپاہ صحابہ کی بنیاد رکھی جس کا ایک مخصوص نعرہ اور مخصوص ومنفرد طریقہ کار تھا امیر عزیمت شہید ؒ پہلے پہل جھنگ کی سطح پر کچھ عرصہ تک کام کر کے اس نئے طریقہ کار کا جائزہ لینا چاہتے تھے اور کامیابی کی صورت میں یہ کام ملک بھر میں پھیلانے کا پروگرام رکھتے تھے جبکہ علامہ فاروقی شہید ؒ کا کہنا یہ تھا کہ حضرت بلاشبہ آپ کا کام تو عظیم ہے مگر نام انتہائی مختصر اور محدود ہے انجمن سپاہ صحابہ یہ بہتر ہوگا کہ آپ کوئی اور نام تجویز فرمائیں تو امیر عزیمت شہید ؒ نے فرمایا! بھائی ابھی ہم جھنگ کی سطح تک

> **یہ نومولود سپاہ صحابہ کا پہلا کارنامہ تھا کہ جھنگ میں چالیس ہزار افراد نے مین روڈ بلاک کر کے علامہ فاروقی شہید کی رہائی کا مطالبہ کیا تو انتظامیہ آپ کو رہا کرنے پر مجبور ہوگئی۔**

اس کا جائزہ لے رہے ہیں ضرورت کے مطابق نام میں بھی تبدیلی کی گنجائش بہرحال موجود ہے درحقیقت اس وقت تک دونوں حضرات کو مستقبل میں اس نام اور کام کی مقبولیت کا اندازہ نہ تھا۔

حضرت امیر عزیمت شہید ؒ نے اپنے مشن کے لئے ملک بھر کے علماء کی تصدیقات حاصل کرنے کے لئے 10 فروری 1986ء کو جھنگ میں آل پاکستان دفاع صحابہ کانفرنس منعقد کرنے کا پروگرام بنایا سینکڑوں علماء کو مدعو کیا اور مناسب تشہیر بھی کی، علامہ فاروقی شہید ؒ کا نام بھی اس کانفرنس میں مدعو کئے گئے علماء کرام اور مقررین میں شامل تھا اس کانفرنس کی مشاورت کے سلسلے میں علامہ فاروقی شہیدؒ جب جھنگ میں مولانا حق نواز شہید ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ چند روز قبل چنیوٹ میں جو تقریر کی تھی اسکی بناء پر مقدمہ قائم ہو چکا ہے تو آپ نے ضمانت قبل از گرفتاری کے لئے عبوری ضمانت کی درخواست چار روز قبل دے دی تھی توثیق ضمانت کے لئے جب آپ ضلع کچہری پہنچے تو مولانا حق نواز شہید ؒ بھی پہلے ہی سے احاطہ عدالت میں موجود تھے انہوں نے فرمایا کہ سیشن جج آپ کی ضمانت منظور نہیں کرے گا اور آپ گرفتار ہو جائیں گے اور کانفرنس سے رہ جائیں گے علامہ فاروقی شہید ؒ نے کہا میں چنیوٹ کے ضامن کے ہاتھوں مجبور ہوں وہ بار بار میری غیر حاضری پر تنگ پا ہے اس کی وجہ سے پہلے بھی چنیوٹ میں ضمانت منسوخ ہوگئی تھی لہٰذا مجبوراً میں عدالت میں ضرور پیش ہوں گا۔

چنانچہ عدالت میں پیش ہوئے ہی تھے کہ مرد قلندر مولانا حق نواز شہید ؒ کا کہنا سچ ثابت ہوا اندر جاتے ہی ضمانت کینسل ہوگئی اور پولیس نے اسی لمحے آپ کو گرفتار کرلیا مولانا حق نواز شہید ؒ یہ منظر دیکھ رہے تھے پولیس نے علامہ فاروقی شہید ؒ کو گاڑی میں بٹھایا اور چنیوٹ لے گئی دو دن پنڈی بھٹیاں روڈ پر نئی تعمیر شدہ حوالات میں بند رکھا یہ بدھ کا دن اور فروری کی آٹھ تاریخ تھی دو دن بعد چنیوٹ سے آپ کے دیرینہ میزبان اور مہربان شیخ سلیم مرحوم سٹی مجسٹریٹ سمیت چنیوٹ کے دیگر افسران آپ کے پاس پہنچے اور باہر چلنے کو کہا، علامہ فاروقی شہید ؒ نے سوچا کہ شاید یہاں سے جیل بھیجا جارہا ہے چنانچہ باہر نکل کر پولیس کی گاڑی میں بیٹھے اور گاڑی جھنگ روڈ پر فراٹے بھرنے لگی اور تقریباً سوا گھنٹہ بعد آپ جھنگ پہنچ گئے وہاں پہنچ کر آپ کو حقیقت

معلوم ہوئی تو حیرت کی انتہا نہ رہی۔ یہ نومولود انجمن سپاہ صحابہ کا پہلا کارنامہ تھا کہ علامہ فاروقی شہید ؒ کی عدم موجودگی کو گوارہ نہ کرتے ہوئے کارکنوں نے جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد مین روڈ بلاک کردی تھی چالیس ہزار افراد کے اجتماع نے احتجاج کر کے علامہ فاروقی شہید ؒ کی رہائی کا مطالبہ کیا تو انتظامیہ کی چولیں ہل گئیں اور یوں علامہ فاروقی شہید ؒ رات ساڑھے بارہ بجے کے قریب جلسہ گاہ میں وارد ہوئے تو فضا فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی، ہزاروں انسانوں کا سمندر بے خود ہو کر دیر تک خوش آمدید کہتا رہا، ملک بھر کے سینکڑوں علماء ومشائخ اسٹیج کی زینت تھے مولانا حق نواز شہیدؒ نے آگے بڑھ کر استقبال کیا علامہ فاروقی شہید ؒ رات کو سوا دو بجے آخری مقرر کی حیثیت سے خطاب کے لئے کھڑے ہوئے اور اس عظیم کانفرنس کے اجتماع میں انجمن سپاہ صحابہ میں شمولیت کا اعلان کیا اس موقع پر آپ نے جو یادگار خطاب فرمایا اس کے چند اقتباسات آپ کی کتاب پھر وہی قید وقفس کے صفحہ 50 سے 54 تک پڑھے جاسکتے ہیں۔

انجمن سپاہ صحابہ میں شمولیت آپ کا کوئی جذباتی فیصلہ نہیں تھا بلکہ کافی غور وخوض کے بعد آپ نے کانٹوں کے اس راستے کو قبول کیا تھا اور پھر آپ نے اپنے اس فیصلے کی ہمیشہ پاسداری سے اپنے خلوص اور عزم وہمت کے نقوش دنیائے اسلام پر ثبت کئے۔

انجمن سپاہ صحابہ میں شمولیت کے بعد علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید ؒ نے سپاہ صحابہ کا پیغام ملک کے کونے کونے تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جب مولانا حق نواز شہید ؒ پر پہلا قتل کا جھوٹا مقدمہ قائم ہوا اور انہیں گرفتار کرلیا گیا تھا تو اس گرفتاری کے خلاف مولانا ضیاء القاسمی ؒ اور مولانا ایثار القاسمی شہید ؒ کے ساتھ مل کر ملک گیر احتجاج کیا اور رہائی کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ اسکاٹ لینڈ برطانیہ میں مسلمانوں کی ایک تنظیم مسلم تنظیم اتحاد العالمی کے عنوان سے مختلف زبانوں میں اسلامی لٹریچر کی اشاعت کا کام کررہی تھی لیکن کسی متحرک فعال، ذہین اور گوناگوں خوبیوں سے متصف امیر کی سرپرستی اور امارت نہ ہونے کے باعث تنظیم کی کارکردگی تسلی بخش نہیں تھی اراکین تنظیم کسی ایسی شخصیت کی تلاش میں تھے جو روز بروز زوال پذیر صورتحال کو کنٹرول کر کے مسلم اور غیر مسلم طبقات میں حالات کے تقاضوں کے تحت اسلامی لٹریچر کی فراہمی کی صلاحیت رکھتا ہو۔

اگست 1986ء میں علامہ فاروقی شہید ؒ نے اسکاٹ لینڈ کا تبلیغی دورہ کیا تو آپ کی علمی بصیرت اور خداداد صلاحیتوں سے متاثر ہو کر گلاسکو میں کئی ملکوں کے تنظیمی نمائندوں کی موجودگی میں آپ کو اس تنظیم کا سربراہ بنایا گیا۔

علامہ فاروقی شہید ؒ کی سربراہی میں مسلم تنظیم کے نئے دستور کے مطابق نصب العین درج ذیل قرار پایا۔

☆ اسلام کی حقانیت پر مختلف زبانوں میں لٹریچر کی اشاعت
☆ قرآن وسنت کی آسان تشریحات کا فروغ
☆ ایک ارب مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا
☆ مسلمانوں کی نئی نسل کی تربیت واصلاح
☆ دنیا بھر کے تمام غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینا

اس تنظیم کے آئندہ پروگراموں میں پاکستان کے شہر فیصل آباد میں بین الاقوامی اسلامی مرکز کی تعمیر، جدید پریس کا قیام، انگریزی، اردو، عربی زبانوں میں مسلم دنیا کے ہفتہ وار عالمی خبرنامے کا اجراء شامل تھا۔

علامہ فاروقی شہید ؒ نے اس تنظیم کی سربراہی سنبھالتے ہی توحید وسنت، ختم نبوت، عظمت صحابہ کرام ؓ اور دیگر اسلامی عقائد کے بارے میں مختصر کتابچے، رسالے اور پمفلٹ شائع کئے اور ہزاروں کی تعداد میں آپ کا تیار کردہ لٹریچر اسکاٹ لینڈ، برطانیہ، امریکہ اور دیگر ممالک میں پھیلا۔

آپ ؒ نے پنجاب یونیورسٹی کے تحت بی اے کا امتحان دے کر اعلیٰ نمبروں میں کامیابی حاصل کی اس کے بعد آپ کا ارادہ پی ایچ ڈی کرنے کا تھا لیکن تنظیمی مصروفیات نے اس کی اجازت نہ دی۔

سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام کے ساتھ منسلک رہے، جمعیت کے ساتھ تعلق اس وقت سے تھا جب مولانا مفتی محمود اور مولانا غلام غوث ہزاروی میں علیحدگی نہیں ہوئی تھی مولانا مفتی محمود ؒ کئی مرتبہ علامہ فاروقی شہید ؒ کی دعوت پر سمندری تشریف لائے۔

اس زمانہ میں مولانا ضیاء القاسمی ؒ جب جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل ہوا کرتے تھے مولانا مفتی محمود اور مولانا غلام غوث ہزاروی کے درمیان اختلاف پیدا ہوا تو علامہ فاروقی شہید ؒ، مولانا مفتی محمود گروپ میں شامل ہوگئے اور جمعیت علماء اسلام ضلع فیصل آباد کے ناظم بھی رہے۔

علامہ فاروقی شہیدؒ نے جمعیت علماء اسلام ضلع فیصل آباد کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے بھی کام کیا

13 جون 1987ء کو جمن شاہ ضلع لیہ کے ایک دینی مدرسہ کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ نے تقریر میں شیعہ کے کفریہ عقائد کو ننگا کیا تو لیہ کی انتظامیہ نے شیعہ جاگیرداروں کے دباؤ سے مولانا حق نواز جھنگوی ؒ، قاری منور حسین، مولانا عبدالصمد آزاد سمیت سپاہ صحابہ کے کئی کارکن گرفتار کرلئے سپاہ صحابہ کے صدر شیخ حاکم علی، محمد یوسف مجاہد شہید ؒ، چوہدری طارق افضال اور مولانا ایثار القاسمی شہید ؒ نے حالات کی درستگی کے لئے ضلعی انتظامیہ کو ایک ماہ کی مہلت دی لیکن نااہل انتظامیہ نے کسی مثبت ردعمل کا اظہار نہ کیا آخرکار 19 جون 1987 کو سپاہ صحابہ کی اپیل پر، بہت بڑا جلوس علامہ فاروقی شہید ؒ کی قیادت میں لیہ کی طرف روانہ ہوا راستہ میں چوبارہ کے مقام پر جلوس روکے جانے کی وجہ سے عوام مشتعل ہوگئی تب ضلعی انتظامیہ کو حالات کی سنگینی کا اندازہ ہوا اور انہوں نے مولانا حق نواز شہید ؒ کو فوراً رہا کرنے کا وعدہ کرلیا یہ عظیم الشان جلوس پرامن طور پر لیہ سے واپس آرہا تھا کہ راستہ میں چند شیعہ پولیس افسران نے چوک اعظم اور چوبارہ کے درمیان جلوس کو گھیرے میں لیکر انتہائی ظالمانہ طریقہ سے اندھادھند فائرنگ کر کے سپاہ صحابہ کے تین کارکن ضیاء الرحمٰن ساجد فیصل آباد، محمد بخش کبیر والا اور صوفی عبدالغفار آف عبدالحکیم موقع پر شہید ؒ کردیئے، ضیاء الرحمٰن ساجد علامہ فاروقی شہید ؒ کے بہت گہرے دوست تھے اور علامہ فاروقی شہید ؒ کے کہنے پر ہی جلوس میں شامل ہوئے تھے اس ظلم اور بربریت پر کراچی سے خیبر تک زبردست احتجاج ہوا ضلعی انتظامیہ لیہ کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کی گئی مولانا ضیاء القاسمی ؒ نے علامہ فاروقی شہید ؒ کے ساتھ مل کر زبردست احتجاج کیا جس کی وجہ سے ڈی سی لیہ اور حکومت پنجاب گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوگئی۔

اسی سال آپ نے سمندری شہر کے راوی محلہ میں جامع مسجد عمر فاروق کی تعمیر کا پروگرام بنایا اور اصحاب خیر کے تعاون سے کام کا آغاز کردیا بحمدللہ اس وقت آپ کی یہ مسجد شہر کی تمام بڑی مساجد سے زیادہ وسیع ہے اور اس کی عمارت کا ڈیزائن اور قد کاٹھ قابل رشک ہے۔ مسجد کی تعمیر کے آغاز ہی سے آپ نے یہاں خطبہ جمعہ شروع کردیا اور یہ سلسلہ نومبر 1995ء میں آپ کی گرفتاری تک جاری رہا۔ آپ کی شہادت کے بعد یہاں کچھ ماہ تک مولانا عالم طارق کو خطیب جمعہ کی سعادت حاصل رہی پھر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید انور ؒ نے باقاعدہ علامہ فاروقی شہید ؒ کے بڑے صاحبزادے ریحان محمود

ضیاء کی تعلیم کی تکمیل تک انجام دیتے رہے اب مولنا ریحان محمود ضیاء باقاعدہ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں۔

امیر عزیمت مولانا حق نواز ؒ لیہ سے گرفتار ہوئے تو ان کی زندگی کے دو موسم جیل کی نذر ہوگئے سانحہ لیہ کے بعد ملک بھر میں شدید احتجاج ہوا مگر حکومت نے کھینچ تان کر چھ ماہ تک انہیں آزاد فضاؤں میں سانس لینے سے محروم رکھا بعد میں رہائی بھی ملی......تو کیا جمعرات کے دن رہا ہوئے استقبالیہ ہجوم سے گھر تک پہنچتے پہنچتے آدھی رات بیت گئی اگلے روز خدا کا کرنا یوں ہوا کہ جھنگ میں دو آدمیوں کے قتل کا واقعہ پیش آ گیا جمعہ کا خطبہ دے کر ملاقاتیوں سے مل کر گھر داخل ہوئے رات کے آخری پہر پولیس آپ کو گرفتار کرنے آ دھمکی مولانا شہید ؒ شب خوابی کے لباس میں تھے پولیس نے اسی حالت میں گھر سے گھسیٹ کر نکالا، تھانہ کوتوالی میں لے جا کر تشدد کا نشانہ بنایا اور دو آدمیوں کے قتل میں ملوث ہونے کا الزام لگا کر 302 کی کارروائی کے تحت میانوالی کی بدنام زمانہ جیل بھیج دیا۔

اس واقعہ نے علامہ فاروقی شہید ؒ کے تن بدن میں آگ لگا دی، آپ نے لاہور، سرگودھا، راولپنڈی اور فیصل آباد میں بہت بڑے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف (اس وقت کے وزیراعلیٰ پنجاب) کو اس واقعہ کا ذمہ دار قرار دے کر سخت لہجہ استعمال کیا تو میاں صاحب کا پیمانہ صبر چھلک پڑا اور انہوں نے ڈپٹی کمشنر فیصل آباد خواجہ خالد فاروق کو فوری طور پر فاروقی شہید ؒ کی گرفتاری کا آرڈر دے دیا۔ چند روز تک پولیس گرفتاری میں ناکام رہی بالآخر فاروقی شہید ؒ نے خود 23 اکتوبر کو سمندری شہر سے گرفتاری دے دی اور سنٹرل جیل فیصل آباد پہنچا دیئے گئے جیل میں پہنچتے ہی آپ نے اپنا مشغلہ تصنیف و تالیف شروع کر دیا جیل کی لائبریری کی مدد سے طلوع سحر اور خلافت و حکومت کے مسودات پر کام شروع ہو گیا اس مرتبہ آپ کی نظر بندی کا عرصہ 23 اکتوبر سے 26 دسمبر تک محیط رہا۔

فاروقی شہید ؒ کو علاقہ بھر میں علماء حق کے نظریات کے فروغ کیلئے دینی مدارس اور مساجد قائم کرنے کا بہت شوق تھا اسی سوچ کی بناء پر پہلے آپ نے دارالعلوم فیض عام اور پھر 1988ء میں راوی محلہ سمندری میں جامعہ عمر فاروق اسلامیہ کی بنیاد رکھی جامعہ عمر فاروق اسلامیہ کا منصوبہ دو مرحلوں میں پایہ تکمیل تک پہنچنا تھا پہلے مرحلہ میں حفظ قرآن پرائمری اور درس نظامی عربی، فارسی کی ابتدائی کتب شامل تھیں

> **علامہ فاروقی شہیدؒ سمجھ چکے تھے کہ ایک دن مجھے بھی شہید کر دیا جائے گا اس لئے انہوں نے منصب قیادت سنبھالتے ہی اپنے نائب مولانا ایثار القاسمیؒ کو قیادت کے منصب کے لئے ذہنی طور پر تیار رہنے کی تربیت دی**

جبکہ دوسرے مرحلہ میں دورہ حدیث، مناظرہ، دارالافتاء، دارالمصنفین، علم جغرافیہ، سیاسیات، معاشیات، مڈل تا ایم اے پی ایچ ڈی تک علوم شامل تھے۔ جس کا نصاب بھی بہت بڑے جید علماء اور اسلامیات کے ماہر پروفیسر حضرات کے مشورہ سے ترتیب دے دیا گیا تھا پہلے مرحلے کے لئے سمندری شہر کے وسط میں دو کنال جگہ خرید کر بہت بڑی جامع مسجد، درسگاہیں لائبریری اور دفاتر کی تعمیرات تقریباً مکمل ہو چکی ہیں جبکہ دوسرے مرحلہ میں عمر فاروق اسلامی یونیورسٹی کے لئے فیصل آباد روڈ پر 42 کنال جگہ کا سودا طے کر کے 17 کنال جگہ کی رقم ادا کر کے مدرسہ کے نام رجسٹری کروائی گئی تھی۔ 1988ء میں علامہ فاروقی شہید ؒ نے دوسرے مرحلہ کے سنگ بنیاد کے لئے بہت بڑی تقریب منعقد کی تھی جس میں بڑے نامور علماء کرام، پیر غلام حبیب چکوال والے، حضرت خواجہ خان محمد ؒ کندیاں شریف والے اور مولانا منظور احمد چنیوٹی تشریف لائے تھے علامہ فاروقی شہیدؒ 1990ء میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ کی شہادت کے بعد سپاہ صحابہ کے سرپرست اعلیٰ مقرر ہوئے تو یہ تمام منصوبے التوا میں چلے گئے مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی ؒ نے ان منصوبوں کی تکمیل کے لئے اپنے تمام بیٹوں کو دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم دلانے کا پروگرام بنایا تھا اب آپ کے دونوں

> **مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ کے جنازہ میں شرکت کے لئے آئے ہوئے لاکھوں کارکنوں کو گواہ بنا کر فرمایا "میرے بچے بھی اس راہ میں یتیم اور بیوی بیوہ ہو جائے گی میں تمام حادثے قبول کرلوں گا مگر جھنگوی شہیدؒ کے مشن سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنا گوارہ نہیں کروں گا"**

بڑے بیٹے ریحان محمود ضیاء اور عثمان فاروق ضیاء درس نظامی کی تکمیل کے بعد بی اے کی ڈگری بھی حاصل کر چکے ہیں اور جامعہ عمر فاروق اسلامیہ میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں

3 دسمبر 1989ء کی سرد رات کو فاروقی شہید ؒ اپنے بھائی شفاء الرحمٰن اور رفیق سفر قاضی خورشید الحسن کی معیت اور امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی ؒ کی رفاقت میں فیصل آباد سے بذریعہ ٹرین پشاور کی طرف عازم سفر ہوئے اگلے روز نماز ظہر کے بعد سپاہ صحابہ سرحد کے صوبائی اجلاس میں شرکت ہوئی نئی باڈی کی تشکیل عمل میں آئی رات کو صدر پشاور میں سپاہ صحابہ کے زیر اہتمام دفاع صحابہ کانفرنس تھی علامہ حق نواز شہیدؒ کو جلسہ میں شرکت کے بعد اگلے روز قتل کے ایک مقدمہ کی پیشی پر پہنچنا تھا تو وہ تقریر ختم ہونے کے بعد عازم سفر ہو گئے اس کے بعد فاروقی شہید ؒ نے ڈیڑھ گھنٹہ خطاب کیا۔ ان دنوں آفتاب شیر پاؤ وزیراعلیٰ تھے انہیں آپ کا انداز گفتگو پسند نہ آیا وہ بے نظیر حکومت پر تنقید سے برافروختہ ہو گئے انہوں نے رات ہی کو آپ کی گرفتاری کا پروانہ جاری کر دیا فاروقی شہید ؒ حسب معمول نکل گئے 5 دسمبر دن کو سپاہ صحابہ کے کئی تنظیمی پروگراموں کے بعد رات کو پھر مقررہ وقت پر قصہ خوانی کی تاریخی کانفرنس میں سٹیج پر پہنچ گئے۔ اب کی بار پولیس ہوشیار ہو گئی تھی چاروں طرف ناکہ بندی تھی اور خفیہ اہلکاروں کا ٹھٹھہ لگا ہوا تھا پونے بارہ بجے جلسہ ختم ہوا پولیس کی اس دھما چوکڑی کا آپ کو علم نہ تھا رہائش گاہ پر پہنچنے سے پہلے ہی پولیس کی گاڑیوں نے آپکو آ گھیرا، رات ہی گرفتاری عمل میں آئی دو کارکنوں شمشیر اور آصف کے ہمراہ آپ کو تھانہ حیات آباد پہنچا دیا گیا اگلے روز سنٹرل جیل پشاور منتقل کر دیا گیا پشاور کے علماء کے کئی وفود آپ کی رہائی کے لئے وزیراعلیٰ چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری اور آئی جی سرحد سے ملے مگر حکومت ٹس سے مس نہ ہوئی، 12،13 روز کے بعد پشاور کے تمام علماء نے حکومت کو وارننگ دی پورے صوبہ میں احتجاج کا اعلان ہوا تو حکومت نے گھٹنے ٹیک دیئے کاغذات کی تیاری میں تین دن لگ گئے 16 روز بعد جیل سے رہائی عمل میں آئی۔ آپ اگلے روز گھر پہنچے سب سے پہلے مولانا حق نواز شہید ؒ کا رہائی پر مبارکباد کا فون موصول ہوا دو روز بعد وہ خود بھی تشریف لائے۔

نومولود سپاہ صحابہ ابھی اپنی عمر عزیز کے چھٹے سال میں داخل ہی ہوئی تھی کہ اس کے برگ و بار کو پھیلنے اور جڑوں کو گہرائی حاصل کرنے کے لئے دشمنان دین نے ہمیشہ کی طرح کج فہمی کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے

اس کے بانی و سرپرست علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ کو 22 فروری بروز جمعرات بوقت آٹھ بجے شام ان کے گھر کے دروازے کے سامنے انکے سینے پر گولیوں کی بوچھاڑ کر کے شہید کر دیا۔اس وقت علامہ فاروقی شہیدؒ بنگلہ دیش کے تبلیغی دورے پر گئے ہوئے تھے تین دن بعد مولانا جھنگوی شہیدؒ کی شہادت کی خبر سن کر دورہ ملتوی کر کے پاکستان واپسی کی تیاری شروع کر دی واپسی پر سپاہ صحابہ کی مجلس شوری کے پہلے اجلاس میں سپاہ صحابہ کا سربراہ منتخب کر لیا گیا سپاہ صحابہ کا سرپرست اعلیٰ بننے کے بعد اپنی پہلی تقریر میں مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ نے کہا:

''اے حق نواز! تیری روح سے وعدہ کرتا ہوں کہ سپاہ صحابہ کے مشن کی تکمیل کے لئے مجھے جس جگہ پر کھڑا کیا گیا ہے اس سے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹوں گا حتیٰ کہ تیری طرح میں بھی قبر میں اتار دیا جاؤں میری بیوی بھی بیوہ ہو جائے اور بچے بھی یتیم ہو جائیں۔''

مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی زندگی بھر خواہش رہی کہ مینار پاکستان پر بہت بڑی کانفرنس منعقد کی جائے اور اس میں سپاہ صحابہ کا مشن اور شیعہ کے کفریہ عقائد بیان ہوں مولانا جھنگوی شہیدؒ کی شہادت کے فوری بعد علامہ فاروقی شہیدؒ نے سب سے پہلا کام آل پاکستان دفاع صحابہ کانفرنس منعقد کر کے انتہائی کم وقت میں 16 مارچ 1990 کو کانفرنس کا اعلان کر دیا مینار پاکستان لاہور پر کانفرنس انتہائی کامیاب رہی۔

درجنوں علماء شریک ہوئے اور ہزاروں کارکنوں نے سپاہ صحابہ کے مشن کو آگے بڑھانے کا عزم کیا اس کانفرنس میں ملک بھر کے علماء کرام کے علاوہ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے صاحبزادے جناب اعجاز الحق نے بھی خصوصی طور پر شرکت کی علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ نے اپنے خطاب میں اپنے اس عزم کو دوہرایا کہ مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی شہادت کے بعد اس مشن کو دنیا کے کونے کونے تک لے جاؤں گا اب یہ مشن صرف پاکستان تک محدود نہیں رہے گا

مولانا جھنگوی شہیدؒ کی شہادت کے بعد قیادت کا منصب علامہ فاروقی شہیدؒ کو سونپا گیا تو انہوں نے اپنے ساتھ قیادت میں دوسرے ساتھی کو شریک کرنے کے لئے پہلے سپاہ صحابہ کے دستور میں ترمیم کر کے نائب سرپرست اعلیٰ کا عہدہ منظور کروایا علامہ فاروقی شہیدؒ سمجھ چکے تھے کہ ایک دن آئے گا مجھے بھی شہید کر دیا جائے گا اس دن جماعت کے اندر قیادت کا فقدان پیدا نہ ہو جائے اس لئے انہوں نے منصب قیادت سنبھالنے کے دن ہی سے اپنے نائب کو قیادت کا منصب سنبھالنے کے لئے ذہنی طور پر تیار رہنے کی تربیت کی۔ علامہ فاروقی شہیدؒ کا یہ خاص وصف تھا کہ وہ قیادت کا بحران برداشت نہیں کرتے تھے اسی لئے جب وہ گرفتار ہوئے تو انہوں نے سب سے پہلے قائم مقام سرپرست نامزد کیا۔

نائب سرپرستی اور امیر عزیمت علامہ حق نواز شہیدؒ کی مسجد و منبر و محراب سے صدائے حق بلند کرنے کے لئے علامہ فاروقی شہیدؒ نے جس شخصیت کا انتخاب کیا وہ گرم لہو نوجوان ...... سپاہ صحابہ کے کارکنوں کے دلوں میں مقبولیت اور محبوبیت کی منازل کی طرف محو پرواز مولانا ایثار القاسمی تھے جنہوں نے نائب

> علامہ فاروقی شہیدؒ کو سپاہ صحابہ کے مشن سے جنون کی حد تک عشق تھا ان کی ہمیشہ کوشش رہی کہ یہ مشن اعلیٰ طبقوں تک پہنچ جائے اس کے لیے وہ کسی قسم کے تشدد یا دہشت گردی کے قائل نہ تھے

سرپرست کے منصب پر فائز ہونے کے بعد 1990ء میں جھنگ کی قومی وصوبائی نشست پر الیکشن لڑ کر ظالم جاگیرداروں کے مقابلے میں کئی ہزار ووٹوں کی برتری سے کامیابی حاصل کی۔

دشمن کو سپاہ صحابہ کی یہ کامیابی برداشت نہ ہو سکی ابھی سپاہ صحابہ کے رکن قومی اسمبلی مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ پہلی مرتبہ حکومتی ایوانوں میں علامہ حق نواز شہیدؒ کے مقدس مشن کی آواز بلند ہی کی تھی کہ دشمن بوکھلا اٹھا اور ایک گہری سازش کے ذریعے دس جنوری 1991ء کو مولانا ایثار القاسمیؒ کو شہیدؒ کر دیا گیا اگلے روز گیارہ جنوری بروز جمعۃ المبارک مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ کی نماز جنازہ کے موقع پر علامہ فاروقی شہیدؒ جب جنازہ گاہ (شفقت شہید گراؤنڈ) میں داخل ہوئے تو ان کا چہرہ کملایا ہوا اور آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں اپنے ایک قابل اعتماد نظریاتی دوست اور اپنے دست و بازو کی شہادت کے سانحہ نے انہیں رُلا دیا تھا۔پھر فاروقی شہیدؒ نے نماز جنازہ کے لاکھوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے تمام مجمع کو گواہ بنا کر کہا:

''جس طرح آپ کو فلک کے سینے پر چمکتے دمکتے سورج کے بارے میں کوئی شک نہیں اس طرح مجھے بھی اپنی اس راہ میں شہادت کے بارے میں کوئی شک نہیں آج تم ایثار القاسمی شہیدؒ کا جنازہ پڑھنے آئے ہو ایک دن تمہیں میرے جنازے پر بھی آنا ہو گا میرے بچے بھی اس راہ میں یتیم ہوں گے میری بیوی بھی بیوہ ہو جائے گی مگر دنیا کے لوگو، گواہ ہو جاؤ میں تمام حادثے قبول کر لوں گا مگر جھنگوی اور قاسمی شہیدؒ کے مشن سے ایک انچ پیچھے ہٹنا بھی گوارہ نہیں کرونگا''

قاسمی شہیدؒ کی شہادت کے آٹھویں روز جمعۃ المبارک کے اجتماع سے جامع مسجد حق نواز شہیدؒ میں خطاب کرتے ہوئے آپ نے جھنگ کے لوگوں کو تسلی دیتے ہوئے یہ وعدہ کیا کہ قاسمی شہیدؒ کے بعد اب میں ان کی مسند پر ایسے شخص کو لاؤں گا جو آپ لوگوں کے دلوں کا سہارا بنے گا آپ کے دکھ سکھ میں شریک رہے گا اس کا وجود رافضیت کے لئے موت کا پیغام ثابت ہو گا۔

پھر آپ نے اپنا وعدہ ایفا کیا اور جھنگ کے لوگوں کو مولانا اعظم طارق کی شکل میں وہ تحفہ دیا جس کی قیمت اہل جھنگ ادا نہیں کر سکے۔

علامہ فاروقی شہیدؒ کو سپاہ صحابہ کے مشن سے جنون کی حد تک عشق تھا ان کی ہمیشہ کوشش رہی کہ یہ مشن اعلیٰ طبقوں تک پہنچ جائے علامہ فاروقی نے انٹرنیشنل حق نواز شہیدؒ کانفرنس کے پروگرام کا اعلان کیا تو ان کے ساتھی حیران رہ گئے کہ اتنا بڑا پروگرام ہم کس طرح پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے اور اس کے لئے وقت بھی کم ہے علامہ فاروقی شہیدؒ نے دو جون 1991 کو لال کوارٹر گراؤنڈ کے بہت بڑے میدان میں کانفرنس کا اعلان کر دیا۔حکومت نے کانفرنس کی مخالفت کرتے ہوئے پابندی لگا دی لیکن فاروقی شہیدؒ نے انتہائی جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے پابندی کی پرواہ کئے بغیر ہر حالت میں کانفرنس کرنے کا پروگرام بنایا پورے ملک سے سپاہ صحابہ کے کارکنوں کو اسلام آباد پہنچنے کی ہدایت کی، حکومت سمجھتی تھی کہ کانفرنس پر پابندی لگانے سے سپاہ صحابہ کے کارکن ڈر جائیں گے اس کے ساتھ ہی ہر تحصیل کے اے سی کو حکم دے دیا گیا کہ سپاہ صحابہ کے کارکنوں کو اسلام آباد پہنچنے سے روکنے کے لئے اپنے شہروں میں ہی روک لیا جائے حکومت کی یہ تدبیر اسوقت ناکام ہو گئی جب علامہ فاروقی شہیدؒ نے اعلان کر دیا کہ جس شہر میں انتظامیہ کارکنوں کو روکے کارکنوں کو چاہئے کہ وہ وہاں جلسہ کریں روڈ مکمل طور پر بلاک کر کے پہیہ جام کر دیں یکم جون رات کے وقت سپاہ صحابہ کے قافلے اسلام آباد کی طرف روانہ ہونا شروع ہوئے تو انتظامیہ نے جگہ جگہ قافلوں کو روک لیا جس سے ہر شہری کی

ٹریفک بند ہوگئی سپاہ صحابہ کے کارکن ہر شاہراہ پر بڑے بڑے جلسوں کی شکل میں بیٹھ گئے اتنی بڑی تعداد میں سپاہ صحابہ کے کارکنوں کی اسلام آباد روانگی کی رپورٹوں سے حکومت پریشان ہوگئی اور اسلام آباد میں لال کوارٹر گراؤنڈ کی بجائے لال مسجد کے سامنے چوک میں کانفرنس کی اجازت دی۔ 2 جون کو دو بجے تک ملک بھر سے قافلوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا، دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں کی تعداد میں لوگ جلسہ گاہ پہنچ گئے اس کانفرنس میں مولانا ضیاء القاسمی، مولانا سمیع الحق، حافظ حسین احمد، علی شیر حیدری، اور جمعیت اہل حدیث کے سربراہ پروفیسر ساجد میر نے بھی خطاب کیا۔ قائد سپاہ صحابہ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید ؒ نے اس کانفرنس کی مناسبت سے انٹرنیشنل تقریر کی جس کی ویڈیو اور آڈیو کیسٹیں آج بھی مارکیٹ سے مل سکتی ہیں علامہ فاروقی شہید ؒ نے دنیا بھر کے میڈیا کی موجودگی میں پوری دنیا کے غیر مسلم حکمرانوں کو مخاطب کر کے کہا:

"او امریکہ کے صدر، روس کے گورباچوف، فرانس کے متراں، برطانیہ کے جان میجر میں اسلام آباد کے بہت اہم علاقے کے اس چوک میں پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ ایران کا نام نہاد امام بھی تمہاری طرح کافر تھا۔"

یہ کانفرنس بہت زیادہ کامیاب رہی جس سے سپاہ صحابہ کا پیغام اور مشن اعلیٰ ایوانوں تک پہنچ گیا جس کے بعد علامہ فاروقی ؒ نے فیصلہ کیا کہ اسی طرح انٹرنیشنل کانفرنس ہر سال منعقد کی جائے گی علامہ فاروقی ؒ نے اپنے اس فیصلہ پر پوری طرح عمل کر کے پورے ملک کے کونے کونے تک سپاہ صحابہ کا مشن اور پروگرام پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید ؒ نے 1982ء میں شاہ فیصل مرحوم کی دنیائے اسلام کے لئے خدمات کے پیش نظر فیصل اک روشن ستارہ کے نام سے چھ سو صفحات کی کتاب تحریر کی جسے بین الاقوامی سطح پر پذیرائی ملی یہ کتاب انگریزی اور عربی میں شائع ہوئی اس کتاب کی اشاعت کے بعد 1992ء میں سعودی حکومت کی طرف سے دعوت ملی جس پر علامہ فاروقی شہید ؒ سعودی عرب گئے وہاں بڑے بڑے عربی اخباروں "جریدہ المدینہ اور جریدہ الندوہ" میں چھ چھ صفحات پر مشتمل انٹرویو شائع ہوئے جن میں سپاہ صحابہ کا مشن مولانا حق نواز جھنگوی ؒ کی لازوال جدوجہد تفصیل کے ساتھ بیان کی جس سے اہل عرب میں سپاہ صحابہ کا موقف

سپاہ صحابہ کے قیام سے قبل شاہ فیصل مرحوم کی دنیائے اسلام کے لئے خدمات کے پیش نظر چھ سو صفحات پر مشتمل کتاب "فیصل اک روشن ستارہ" لکھنے پر سعودی حکومت کی طرف سے آپ کو انعام سے نوازا گیا

تسلیم کیا جانے لگا

علامہ فاروقی شہید ؒ پر قاتلانہ حملوں کی ایک طویل داستان ہے ان کی زندگی میں نو مرتبہ بڑے بڑے قاتلانہ حملے ہوئے ہر مرتبہ حملے کے بعد انہوں نے اپنے عزم کا اعادہ کیا اور خداوند کریم کے حضور دست بستہ دعا کی کہ یا اللہ تو نے مجھے اس حملہ سے بچا کر مزید کام کرنے کی مہلت عنایت فرمائی ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس مہلت سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے سپاہ صحابہ کا مشن عام کرنے کی سرتوڑ کوشش جاری رکھوں گا۔"

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید ؒ ایسی پراسرار شخصیت کے مالک تھے کہ ہر قاتلانہ حملے سے بچ جانے کو انہوں نے خداوند کریم کی طرف سے مہلت تصور کیا چوبرجی گراؤنڈ لاہور کے جلسہ میں بم پھینکا گیا جس سے سپاہ صحابہ کے چار نوجوان شہید ہوئے اور درجنوں زخمی ہو گئے آپ نے بم دھماکہ کے باوجود جلسہ ختم نہیں کیا کراچی میں دو مرتبہ حملہ ہوا ضلع لیہ میں حملہ کے دوران ایک تھانیدار شہید ہو گیا لندن میں قاتلانہ حملہ ہوا کمالیہ کے قریب ان کی کار پر فائرنگ کی گئی گڑھ روڈ سمندری پر ایس ایچ او تھانہ گڑھ نے علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید ؒ کی گاڑی کا پیچھا کرتے ہوئے چار کلاشنکوف بردار نوجوان گرفتار کئے جنہوں نے اعتراف کیا کہ ہمیں جھنگ کی ایک اہم شخصیت نے علامہ فاروقی ؒ پر حملہ کے لئے بھیجا ہے بعد میں نامعلوم ٹیلی فون پر ان کلاشنکوف بردار نوجوانوں کو رہا کر دیا گیا اقبال پارک دھوبی گھاٹ فیصل آباد میں پیغمبر انقلاب کانفرنس کے دوران شیعہ نے اسٹیج پر حملہ کر دیا جس سے ایک کارکن شدید زخمی ہو گیا لیکن جلسہ جاری رہا آپ اس کانفرنس کی کیسٹ سن سکتے ہیں کہ گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے باوجود مولانا ضیاء القاسمی، مولانا اعظم طارق اور مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی نے تقاریر جاری رکھیں، ایک مرتبہ جھنگ سے باہر نکلے ان کی گاڑی بڑی تیز رفتاری سے رواں دواں تھی کہ اگلی سائیڈ کا بائیں طرف کا ٹائر نکل گیا اس وقت ایسے محسوس ہوا کہ جیسے کسی پراسرار طاقت نے گاڑی کو الٹنے سے بچا لیا ہو گاڑی رکی تو بڑی کوشش کے بعد ٹائر تلاش کیا گیا اس واقعہ کی تحقیقات کے بعد پتہ چلا کہ جھنگ میں کسی تخریب کار نے آپ کی گاڑی کے اگلے ٹائر جس سیٹ پر فاروقی شہید ؒ بیٹھتے تھے پہیہ کے تمام نٹ ڈھیلے کر دیئے تھے جب گاڑی کی رفتار روڈ پر زیادہ ہوئی تو وہ تمام نٹ کھل گئے جس سے گاڑی کا ٹائر نکل گیا۔ عام طور پر مولانا فاروقی شہید ؒ اپنے اوپر کسی مصیبت یا مشکل کا تذکرہ نہیں کیا کرتے تھے پوچھنے پر بھی ہمیشہ ٹال دیا کرتے تھے علامہ فاروقی ؒ کو کئی مرتبہ سازش کے تحت زہر دے کر شہید کرنے کی کوشش کی گئی۔ ایک مرتبہ افغانستان کے مجاہدین کمانڈر فضل الرحمٰن خلیل کی خصوصی دعوت پر علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید ؒ اور مولانا محمد اعظم طارق کی قیادت میں سپاہ صحابہ کے ایک وفد نے افغانستان کا دورہ کیا جس میں سپاہ صحابہ کے صدر شیخ حاکم علی، شیخ اشفاق، فاروقی شہید ؒ کے بھائی الحاج شفاء الرحمٰن بخاری کے ساتھ دوسرے عہدیدار بھی شامل تھے افغانستان روانگی کی خبر بی بی سی ریڈیو سے نشر ہوئی سپاہ صحابہ کا وفد خوست کے علاقے میں پہنچا تو شیعہ اہل ملیشیاء کے طیاروں نے سپاہ صحابہ کے قافلے پر اندھا دھند بمباری کر دی یہ حملہ اتنا شدید اور منظم انداز میں کیا گیا تھا کہ کسی بھی شخص کا بچنا ممکن نہ تھا لیکن خوش قسمتی سے وفد کے تمام شرکاء اللہ کے خاص فضل و کرم سے محفوظ رہے اس وقت علامہ فاروقی شہید ؒ نے وفد کے تمام شرکاء کو اکٹھا کر کے خطبہ دیا جس میں آپ نے فرمایا:

"میرے دوستو! آج کا حملہ شیعہ اہل ملیشیاء کے طیاروں نے جس انداز اور پلاننگ کے ساتھ کیا ہے ہمارا بچنا ممکن نہیں تھا موت برحق ہے آج بھی ہماری موت برحق تھی لیکن اللہ نے ہم سے سپاہ صحابہ کے مشن کے لئے مزید کام لینا ہے، جس کی وجہ سے ہمیں موت نہیں دی آج میرے ساتھ عہد کریں کہ یہ جو مہلت اللہ نے ہمیں دی ہے اسکا بھرپور طریقہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سپاہ صحابہ کا مشن دنیا کے ہر کونے تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے۔ اس کے بعد مولانا فاروقی ؒ نے واپسی کا فیصلہ کیا اور پاکستان پہنچ گئے۔

مناسب رہے گا کہ آگے چلنے سے پہلے انہی صفحات میں علامہ فاروقی شہید ؒ کی ذاتی زندگی کے بارے میں کچھ عرض کر دیا جائے علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کی زندگی انتہائی رندانہ رہی، مصائب و آلام کو ہمیشہ خندہ پیشانی سے برداشت کیا، کبھی کسی مشکل میں حوصلہ نہیں ہارا بلکہ ہر مصیبت زدہ شخص جب ان سے مل لیتا تو بہت حوصلہ

CS CamScanner

مند ہو جاتا تھا بڑی سے بڑی غلطی پر بھی اپنے ماتحت یا کسی دوست کی کبھی سرزنش نہیں کی ان کی ذاتی زندگی آئینہ کی طرح صاف اور شفاف تھی کبھی بھی کسی کے ساتھ بغض عداوت یا حسد نہیں رکھا کبھی کسی دوسرے شخص کی چغلی نہ کی البتہ ان کا مزاج مزاحیہ رہتا تھا اکثر اپنے دوستوں اور گن مینوں کا نوکوں اور چٹکلوں سے دل بہلایا کرتے تھے تکبر، غرور کا تو ان کی زندگی میں تصور ہی نہ تھا۔

بزرگوں کا احترام کرتے تھے، چھوٹوں سے شفقت کے ساتھ پیش آتے جو آدمی ایک دفعہ مل لیتا یہی سمجھتا کہ سب سے زیادہ تعلق میرے ساتھ ہے، حافظہ اتنا زیادہ تھا کہ دس سال کے بعد ملنے والے اجنبی شخص کا بھی نام لیکر پوچھتے تھے آنحضورﷺ کی زندگی اور شخصیت ان کا آئیڈیل تھی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے زمانہ طالب علمی کے بعد سب سے پہلی کتاب رہبر و راہنماﷺ سیرت النبیﷺ کے موضوع پر لکھی جس کی تصنیف بھی ایک داستان ہے۔ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ نے جامع مسجد محمدیہ میں رمضان المبارک کے دوران اعتکاف کیا ساری ساری رات عبادت کیا کرتے تھے چونکہ والد محترم مسجد محمدیہ کے بانی اور امام تھے اس لئے انہوں نے اپنے گھر سے محراب کی طرف سے مسجد میں دروازہ رکھا ہوا تھا ان کی والدہ محترمہ بھی اکثر تہجد کے وقت مسجد میں ہی نوافل وغیرہ پڑھا کرتی تھیں انہوں نے بتایا کہ جن دنوں فاروقی شہیدؒ نے مسجد میں اعتکاف کیا تھا ایک مرتبہ تہجد سے پہلے مسجد میں داخل ہوئی تو میں نے دیکھا کہ پوری مسجد بہت تیز روشنی سے جگمگ کر رہی ہے یہ تمام روشنی ضیاء الرحمٰن کے کپڑوں کے بنائے حجرے کی طرف سے آ رہی تھی میں نے دور ہی سے ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ کو آواز دی تو یک دم روشنی ختم ہوگئی جب وہاں جا کر اس سے پوچھا یہ روشنی کیسی تھی؟ تو شروع میں اس نے ٹالنا چاہا جب میں نے زور دے کر پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے حضور پاکﷺ کی سیرت لکھنے کا ارادہ کیا ہے کئی روز سے مجھے آنحضورﷺ کی زیارت ہو رہی تھی لیکن میرا دل چاہتا تھا کہ میں آنحضورﷺ کو خواب کی بجائے جاگتی آنکھوں سے دیکھوں اس مقصد کے لئے میں نے بہت زیادہ درود پاک، ذکر و اذکار اور اللہ کے حضور دعائیں کی تھیں کہ آج میں جاگ رہا تھا تصور میں آقا کا چہرہ سمایا ہوا تھا مجھے یوں محسوس ہوا جیسے مجھ پر غنودگی طاری ہو رہی ہے اور میں اپنی آنکھوں سے آنحضورﷺ کا چہرہ مبارک دیکھ رہا ہوں اسی دوران آپ کی

> مولانا اعظم طارق شہیدؒ کی "بارہویں امام" کے متعلق تقاریر سے پورے ملک میں شور اٹھا تو حقائق واضح کرنے کے لئے علامہ فاروقی شہیدؒ نے چار سو صفحات پر مشتمل کتاب "حضرت امام مہدیؒ" تصنیف کی۔

آواز آئی اور سب کچھ غائب ہو گیا اس وقت علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ نے سیرت النبیﷺ پر مشتمل کتاب رہبر و رہنما لکھنا شروع کی جو مظفر گڑھ جیل میں جا کر مکمل ہوئی تھی۔

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ اخلاق کی بہت بڑی بلندیوں پر فائز تھے، کبھی دشمن کو بھی تکلیف پہنچانا گوارہ نہیں کرتے تھے، ان کے اخلاق ہی کا اثر تھا کہ جب ان کا جنازہ سمندری پہنچا تو پورا شہر رو رہا تھا، تاجروں نے کاروبار بند کر دیے تین دن کے بعد بھی لوگوں نے کاروبار شروع نہ کیا تو علامہ کے چھوٹے بھائی شفاء الرحمٰن بخاری کو لاؤڈ سپیکر پر اعلان کرنا پڑا کہ تمام لوگ اپنی دکانیں کھول لیں حضورﷺ کا حکم بھی تین دن سوگ کا ہے لہٰذا تمام کاروباری حضرات اپنے کاروبار شروع کر لیں، اس کے علاوہ سمندری کے عیسائی بھی دھاڑیں مار کر رو رہے تھے جب ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی تو آخری دو قطاریں سمندری کے عیسائی مذہب کے لوگوں کی تھیں جنہوں نے اصرار کر کے جنازہ میں شرکت کی اجازت حاصل کی۔

علامہ فاروقی شہیدؒ سپاہ صحابہ کے قیام اور سربراہی سے قبل بھی مختلف ممالک کے تبلیغی دورے کر چکے تھے اور بعض ممالک کے مسلمانوں میں آپ کا ایک اچھا خاصہ حلقہ قائم ہو چکا تھا۔ سپاہ صحابہ کی سربراہی کے دوران آپ نے امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، سکاٹ لینڈ، ہانگ کانگ، متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، بنگلہ دیش، عراق، کویت اور دیگر ممالک کے بارہا اسفار کئے اور پچیس ممالک میں سپاہ صحابہ کے باقاعدہ ملکی سطح پر یونٹ قائم کئے اور انتخابات کرا کر سپاہ صحابہ کو منظم کیا مختلف زبانوں میں لٹریچر کا ترجمہ کرا کر لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کیا۔

> سپاہ صحابہ کی سربراہی کے دوران آپؒ نے امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، اسکاٹ لینڈ، ہانگ کانگ، متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، بنگلہ دیش، عراق، کویت اور دیگر کئی اسلامی ممالک کے بارہا اسفار کر کے پچیس ممالک میں سپاہ صحابہ کے باقاعدہ ملکی سطح پر یونٹ تشکیل دیئے۔

برطانیہ کے آخری دورے میں ایرانی سفیر نے آپ پر قاتلانہ حملہ کروایا جس سے آپ شدید زخمی ہوئے اور کئی روز مانچسٹر ہسپتال میں آپ کا علاج ہوتا رہا پاکستان میں مخدوش حالات کی بنا پر جرنیل سپاہ صحابہ محمد اعظم طارق کی روپوشی کی وجہ سے شدید زخمی حالت میں آپ کو پاکستان آنا پڑا اور زخموں کے ٹانکے پاکستان میں آ کر کھلوائے گئے۔

سپاہ صحابہ کے کئی اہم پروگراموں میں آپ کی شرکت روکنے کے لئے متعدد مرتبہ مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے آرڈر سے ایک دو دنوں اور بعض اوقات چند گھنٹوں کے لئے آپ کو حراست میں لیا گیا مثلاً

☆9 اپریل 1992 کو سپاہ صحابہ اسٹوڈنٹس کی صوبائی امن ریلی میں شرکت سے روکنے کے لئے آپ کو اسلام آباد ائیر پورٹ سے گرفتار کر کے لاہور پہنچا دیا گیا جہاں دو روز تک ایک ہوٹل میں پولیس کی حراست میں رہے۔

☆1993ء کے رمضان المبارک میں یوم علی المرتضیٰؓ کے جلسے میں شرکت سے روکنے کے لئے پشاور کی انتظامیہ نے چند گھنٹے آپ کو حراست میں رکھا بعد میں رہا کر دیا۔

☆جولائی 1994ء میں ملتان کے چوک گھنٹہ گھر کے ایک جلسہ میں شرکت سے روکنے کے لئے چار گھنٹے حراست میں رکھنے کے بعد رہا کیا گیا۔

☆اپریل 1995ء میں سپاہ صحابہ کراچی کے ایک کارکن کی تعزیت کے لئے کراچی پہنچنے پر جامعہ اسلامیہ کلفٹن کے قریب سے آپ کو گرفتار کیا گیا اور رات دس بجے نائٹ کوچ سے لاہور بھیج دیا گیا۔

☆اس طرح صوبہ سندھ میں تین سال اور باقی چاروں صوبوں کے 47 اضلاع میں داخلہ بندیاں معمول بنی رہیں۔

سپاہ صحابہ کے بارے میں ایک دستاویزی فلم کو توڑ مروڑ کر مسلسل 53 دفعہ پیش کرنے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو سپاہ صحابہ کے بارے میں متنفر و مضطرب کرنے کے گھناؤنے جرم کے ارتکاب کی بناء پر فاروقی شہید نے 7 اگست 1995ء کو کراچی کمپنی اسلام آباد میں بی بی سی ٹیلی ویژن کے رویہ کے خلاف پچاس ہزار افراد کے اجتماع میں سخت احتجاج کیا لیکن بی بی سی ٹیلی ویژن کی شیعہ اور انگریزی لابی نے یہ فلم پھر چلانی شروع کر دی تو اسلام آباد اور راولپنڈی کی طلبہ تنظیموں نے احتجاجی جلوس نکالا اور بی بی سی اسلام آباد کے دفتر میں داخل ہو گئے

اس سلسلے میں چند نوجوان گرفتار بھی ہوئے لیکن بی بی سی نے فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری تک احتجاج کی دھمکی دے دی۔

وفاقی وزیر داخلہ اور بے نظیر بھٹو پہلے سے بہانہ ڈھونڈ رہے تھے، بے نظیر جو کہ ان دنوں بیجنگ کی عالمی خواتین کانفرنس میں شریک تھیں وہاں سے فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری کا گرین سگنل دے دیا، اگلے روز آپ جڑانوالہ (فیصل آباد) میں سیرت کانفرنس میں پہنچے تو بی بی سی اور ریڈیو پاکستان سے آپ کی گرفتاری کا حکم نامہ سنایا گیا، وفاقی وزیر داخلہ نے فوری حراست کا آرڈر روانہ کیا، علامہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ڈی آئی جی فیصل آباد کو فون پر بتایا کہ صبح از خود پیش ہو جاؤں گا آپ رات کو مولانا ضیاء القاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے تھے اگلے روز یعنی 27 اگست دوپہر گیارہ بجے ڈی آئی جی کے مکان پر جا کر گرفتاری پیش کر دی۔ شام ہی کو اسلام آباد پولیس فیصل آباد سے اسلام آباد لے گئی ایئر پورٹ سے انسپکٹر گلنام حسین اور سب انسپکٹر سردار مصطفیٰ سمیت پولیس کی بھاری نفری کی تحویل میں نو روز تک تین مختلف مقامات پر آپ کو رکھا گیا۔ آپ کی گرفتاری پر ملک بھر میں جلسے، جلوسوں اور مظاہروں کا سلسلہ جاری تھا کراچی سے پشاور تک ہر شہر اور ہر قریہ میں حکومت کے خلاف نفرت کا اظہار ہوا اسلام آباد میں علماء کے بڑے مظاہرے کے اعلان کے ساتھ ہی چیف کمشنر اسلام آباد کی مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ سے مذاکرات کے بعد حکومت پسپا ہو گئی پانچ ستمبر کو آپ کی رہائی عمل میں آ گئی اور آپ چھ ستمبر کی لاہور میں ہونے والی سالانہ دفاع صحابہ و استحکام پاکستان کانفرنس میں شریک ہو گئے۔

اس رہائی سے تقریباً ایک ماہ بعد آپ کو رائے ونڈ اجتماع سے واپسی پر لاہور حنبلہ ہاؤس سے مولانا اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ سمیت شیعہ جاگیردار شاہ نواز ڈبہ قتل کے جھوٹے مقدمہ میں گرفتار کر لیا گیا قریباً ڈیڑھ سال تک آپ کو پنجاب کی مختلف جیلوں میں بند رکھنے کے بعد آٹھ جنوری 1997 کو سیشن کورٹ لاہور میں سیشن جج میاں خالد کی عدالت کے باہر خطرناک بم دھماکہ کر کے سپاہ صحابہ کے دو کارکنوں عزیز الرحمٰن اور عطاء الرحمٰن سمیت علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی کو شہید کر دیا گیا اور مولانا محمد اعظم طارق شدید زخمی ہو گئے۔ پولیس حراست کے دوران آپ کی شہادت کی وجہ سے پورے ملک میں کہرام برپا ہو گیا، احتجاج اور گھیراؤ جلاؤ کا سلسلہ شروع ہوا تو مولانا محمد اعظم طارق نے شدید زخمی حالت میں کارکنوں کو صبر و تحمل کی تلقین کی شہادت کے اگلے روز آپ کی پہلی نماز جنازہ مسجد شہداء مال روڈ پر ادا کی گئی جس میں لاکھوں لوگ شریک ہوئے دوسری نماز جنازہ آپ کے شہر سمندری میں مفتی زین العابدین نے اور تیسری نماز جنازہ جھنگ میں مولانا منظور احمد چنیوٹی نے پڑھائی، ہزاروں لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی آپ کو اپنے قائد مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں مدرسہ جامعہ محمودیہ جھنگ میں دفن کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے

معاونِ ممبر شپ حاصل کیجیے

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ تعلیمی درسگاہ "جامعہ عمر فاروق اسلامیہ" دینی تعلیم کا مدرسہ ہی نہیں بلکہ ایک بہت بڑا اصلاحی مرکز بھی ہے۔ جہاں پر داخل ہونے والے بچوں کو رہائش، کھانا، کتابیں اور طبی سہولیات اللہ پاک کی توفیق سے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ درس نظامی کی مکمل تعلیم کے ساتھ ساتھ مروجہ دنیاوی تعلیم پرائمری، مڈل اور میٹرک تک تعلیم کا انتظام موجود ہے۔ طلبہ کی ذہنی نشوونما کے لیے غیر نصابی سرگرمیاں اخلاقی اور روحانی اصلاح و تربیت کے ساتھ ساتھ جسمانی نشوونما کے لیے کھیلوں کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ آپ اس کار خیر میں ہمارے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں تو درج ذیل کوپن فوٹوسٹیٹ کروا کر پُر کر کے

"مہتمم جامعہ عمر فاروق اسلامیہ سمندری فیصل آباد پاکستان" کے پتہ پر روانہ فرمائیں

اس سے آپ کو فوری طور پر سہ ماہی رسالہ الضیاء مفت جاری کر دیا جائے گا۔

نام .... ولدیت ....

مکمل ایڈریس بمعہ فون نمبر ....

.... قریبی فون ....

میں علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے شروع کردہ تمام دینی منصوبہ جات میں معاون بننا چاہتا ہوں اور انجمن جامعہ عمر فاروق اسلامیہ کے قواعد و ضوابط کی پابندی کروں گا۔

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے طالب علم

تحریر: حافظ ارشاد احمد دیوبندی طاہر پیر

قسط نمبر: 1

قرآن وحدیث کی روشنی میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ایمان، اخلاص، طہارت، تقویٰ، جذبہ صادق، جاں نثاری، صدق اسلام، جذبہ جہاد، حضرت خاتم النبیین ﷺ کے عشق صادق ابتداء سے لے کر دخول جنت تک اور پھر دخول جنت میں بھی کامل ومکمل رفاقت اور معیت کو واضح اور بیّن دلائل کے ساتھ متعدد مقامات پر اللہ جل جلالہٗ کی ذات مقدس نے خود بیان فرمایا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے صدق ایمان اور سچی جاں نثاری کے تذکرے قرآن واحادیث کے علاوہ دیگر آسمانی صحیفوں، آسمانی کتب اور تورات، انجیل، زبور یعنی سب آسمانی الٰہی کتابوں میں بھی مثالیں دے دیکر اللہ تعالیٰ نے خود اپنی رضا کے اظہار سے خود بیان فرمائے ہیں اس اجمال کی تفصیل قرآن کریم کی سورت 49/49 الحجرات آیت 287/28 میں تا قیام قیامت محفوظ فرمادی ہے۔

(واضح ہو کہ تورات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے 9 عدد آیات ہیں اور حضرت نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کے لئے 13 عدد آیات ہیں، زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کے صحابہ کرام کے لئے چار عدد آیات ہیں اور حضرت نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے لئے چھ آیات ہیں، انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کرام علیہم کے لئے سات عدد آیات ہیں جبکہ حضرت نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کے لئے گیارہ عدد آیات موجود ہیں قرآن مجید میں دو ہزار دو سو (2200) آیات توحید پر تیرہ سو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات پر ستائیس آیات عیسیٰ علیہ السلام کی جماعت کے لئے انیس آیات موسیٰ علیہ السلام کی جماعت کے لئے نو آیات حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جماعت کے لئے اور سات سو پچاس آیات حضرت نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کے لئے آج بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں جبکہ جمیع انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھیوں پر اپنے انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کے واقعات بھی موجود ہیں مگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جس طرح مالی جانی قربانیاں پیش کی ہیں اس کی مثال کسی دور میں نہیں ملتی۔

تورات میں 13، زبور میں 6، انجیل میں 11 اور قرآن مجید میں 750 آیات حضرت نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئیں۔

محترم قارئین کرام! خوب غور فرمایئے ایک طرف جمیع آسمانی کتب یکے بعد دیگرے زوردار لفظوں میں اصحاب محمد ﷺ کی عظمت واحترام سے متعلق واضح اعلان کررہی ہیں کہ یہ لوگ (اصحاب محمد ﷺ) اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ حضرت محمد ﷺ کے سچے پکے، دین ودنیا اور برزخ ومحشر اور جنت الفردوس کے ساتھی ہیں اس بارے میں کتاب اللہ میں اللہ تعالیٰ خود اصحاب واحباب محمد ﷺ کے وکیل صفائی کی حیثیت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان پر مخالفین ومنکرین ومعاندین جو غلط سوالات یا اعتراضات کرتے ہیں ان کے صحیح جوابات آج بھی حقیقی قرآن کریم میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں مگر آہ صد آہ! کہ اس وقت بھی کچھ عاقبت نااندیش لوگ اپنی آخرت برباد کرنے کے لئے ایسے اصحاب محمد ﷺ کی شدید ترین توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں بلکہ اسلامی مملکت خداداد پاکستان میں اصحاب واحباب محمد ﷺ کے ایمان کو چیلنج کر کے قرآن واحادیث کے ان ممدوح اصحاب کو گالی گلوچ تک بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر قرآن واحادیث کے فرمودات کے برعکس درندوں کے مکروہ نام تک ان اصحاب محمد ﷺ کے اسماء گرامی سے ان کو منسوب اور درندوں کے ناموں سے چسپاں کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔ یقین جانیے اس وقت اسلام بھی مظلوم ہے، قرآن بھی مظلوم ہے، حدیث مصطفیٰ ﷺ بھی مظلوم ہے، مسلمان بھی مظلوم ہے مگر سب سے بڑھ کر اصحاب واحباب محمد ﷺ مظلوم ترین ہیں جنکی سعی مشکور سے، جنکی ایمانی جرات سے، جسمانی قربانی سے، مالی ایثار سے، بفرمان رب کائنات: ''جنہوں نے سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کر کے اپنے گھر، اہل وعیال کو قربان کر دیا اب ان مقدس حضرات کے ایمان کو چیلنج کر کے خدا جانے کس دین اور کون سے اسلام کی داغ بیل ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے؟؟؟

صحابہ کرامؓ کی بہادری وشجاعت اور بے نظیر جرأت کو ملائکہ مقربین بھی عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس سلسلے میں ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچے اور دریافت کیا کہ:

"ما تعلون من شهد بدرً فيكم قالوا اخيارنا قال كذالك هم عندنا خيار الملائكة"

''یعنی بدری صحابہ کو آپ لوگ کیا مقام دیتے ہیں؟ کہا گیا کہ ہم میں وہ غیر بدری صحابیوں سے بہت بہترین ہیں تو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ فرشتے بھی ہم فرشتوں میں سب سے افضل ہیں جن کو بدر میں اصحاب محمد ﷺ کی معیت میں شرکت کی سعادت عظمیٰ حاصل رہی۔ (ابن ماجہ)

ذخیرہ احادیث مقدس میں حضرت نبی کریم ﷺ کا یہ زرّیں فرمان مقدس ہے کہ: ''(آنے والے لوگو)''

"لا تسبوا اصحابی" یہ جملہ متعدد روایات کے ساتھ متعدد مقامات پر ملتا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی شریف یہ اطلاع بھی اللہ تعالیٰ نے کردی تھی کہ آنے والے دور پرفتن میں ایک ایسا گروہ بھی آئے گا جو کہ آپ کی جماعت اصحاب کو گالیاں دے گا اسی طرح سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک ثقہ فرمان بھی کتب احادیث میں مرقوم ہے کہ: "اے لوگو! خبردار اصحاب محمد ﷺ کو بھلائی سے یاد کرو اور انکو اہانت توہین اور برائی سے ہرگز ہرگز یاد نہ کرنا کیونکہ ان اصحاب میں سے کسی ایک صحابی کا صرف ایک گھڑی کا انجام دیا ہوا کوئی نیک عمل تمہارے عمر رضی اللہ عنہ بھر کے انجام دیئے گئے نیک اعمال سے بہت ہی افضل برتر اور خداوند قدوس کے نزدیک بہتر ہے حتیٰ کہ حضرت ابن عمرؓ نے مزید زور دے کر آگاہ کرتے ہوئے یوں فرمایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کی توہین ہرگز نہ کرنا اور نہ کرنے دینا اور اگر تم نے حضرت نبی کریم کے کسی ایک ادنیٰ صحابی کی ادنیٰ سی توہین کا ارتکاب کیا تو پھر تمہاری عمر بھر کی نیکیاں ضائع اور برباد کردی جائیں گی بلکہ اس برائی کے عوض عمر بھر کے نیک اعمال اور نیکیوں کے بدلے برائیوں کے برے انجام سے انکو دوچار ہونا پڑے گا اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت نبی کریم ﷺ کے قائم کردہ مکتب فکر کے طالب علم ہیں جب حضرت ﷺ اپنے ان مقدس شاگردوں کو قرآن مجید سناتے اور پڑھاتے تو وہ منظر دیدنی ہوتا اس وقت آپ ﷺ کے یہ شاگرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیفیت اسلامی کا اب اندازہ لگانا ہی مشکل ہے جبکہ منکرین معاندین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت بھی ان کی اس کیفیت کو ملاحظہ کرکے بفرمان قرآن مجید ابلیسی انداز کی ہنسی اور مذاق اڑایا کرتے تھے۔

> **وہ فرشتے بھی باقی سب فرشتوں سے افضل ہیں جن کو بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں شرکت کی سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی۔**

جامعۃ العلوم القرآن "دارارقم" کی بنیاد:

حضرت نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں نبوت و رسالت کی بعثت کے بعد عظیم الشان قرآن مجید کی مقدس تعلیمات کی اشاعت کے لئے ایک یونیورسٹی "دارارقم" کی خود ہی بنیاد رکھی۔ "دارارقم"، علمی و عملی سرگرمیوں کا عظیم الشان علمی مرکز تھا، دارارقم میں حضرت نبی کریم ﷺ حلقہ بگوش اسلام سے سرفراز ہونے والوں کو علوم قرآن کریم کے فرمودات سے عملی مشق کراتے تھے گویا دارارقم مکی دور کی پہلی درسگاہ تھی جو بعثت نبوی کے بعد قائم کی گئی اس درسگاہ سے ہی معلمین کا انتخاب عمل میں لاکر دیگر علاقہ جات میں اسلام کی قرآنی تعلیمات کو عام کرکے اسلام سے روشناس کرایا جاتا چنانچہ بعثت عقبیٰ اولیٰ کے موقع پر آنحضرت ﷺ سے بیعت کرنے والے بارہ انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ سیدنا مصعب بن عمیر اور سیدنا حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کو روانہ فرمایا تاکہ یہ حضرات مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کو قرآن کریم اور اسلام کی مکمل تعلیمات سے بخوبی آگاہ اور روشناس کرائیں تاکہ اسلام کی نشرواشاعت سے دیگر ملحقہ گروہ گردونواح میں اسلامی تعلیمات کے اثرات پہنچ سکیں۔

حضرت نبی کریم ﷺ کی یہ عملی کوشش رہی کہ اپنے اصحاب و احباب رضی اللہ عنہم کو ہر قسم کی تعلیمات سے خوب سے خوب تر سیراب فرمائیں تاکہ یہ ہر محاذ پر بے دینی والحاد کے سیلاب کو علم وعمل کی قوت سے روک سکیں اس لئے غزوہ بدر کے موقع پر گرفتار ہونے والے ان کفار مشرکین سے جو فدیہ وغیرہ قانون کے مطابق نہیں دے سکتے تھے ان کفار کے ذمہ یہ ڈیوٹی لگائی گئی تھی کہ وہ فرزندان اسلام کو وہ علوم جن پر انکو مہارت حاصل ہو سکھا دیں تو ان کو بغیر کوئی فدیہ لئے چھوڑ دیا جائے گا چنانچہ سیدنا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان ہی سے علوم وکتابت سیکھی تھی پھر جو نئے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوتے تو ان کو قرآن کریم کی تعلیمات دینے کے مراکز بھی قائم فرمادیئے۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن سعید رضی اللہ عنہ کو معلم مقرر فرمایا تھا تاکہ وہ مدینہ منورہ کے لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیمات کے ساتھ کتابت بھی سکھائیں اس لئے کہ حضرت موصوف ایک بہترین عمدہ کاتب اور خوشنویس تھے۔

آنحضرت ﷺ نے سیدنا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو بھی معلم بنا کر حکم فرمایا کہ وہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کو علوم القرآن اور کتابت سکھائیں اور پڑھائیں قرآن کریم کی اس نشرواشاعت میں آپ ﷺ نے اپنا حلقہ علوم بہت ہی وسیع فرمادیا تھا جبکہ آپ ﷺ کو علوم کی اشاعت کے سلسلے میں بعض اوقات نہایت ہی بڑے بڑے حادثات کا سامنا بھی کرنا پڑا جیسے ایک بار آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں کچھ نووارد لوگوں نے آکر درخواست کی کہ یارسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ اپنے اہل علم اصحاب میں سے چند حضرات روانہ فرمائیں تاکہ وہ اصحاب ہم کو اسلامی قرآنی تعلیمات سے روشناس کرائیں حضرت نبی کریم ﷺ نے انکی اس درخواست کو قبول فرماتے ہوئے اصحاب اہل علم کی ایک جماعت جو دس نفوس پر مشتمل تھی روانہ فرمادی لیکن ان اشقیاء نے ان سب حضرات کو تشدد کرکے شہید کردیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

بعینہ اسی طرح آنحضرت ﷺ کو ایک اور واقعہ بھی پیش آیا کہ قبیلہ ذکوان کے ایک وفد نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک درخواست واگذار کی کہ ہمارے، بہت سارے حضرات نے اسلام قبول کرلیا ہے مگر افسوس کہ علوم قرآن سے ہم بالکل بے خبر ہیں ہمارے ساتھ اصحاب اہل اسلام اور اہل علم کو روانہ فرمایئے تاکہ ہم اسلام کا مکمل علم قرآن کریم کے ذریعہ حاصل کرسکیں آنحضرت ﷺ نے ازراہ اسلامی ہمدردی ستر (70) اصحاب اہل علم کی ایک عظیم جماعت یعنی ستر قراء حفاظ کرام کو انکے ہمراہ روانہ فرمادیا مگر ان بدبختوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے ان اصحاب مقدس کو بڑی بے دردی سے شہید کر دیا، یہ اندوہناک نا قابل برداشت واقعہ جب آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ کو سخت قلبی صدمہ ہوا آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسوؤں مبارک کی قطار بندھ گئی آپ ﷺ بار بار انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے رہے پھر آپ ﷺ نے اس عظیم ترین صدمہ کے تحت صبح کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھ کر ان اشقیاء کی بربادی کے لئے نماز صبح کی آخری رکعت میں انکی ذلت وبربادی کے لئے دعا مانگتے رہے ثقہ مؤرخین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ان دہشت گرد قاتلوں کو بڑی شدید ذلت آمیز موت سے ہلاک کرکے واصل جہنم کردیا مگر اس قدر صدمہ سے دوچار ہونے کے باوجود بھی آپ ﷺ نے علم کی اشاعت کا سلسلہ منقطع نہیں فرمایا بلکہ علم کی اشاعت سلسلے میں مزید اضافہ فرمادیا۔ مدینہ طیبہ سے دور والے اہل اصحاب کو بڑے زوردار لفظوں میں ہدایت فرماتے کہ وہ ہر ماہ کے بعد ہر حال میں ضرور آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں

> **آنحضور ﷺ نے مکہ مکرمہ میں قرآن پاک کی مقدس تعلیمات کی اشاعت کے لئے دارِ ارقم میں پہلی یونیورسٹی کی بنیاد رکھی تھی۔**

حاضری دیں اور دینی اسلامی قرآنی تعلیمات حاصل کر کے اپنے اپنے علاقوں اور قبیلوں میں جا کر علوم قرآن کریم اپنے اپنے رشتہ داروں کو پڑھائیں اور سمجھائیں اور خوب بڑھ کر علم قرآن کی اشاعت کریں۔ مدینہ طیبہ کے مساکین صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو عیالداری اور معاشی کمزوری کے باعث تعلیمات قرآن کے حصول کے لئے زیادہ وقت نہیں دے سکتے تھے ان کو حضرت نبی کریم ﷺ نے یہ ہدایات دے رکھی تھیں کہ ان کو جب بھی موقع ملے حاضر ہو کر یا دوسرے صحابہ کرام ؓ اہل علم سے دینی تعلیم کے حصول کے سلسلے ہر حال میں جاری رکھیں، بعض اصحاب رسول اللہ ﷺ تو علم کے حصول کے ایسے حریص دیوانے اور عاشق تھے کہ ہر وقت حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں رہ کر تعلیمات وحی الٰہیہ قرآن و احادیث کو زبانی یاد کر کے حقیقی سکون قلب حاصل کیا کرتے تھے نیز ایسے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو دنیوی پریشانیوں اور فکر دنیا سے بالکل آزاد تھے اور وہ مال و اسباب بلکہ خانہ داری وغیرہ بھی نہیں رکھتے تھے یہ اصحاب رسول مسجد نبوی کے کونے چبوترے پر اکثر جمع رہا کرتے تھے اس لئے ان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اصحاب صفہ کہا جاتا تھا۔ یہ حضرات اصحاب صفہ ہر وقت اس نبوی درسگاہ میں ہمیشہ حاضر باش رہا کرتے تھے

قارئین محترم: آپ یوں سمجھئے کہ یہ درسگاہ نبوی کے طالب علم تھے، علوم نبوی میں جو علوم قرآن پر ہی مشتمل تھا یہ اس سے مستفید و مستفیض رہا کرتے تھے۔ سیدنا حضرت ابوہریرہ ؓ بھی انہیں اصحاب صفہ کے ایک فرد تھے اور دیگر اصحاب صفہ کے خورد و نوش کا اہتمام و انتظام بلکہ تقسیم بھی آپ کے سپرد تھی، اصحاب صفہ کی تعداد چار سو تک بھی لکھی ہے اور اس میں تھوڑا سا روایات کا اختلاف بھی منقول ہے اس میں وہ ستر مقدس افراد بھی شامل ہیں جنہیں قبیلہ ذکوان والوں نے بڑی بے دردی سے شہید کر دیا تھا۔ اس سلسلے میں جناب حضرت ابونعیم صفہانی شافعی متوفی 430ھ نے اپنی تصنیف لطیف ''حلیۃ الاولیاء'' میں تقریباً 191 اصحاب صفہ کے اسماء گرامی اور انکے مکمل حالات جمع کئے ہیں بندہ عفاء اللہ آنے والی دوسری قسط میں یہ اسماء گرامی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قارئین محترم کی معلومات کے لئے درج کر دے گا۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ: ''جو قوم اللہ تعالیٰ کے کلام مقدس سیکھنے سکھانے میں مشغول رہتی ہے ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکینہ قلب نازل رہتی ہے رحمت و شفقت خداوندی ایسے لوگوں کو اپنی آغوش رحمت میں لے لیتی ہے ایسے اصحاب کو اب بھی فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا تذکرہ اپنے مقربین ''ملاء اعلیٰ'' میں بڑے فخر سے فرماتے ہیں (آپ حضرات بھی اس کا عملی تجربہ کے فوائد ملاحظہ کر لیجئے)

ایک مجلس اصحاب و احبار میں آنحضرت ﷺ نے ترغیباً اور ترہیباً ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم واللہ یا تو لوگ اپنے اپنے پڑوسیوں اور قرابت داروں کو علم دین اسلام قرآن و احادیث سکھائیں پڑھائیں سمجھائیں اور انکو نصیحت بھی کریں یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اسلامی فریضہ انجام دیں ورنہ میں ایسے اہل علم کے لئے بھی ایک انوکھی قسم کی سزا تجویز کروں گا جو حامل علم ہونے کے باوجود علوم دینیہ اسلامیہ کی نشر و اشاعت نہ کریں وہ عنداللہ عندالرسول مجرم ہیں چونکہ اس وقت صحابہ کرام ؓ بہت ہی زیادہ مظلوم ہیں اس لئے تحفظ ناموس صحابہ کا فریضہ جمیع مسلمانان عالم پر فرض ہے الحمدللہ کہ یہ فریضہ ''ماہنامہ نظام خلافت راشدہ کی انتظامیہ مشکل حالات کے باوجود انجام دے رہی ہے اس لئے سب حضرات غلامان صحابہ کا فرض بنتا ہے کہ انتظامیہ نظام خلافت راشدہ کا عملی طور پر ساتھ دیں ورنہ عنداللہ مجرم تصور ہوں گے اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔

بارگاہِ رسالت مآب کے تعلیم یافتہ اصحاب:

حضرت نبی کریم ﷺ کے ان تعلیمی اقدامات کا شیریں ثمر ہی اعلیٰ بار آور ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے طفیل آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی۔ کاتبین، معلمین، حفاظ، قراء، مفسرین، محدثین، فقہاء، مفتیان، مبلغین، مجاہدین کی ایک بہت بڑی جماعت بڑی تعداد میں عملی طور پر تیار ہو چکی تھی چنانچہ کاتبین وحی کی تعداد بقول ابن عساکر 23 عدد ہے۔ امام عراقی نے اپنے اشعار میں کاتبین وحی کی تعداد 42 عدد بیان فرمائی ہے۔ ایک اور مؤرخ نے کاتبین وحی کی تعداد 70 عدد لکھی ہے (واللہ اعلم)

چونکہ موجودہ دور میں صحابہ کرامؓ بہت ہی مظلوم ہیں اس لئے تحفظِ ناموس صحابہ کا فریضہ جمیع مسلمانان عالم پر فرض ہو چکا ہے

بندہ عفاء اللہ عنہ بھی تبرکاً کاتبان وحی کے بعض مشہور صاحبان کے نام نامی واسم گرامی قارئین مکرم کی علمی معلومات کے لئے درج کر رہا ہے۔ ان اسماء گرامی کو علیحدہ لکھ کر اپنے گھروں میں چسپاں کرنا بڑی برکات کے حامل ہیں۔۔

☆ خلفاء اربعہ ؓ ☆ معاویہ بن ابی سفیان ؓ ☆ زبیر بن عوام ؓ ☆ زید بن ثابت ؓ ☆ ابی بن کعب ؓ ☆ شرجیل بن حسنہ ☆ عمرو ابن العاص ؓ ☆ عامر بن فہیرہ ؓ ☆ مغیرہ بن ثعلبہ ؓ ☆ خالد بن ولید ؓ ☆ علاء بن حضرمی ؓ ☆ عبداللہ بن رواحہ ؓ ☆ محمد بن سلمہ ؓ ☆ عبداللہ بن سعد ؓ۔

بخاری شریف کشف الباری میں یہ بھی مرقوم ہے کہ مکہ مکرمہ میں سب سے اول قریش میں سے عبداللہ بن سعد ؓ نے وحی کی کتابت کی ابتدا کی تھی اور مدینہ طیبہ میں سب سے اول سیدنا حضرت ابی بن کعب ؓ کو ابتدا میں اس سعادت کا شرف حاصل ہوا مگر عموماً وحی کی کتابت کا فریضہ مدینہ منورہ میں ابتدا میں سیدنا عثمان غنی داماد رسول اللہ ﷺ اور سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کتابت وحی کا مبارک کام سرانجام دیا کرتے تھے۔ وحی کی کتابت کا کام کسی ایک فرد کے ساتھ مخصوص نہیں تھا ہاں آخر میں وحی کی کتابت کا زیادہ کام سیدنا حضرت امیر معاویہ ؓ امت محمدیہ کے ماموں جان ؓ سرانجام دیا کرتے تھے۔ اس لئے اس وقت تک بھی کاتب وحی امیر المومنین سیدنا حضرت امیر معاویہ ؓ ہی زیادہ مشہور ہیں بلکہ وحی کی کتابت کے علاوہ بھی دیگر ڈاک مختلف خطوط وغیرہ اور دیگر معاہدوں کی کتابت بھی حضرت نبی کریم ﷺ امیر معاویہ ؓ کو بلوا کر لکھوایا کرتے تھے۔ ایسے خطوط، فرمودات، معاہدہ جات اور صلح نامے لکھنے کے لئے بھی سیدنا حضرت امیر معاویہ ؓ ہی آپ ﷺ کے مخصوص کاتب ہوا کرتے تھے۔ اصحاب محمد ﷺ کے عشق و محبت سے سرشار ہو کر مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال ؒ نے درد دل سے یوں اظہار فرمایا ہے۔ آپ بھی اسی اقبالی جذبہ سے پڑھ کر اپنے دل کو سرور پہنچایئے۔

صحابہ کرامؓ کے بارے میں اقبال کے فرمودات:

تھے ہمیں ایک تیرے معرکہ آراؤں میں
خشکیوں میں کبھی لڑتے کبھی دریاؤں میں
دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی

بقیہ صفحہ نمبر 48 پر

دل کی آواز

محرم الحرام کا مہینہ پاکستانی قوم پر بھاری کیوں؟

تحریر: شہزاد ریحان حیدری

آج سے چند ہفتے پہلے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے مرکزی رہنما جناب خواجہ سعد رفیق نے ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مقررانہ انداز اور وجدانی کیفیت میں کہا "پاکستان کسی بھٹو کے باپ کی جاگیر نہیں ہے۔" یہ الفاظ ان کی زبان سے نکلے ہی تھے کہ پاکستان پیپلز پارٹی میں بھونچال آ گیا، ایوان اقتدار میں زلزلہ اور شاہی محلات میں گویا دراڑیں پڑ گئیں نیند نے تو خیر اڑنا ہی تھا کھانے کے لقمے جیالوں کے حلق میں اٹک گئے، حکمران جماعت کی طرف سے اپوزیشن جماعت کے سربراہ پاکستان کے سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف سے خواجہ صاحب کو تنبیہ و سرزنش، رکنیت معطل کرنے، نااہل قرار دینے، قائد عوام کی توہین (ان کے بقول) یہ انہیں عوامی مجرم قرار دیکر عوام سے معافی مانگنے کا عجیب مطالبہ، ایوانوں کے اندر اور باہر حتیٰ کہ بازاروں، چوراہوں پر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے احتجاج کی صورت میں زور پکڑنے لگا، شدت میں اس قدر اضافہ ہوا کہ تمام ٹی وی چینلز پر پی پی پی کے ذمہ داروں نے ہر ٹاک شو میں خواجہ صاحب کو آڑے ہاتھوں لیا، خوب درگت بنائی، زبانی کلامی شدید غم و غصہ کا اظہار کر کے ذہنی بوجھ ہلکا کرنے کی کوشش کی گئی، ادھر خواجہ سعد رفیق پاکستان کے ان سیاستدانوں میں شمار ہوتے ہیں جو حاضر جوابی میں اپنی مثال آپ ہیں انہوں نے جب مذکورہ بیان کے شعلے بھڑکتے دیکھے تو ایک اور بیان داغ دیا کہ بھٹو سیاستدان ہی تھا کوئی ولی اللہ نہیں تھا کہ میں نے اس کی توہین کی ہو، اس بیان نے جلتی پہ تیل کا کام کیا، ان بیانات میں محترم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی توہین کے کونسے جراثیم موجود ہیں یہ تو خیر ان کے جیالے ہی جانتے ہیں سیاسی اکھاڑے میں سیاسی پہلوان، کبڈی، کشتی جو مرضی کھیلتے رہیں، پھر ہماری سیاسی پارٹیوں کے تو کہنے ہی کیا، صبح دست و گریباں ہوتے ہیں تو شام کا کھانا ایک ساتھ اور اگر شام کو ہاتھا پائی ہوتی ہے تو صبح کا ناشتہ ایک ہی ٹیبل اور ایک ہی پلیٹ میں کر رہے ہوتے ہیں یہ سب اس مقولہ کے مصداق ہیں صبح کا بھولا شام کو واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے، بہرحال ایک اچھی روایت ہے سیاسی اختلاف اپنی جگہ لیکن ایک دوسرے سے دلی محبت ہونی چاہیے راقم نہ تو خواجہ صاحب کا اور نہ ہی پی پی پی کا کاسہ لیس ہے نہ طرفدار کیونکہ ان دونوں بڑی پارٹیوں نے پاکستان کو نصف صدی سے زیادہ عرصہ میں جو کچھ دیا یا بنوایا سنوارہ وہ صرف اہل دیس ہی نہیں پوری دنیا کے سامنے ہمارا تماشہ موجود ہے، راقم ذاتی طور پر محترم ذوالفقار بھٹو مرحوم اکی محب وطن پالیسیوں کی وجہ سے کافی حد تک متاثر ہے لیکن ان کی پالیسیوں کو ان کے بعد جہاں تک عملی جامہ پہنایا گیا ہے وہ بھی سب کے سامنے ہے، دوسرا ان کا وہ اہم کارنامہ تاریخ پاکستان میں اگر سنہری حروف میں لکھا جائے تب بھی میں سمجھتا ہوں انہیں خراج تحسین کا حق ادا نہیں ہو سکتا، جب دجال وقت، مسلیمہ کذاب اور اسود عنسی کی روحانی اولاد یک چشم گل مرزا غلام احمد قادیانی، کذاب و ملعون نے مدعی نبوت بن کر حضرت خاتم النبیین امام الصادقین سید الاولین والآخرین جناب نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت پہ نقب زنی کی ناکام کوشش کی اس وقت کے علماء کرام، علماء حق جن کے نام کردار اور قربانی سے پوری دنیا واقف ہے، نے تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلائی جس میں بلا تفریق سب نے حصہ لیا، اگرچہ علماء حق علماء دیوبند سر فہرست تھے لیکن باقی تمام مسالک کے علماء کرام، تمام مسالک کی عوام الناس، مرد و زن شیر خوار و سن بلوغت کو پہنچنے والے اور پہنچے ہوئے بچے سب نے پروانے بن کر شمع رسالت پہ کٹ مرنے کے لئے تیار ہو گئے اور بلا تفریق بے شمار خوش نصیبوں کی جانیں تحفظ ختم نبوت کے لئے قربان ہو کر ابدی سرخروئی حاصل کر گئیں بالآخر مالک الملک نے سب کی مالی، جانی قربانیاں اور مسلمانوں کا اذیتیں جھیلنا قبول فرمایا اور ایک مرحلہ آن پہنچا کہ مرزا کذاب و ملعون اور ان کے گماشتوں کی کفریہ دستاویز پہ ملک کا سربراہ ہونے کے ناطے محترم ذوالفقار علی بھٹو نے دستخط کر دیئے یہ یقیناً خاتم النبیین امام الانبیاء کا معجزہ اور علماء و عوام الناس کی جانثاری کا ثمرہ تھا کہ مالک الملک نے اپنے محبوب پیغمبر رئیس الصادقین ﷺ کی ختم نبوت پہ ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کرنے والوں کو دنیا میں نشان عبرت بنا دیا اور آخرت میں تو ان کے لئے وہ وادیاں گھاٹیاں بڑی شدت سے منتظر ہیں غالباً یہی وجہ ہے کہ عالمی مجلس ختم نبوت کی بعض کانفرنسوں میں حضرت امیر شریعت اور باقی اکابرین تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ساتھ محترم ذوالفقار علی بھٹو کی تصویر بھی دیکھی جاتی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ جانثاران ختم نبوت کی قربانیوں کو شرف قبولیت سے نوازے اور سب کے درجات بلند فرما کر صاحب ختم نبوت کا قرب عطا فرمائے، آمین یا احکم الحاکمین۔ حاصل کلام یہ ہے کہ داناؤں کا قول ہے گھاؤ جب تک اپنے جسم پہ نہ لگے کسی دوسرے کے زخم کا احساس بالکل نہیں ہوتا، آج سے کئی برس قبل قائد اہل سنت امیر عزیمت شہید ناموس صحابہ علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خطاب میں فرمایا تھا آج بینظیر بھٹو کے خلاف بات برداشت نہیں

ہر سال خنجر بردار ماتمی جلوسوں کے دوران عقیدت کے مارے ہوئے ہزاروں بچوں اور نوجوانوں کے شدید زخمی ہونے پہ انسانی حقوق کی تنظیمیں خاموش کیوں ہیں؟

کرتی (اس وقت محترمہ زندہ تھیں) نواز شریف ضیاء الحق کے خلاف بات برداشت نہیں کرتا مولانا فضل الرحمٰن، مفتی محمود کے خلاف بات برداشت نہیں کرتا میں اپنے باپ اور آپ (سامعین) اپنے باپ کے خلاف بات برداشت نہیں کرتے تو کیا تمہارے دل کی ساری وسعتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے وقف ہیں کہ کوئی انہیں ماں کی گالی دے، بہن کی گالی دے کافر لکھے (نعوذ باللہ) ہم اس کے خلاف آواز بلند کریں تو ہمیں تفرقہ باز، دہشت گرد کہا جائے اور ہم پہ پابندیاں عائد کردی جائیں

محترم قارئین حضرت امیر عزیمت کی بیان کردہ اس حقیقت کو مد نظر رکھ کر تھوڑا سا اگر سوچنے کی زحمت کی جائے تو راقم سمجھتا ہے کہ وطن عزیز آج جن حالات سے دوچار ہے اس سے با آسانی نجات مل سکتی ہے لیکن اس پہ غور بھی حکمران کریں کیونکہ کوئی بھی اپنے کسی بڑے کی توہین و تذلیل برداشت نہیں کرسکتا جس کی زندہ مثال سطور اول میں قدرے تفصیل سے بیان کردی گئی ہے اور پاکستانی عوام اس حقیقت سے بخوبی آگاہ بھی ہے اور کسی بھی مذہبی، سیاسی یا خاندانی سربراہ کی توہین برداشت نہ کرنا اپنے قائد و سربراہ کی محبت کا اول تقاضا ہے لیکن قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے توہین و تذلیل اور گستاخی کی روک تھام کے لئے کاروائی کرنا، وطن اور اہل وطن کیساتھ انتہائی محبت کی مضبوط دلیل بھی ہے اور باوقار لوگوں کی پہچان بھی، ہم الحمدللہ اس مقدس جماعت کا نام لیتے ہیں جو پاکیزہ جماعت اور جو انفاس قدسیہ، امام المعصومین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی عینی گواہ ہے جس پاکیزہ جماعت نے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن رحمت تھامنے کے بعد زمانے کا ہر اذیت ناک دکھ سہہ کر اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری کی مثالیں قائم کردیں اگرچہ ان کو اسلام اور پیغمبر اسلام کا ساتھ نبھانے کی وجہ سے والدین، بہن بھائی، بیوی بچے، رشتہ دار، دوست احباب، گھربار جائیدادیں سب کچھ چھوڑنا پڑا لیکن کسی بھی محبوب شے کی پرواہ کئے بغیر محبوب رب العالمین کی غلامی کا حق ادا کردیا، عہد رسالت اور بعد از رحلت حضرت خاتم الانبیاء شرقاً غرباً شمالاً جنوباً حتیٰ کہ سمندروں کا سینہ چیرتے ہوئے باری تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ جزائر میں بسنے والے انسانوں تک پہنچا کر دم لیا، خود برصغیر پاک و ہند میں بھی سترہ یا بروایت دیگر پچیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ورود ہوا، آج بھی ان کی قبور مختلف مقامات پہ، شہروں، دیہاتوں، پہاڑوں، صحراؤں میں اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوستی اور وفاداری کی گواہ بنی ہوئی ہیں وہ دین اسلام جس کے متعلق خود باری تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور ان کے فضائل و مناقب ہمارے ایمان کا جزو ہیں اور انہیں صرف اسلامی طریقے سے ہی منایا جائے۔

ان الدین عنداللہ الاسلام

بیشک دین جو ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں اسلام ہی ہے (آل عمران)

نیز اسی سورہ طیبہ میں ایک اور مقام پہ فرمایا:

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ

وھو فی الاخرۃ من الخاسرین

اور جو کوئی چاہے دین اسلام کے سوا کوئی اور دین سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا۔ وہ آخرت میں خراب ہے۔"

جس دین اسلام کو خود مالک الملک نے تمام ادیان حق پہ فوقیت عطا فرمائی ہے مسلمانوں کو پیدائش سے لیکر وفات تک رات کو سونے سے لیکر صبح جاگنے اور پھر سونے تک اس فانی زندگی کا ایک ایک پل گزارنے اور آخرت سنوارنے کے تمام احکامات ربانی کو نہایت احسن طریقے سے ہم روشناس کردیا ہے دین اسلام وہ پاکیزہ دین ہے جو کسی بھی مسلمان کی دل شکنی برداشت نہیں کرتا سورۃ الحجرات میں مالک الملک نے فرمایا:

ترجمہ: اے ایمان والو ٹھٹھا نہ کریں ایک دوسرے سے

کالعدم سپاہ صحابہ موجودہ دو دہائیوں سے خود دہشت گردی کا شکار ہے اس کے پانچ مرکزی، درجنوں صوبائی قائدین، سینکڑوں عہدیدار اور ہزاروں کارکن دہشت گردی کا شکار ہو چکے ہیں

شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کو اور نام نہ ڈالو چڑانے کو ایک دوسرے کو برا نام ہے گنہگاری پیچھے ایمان کے اور جو کوئی توبہ نہ کرے وہی ہیں بے انصاف۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قدس سرہ العزیز بانی دارالعلوم کراچی اس آیت مبارکہ کی تفسیر کے ضمن میں سلف صالحین کا حال بیان کرتے ہوئے رقم فرماتے ہیں بحوالہ قرطبی صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد فرمایا کرتے تھے اگر کسی کے ساتھ میں استہزا کروں تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں خود کتا نہ بنا دیا جاؤں، (معارف القرآن جلد ۸ صفحہ ۱۱۶)

اسلام نے مرد کو مرد سے اور عورت کو عورت سے ایسا مذاق تک کرنے سے منع کردیا ہے جس سے اس کی دل شکنی ہوتی ہو لیکن ہمارے یہاں ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ٹھٹھا و تمسخر تو خیر کیا نہایت غلیظ بازاری قسم کی زبان استعمال کی جاتی ہے یا حدف تنقید کا محور و مرکز اگر قرار دیا جائے تو اس مقدس جماعت کو جس جماعت کو رب العالمین نے اس دنیائے فانی سے ہی اپنی رضا کی سند عنایت فرما کر اپنے پاس بلایا ہے اور سند رضا کا گواہ کتاب اللہ کو یہ کہہ کر بنایا ہے:

رضی اللہ عنھم ورضو عنہ

اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس مقدس جماعت کی پیروی کا سبق دیتے ہوئے کامیابی کا اصول اس طرح ارشاد فرمایا:

اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیھم

اھتدیتھم

یہ تو فقط مثال و نمونہ ہے ان کی شان کا ورنہ تو قرآن مقدس اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ذخیرہ اس جماعت کی مدح میں موجود ہے جس سے اہل ایمان استفادہ کر رہے ہیں۔

محترم قارئین ماہ محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا اور بڑی عزت و احترام والا مہینہ ہے جو چار مہینے زمانہ جاہلیت میں بھی معزز و محترم سمجھے جاتے تھے ان میں بالاتفاق درجہ اول محرم الحرام ہی کا ہے پھر رجب ذیقعدہ اور ذوالحجہ ہیں قرآن پاک میں اس طرح اشارہ فرما رہا ہے:

ان عدہ الشھور عنداللہ اثنا عشرہ شھرا امی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض منھا اربعہ حرم

ذالک الدین القیم فلا تظلموا فیهن انفسکم

بے شک مہینوں کی تعداد تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ہی ہے جب سے اس نے زمین و آسمان بنائے ان میں سے چار مہینے خصوصاً عظمت والے ہیں پس ظلم نہ کرو اپنی جانوں پر ان مہینوں میں۔"

چنانچہ اہل عرب ایام گمراہی میں بھی ان عظمت والے مہینوں میں قتال کو حرام جانتے اور ان مہینوں کی تعظیم و بزرگی کے قائل تھے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے محرم الحرام کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

افضل الصیام بعد رمضان شهر المحرم

رمضان المبارک کے بعد تمام مہینوں سے زیادہ افضل محرم الحرام کے روزے ہیں۔

چند لوگوں نے اللہ رب العزت اور جناب رسالت مآب ﷺ کے بیان کردہ حرمت و بزرگی والے مہینہ کو خون خرابہ، مار پیٹ اور تبرا بازی کا مہینہ بنالیا ہے، محرم الحرام کے آغاز سے چند دن پہلے ہمارے ملک کے صدر، وزیراعظم، وزراء اعلیٰ اور گورنر ہاؤسز میں، پھر ڈویژنل، ضلعی، تحصیل اور یونین سطح پر ذمہ دار افسران کے دفاتر میں چیدہ چیدہ شیعہ اور اہل سنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کو مدعو کر کے ان کے سامنے امن فارمولہ پیش کیا جاتا ہے پھر ملک کے تمام اخبارات اور ٹیلی ویژن کے اکثر چینلز اشتہار کے ذریعے قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ لکھی اور پڑھی جارہی ہوتی ہے:

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا

"اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو تفرقہ میں مت پڑو۔"

لیکن کاش اللہ تعالیٰ کے اس حکم پہ اس امن فارمولہ والے اجلاس میں بیٹھے تمام مسالک کے لوگ اگر عمل کر لیتے تو وطن عزیز میں تفرقہ بازی جنم ہی کیوں لیتی؟ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے تمام مسالک اس آیت کریمہ پہ عمل کرتے ہیں اور امن فارمولہ کی پاسداری بھی، اگر بے عملی اور خلاف ورزی ہوتی ہے تو محض ان لوگوں کی طرف سے، جن کی وجہ سے یہ اجلاس بلائے جاتے ہیں رمضان المبارک جو کہ گیارہ مہینوں کا بادشاہ ہے، کیا کبھی رمضان المبارک کے آغاز سے چند دن پہلے اس طرح کا کوئی اجلاس ہوا؟ یہ تو ہماری بدقسمتی ہے کہ یکم محرم الحرام سے لیکر دس محرم الحرام تک رات گئے، بالخصوص چھ سات محرم کے بعد پورا ملک کرفیو کی لپیٹ میں آجاتا ہے وطن عزیز ہائی جیک ہو کر رہ جاتا ہے اس ماہ مبارک میں محبت اہل بیت رسول ﷺ کا افسانوی نعرہ لگا کر کیا کیا عبادات ایجاد کر دی گئیں جن کا دین محمدی ﷺ سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں کوئی دلیل کوئی ثبوت حتیٰ کہ ان بے تکی سی عبادات کا تصور ہی کہاں؟؟؟ کہ محرم الحرام کا مبارک مہینہ شروع ہوتے ہی چند لوگ اہل بیت کا خالی نعرہ لگا کر سوگ اور غم میں ڈوب جائیں، کالا لباس پہن لیں، گھروں کی چارپائیاں الٹی کرلیں، سینہ کوبی کرتے ہوئے بازاروں، پھر انگاروں پہ چلیں، زنجیر زنی اور غم کی مجالس منعقد کریں، پنگھوڑا، تعزیہ اور گھوڑے کے آگے پیچھے سجدہ ریز ہوں، خانوادہ سیدنا علی المرتضیٰ ؓ شہید کربلا اور بزبان نبوت جنتی جوانوں کے سردار حضرت سیدنا حسین ؓ کا مصنوعی جنازہ کندھوں پہ اٹھا کر ہائے ہائے اور رودھو یا جائے یہ سب کچھ سیدنا حسین ابن علی ؓ کے ساتھ مصنوعی محبت کا لبادہ اوڑھ کر اہل بیت عظام و شہداء کربلا کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے عشق کا ماسک اپنے مکروہ چہرہ اور عزائم بد کو چھپانے کے لئے نہایت عیارانہ و مکارانہ چال چل کر اپنے بڑوں کی بے وفائیوں اور درندگی کو چھپانا چاہتے ہیں حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ واقعہ کربلا کا اصل مجرم کون ہے اور کس نے ان برگزیدہ ہستیوں کو جھوٹی محبت کا جھانسہ دے کر افسانوی محبت نامے لکھ کر ہمدردی کا پرجوش اظہار کرتے ہوئے بلایا اور اپنے عزائم بد کو پروان چڑھایا جیسا کہ مثل مشہور ہے تاریخ کسی کو معاف نہیں کرتی تو تاریخ نے ان سارے رازوں سے پردہ روز اول سے اٹھایا ہوا ہے، بہرکیف محرم الحرام کے ان مقدس ایام میں پورے ملک کی انتظامیہ، وفاقی سکیورٹی فورسز، ہاں کچھ تو ویسے ہمارے حکمرانوں کی قیمتی اور خوبصورت جانوں کا تحفظ پہلے ہی سے کر رہی ہیں اور باقی ماندہ ماتمی جلوسوں کی حفاظت پہ لگا دی جاتی ہیں باقی 97.98 فیصد اہل سنت عوام نہ جانے کس کے رحم و کرم پہ ہوتی ہے ان بابرکت ایام میں (جن کو ماتمی ایام بنادیا گیا ہے) پورے ملک کا کاروبار ٹھپ، روڈ گلیاں، بازار سنسان، مدارس، مکاتب، سکول کالجز، یونیورسٹیز، دفاتر، ہسپتال، لاری اڈہ، ریلوے اسٹیشن حتیٰ کہ ایئرپورٹ پہ ہُو کا عالم ہوتا ہے مسلمان گھروں میں محصور ہو کر رہ جاتے ہیں کیونکہ روڈ پر تو عبادت ہو رہی ہوتی ہے، کوئی مسلمان مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے جارہا ہو تو اسے روک لیا جاتا ہے کہ سکیورٹی کا مسئلہ ہے اور اس پہ اس سال ظلم یہ بھی دکھایا گیا کہ ماتمی جلوس کے گزرگاہ پہ آنے والی مساجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی سے مسلمانوں کو روک کر مساجد کو مقفل کر دیا گیا کیا یہی درس ہے بھائی چارے اور امن فارمولے کا؟ بعض مقامات پہ اتنی اذیت ہوتی ہے کہ آدمی اپنے گھر سے کسی رشتہ دار یا دوست کے گھر نہیں جاسکتا کیوں؟ روڈ پہ چھریاں عبادت کے نام سے چل رہی ہیں، کوئی ایمبولینس کسی مریض کو ہسپتال کے لئے لیکر جائے کیوں؟ ایک تو ہسپتال بند ہے دوسرا اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ بازار اور روڈز پہ برچھا بردار لہولہان عبادت گزار کھڑے ہیں کسی مسلمان مرد و عورت بچے وغیرہ کی نماز جنازہ ادا کرنے اور انہیں قبرستان تک لے جانے میں جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کوئی مشکل نہیں ہوتا کہ مرنے والوں کو ان ایام میں مرنا ہی نہیں چاہئے تھا، یا تو پہلے مر جاتا یا پھر کچھ دن اور انتظار کر لیتے، جیسے اپنی زندگی و موت کے مالک وہ خود ہوں، کوئی بارات؟؟؟ بارات تو خیر کسی کی کیا جائیگی، محرم الحرام میں نکاح، شادی کو حرام اور بغض اہل بیت اطہار کی مضبوط دلیل سمجھا جاتا ہے، حالانکہ جن پاک

چند لوگوں نے اللہ رب العزت اور جناب رسالت مآب ﷺ کے بیان کردہ حرمت و بزرگی والے مہینہ کو خون خرابہ، مار پیٹ اور تبرا بازی کا مہینہ بنا دیا ہے

مسلم لیگی رہنما خواجہ سعد رفیق نے ایک تقریب میں صرف اتنا کہا تھا کہ پاکستان کسی بھٹو کے باپ کی جاگیر نہیں ہے تو پیپلز پارٹی کے ایوان اقتدار اور حکمرانوں کے شاہی محلات میں بھونچال آگیا تھا اب یہی لوگ اصحاب رسول کی توہین پر احتجاج کرنے کو معیوب کیوں سمجھتے ہیں؟

نفوس کا نام لے کر یہ ماتم وغیرہ سب کچھ کیا جارہا ہوتا ہے تاریخ گواہ ہے کہ انہیں کے والدین، فاتح خیبر شیر خدا امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ ؓ اور خاتون جنت طیبہ طاہرہ حضرت فاطمہ ؓ اسی ماہ محرم میں ہی رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے تھے پھر جب جلوس کی گزرگاہ میں اہل سنت والجماعت کے کسی فرد کا گھر، مسجد یا مدرسہ آجائے تو ماتم میں اشتعال ہوجاتا ہے، زنجیر زنی اور چھرے برچھے میں شدت پیدا ہوجاتی ہے، روڈوں کو بھی لہولہان کردیا جاتا ہے، اگر سوال کیا جائے انسانی حقوق کی تنظیموں سے، این جی اوز اور انتظامیہ سے کہ ایک آدمی سربازار اپنے جسم کو لہولہان عبادت کے نام سے (یہ اسلام کی توہین ہے کیونکہ اسلام میں ایسی عبادت کا تصور نہیں) کیا یہ انسانیت کی تذلیل نہیں ہورہی؟ سربازار انسانیت کا تماشہ اور تمسخر نہیں ہورہا؟ ایک آدمی اگر اپنے ذاتی معاشی حالات سے یا کسی بھی وجہ سے خودکشی کرنا چاہ رہا ہوتو اسے روکا جاتا ہے کہ خودکشی میں جہاں باقی خرافات ہیں وہاں انسانیت کی تذلیل کا ایک بہت بڑا عنصر موجود ہے اور سب سے بڑھ کر یہ اسلام میں خودکشی حرام ہے لیکن ایک آدمی ماتم کرکے انسانیت کی توہین دن دیہاڑے کررہا ہوتو اس کے لئے کیا حکم ہے؟؟؟؟ آپ خود سوچیں کیونکہ ہم اگر انکی روک تھام کا مطالبہ کرتے ہیں تو ہمیں تفرقہ باز کہا جاتا ہے لہٰذا ہم دل کی گہرائیوں سے یہی دعا کرتے ہیں کہ مالک الملک ان کو ان امور میں دن رات مگن رہنے کی توفیق دے آمین، ہاں ایک بات ضرور ہے کہ عبادت تو یکسوئی، توجہ، اطمینان اور خشوع وخضوع سے تنہائی میں ہوتی ہے نہ کہ قمیصیں اتار کر روڈوں پہ آنے اور مسلمانوں کو ذہنی اذیت میں مبتلا کرنے سے، اس لئے اہل سنت والجماعت کا دیرینہ مطالبہ ہے کہ تمام مسالک کی عبادت کو عبادت خانوں تک محدود کیا جائے اس میں ایک تو سکیورٹی کے لئے کروڑوں، اربوں روپے کے اخراجات سے ملک بچ جائیگا وہ دولت کسی دوسرے فلاحی امور پہ خرچ ہوجائے گی دوسرا پاکستان کی واضح سنی اکثریتی آبادی کی دل آزاری دل شکنی نہ ہوگی اس کے ساتھ ساتھ ایک اہم ترین مطالبہ یہ بھی کیا ہے اور کرتے ہیں پوری دنیا بالخصوص پاکستان میں حضرات صحابہ کرام پہ تبرا بازی بند کی جائے وہ تبرا چاہے لاؤڈ سپیکر کے چوبیس گھنٹوں میں کم از کم تین مرتبہ، ہمارے شہروں دیہاتوں، قصبات میں اذان کے نام سے ہو جس میں مسلم اول جانشین پیغمبر ﷺ سیدنا

کیا کوئی شخص یہ بھی سوچنا گوارہ کرتا ہے کہ محرم الحرام کے مقدس مہینہ میں اسلام کا نام لے کر سرعام خنجروں کے ساتھ اپنے جسموں کو وحشیانہ طریقہ سے لہولہان کرنا کونسی عبادت اور کیسی عقیدت ہے؟ حالانکہ اسلام میں ایسی عبادت کا تصور بھی نہیں ہے۔

صدیق اکبر ؓ کی توہین اور انہیں غاصب کہا جارہا ہوتا ہے یا محرم الحرام میں غم حسین ؓ کے نام سے منعقدہ مجلس میں کیا جارہا ہوتا ہے کیونکہ تبرا نہ ہو تو محفل نہیں سجتی، رونے دھونے کا لطف نہیں آتا ماہ محرم کے ظہور پذیر ہوتے ہی بعض ٹی وی چینلز براہ راست مجالس ومناظر نشر کرتے ہیں جن کو سن کر دیکھ کر مسلمانوں کی دل آزاری ایک یقینی امر ہے کسی گاڑی، بس، ویگن، رکشہ وغیرہ میں بیٹھ جائیں تو وہاں بھی ماتم کی کیسٹ سنائی دے گی، محبت اہل بیت کے نام سے شرع محمدی کا جزو اعظم سمجھ کر مصائب بیان کرنے کی غرض سے جو اشعار، دوہڑے مرثیئے، انتہائی سرتان میں روتے کرلاتے پڑھے جاتے ہیں ان میں اور مجالس حسین ؓ میں ذکر حسین ؓ کے نام سے ایسی تصوراتی، طلسماتی روایات پیش کی جاتی ہیں جن میں (نعوذ باللہ) حضرت امام حسین ؓ اور ان کے رفقاء حریت کو ڈرپوک، بزدل مدمقابل فوج کے افسران سے زندگی کی بھیک اور مہلت مانگنے والے ایک شخص کے انداز میں پیش کیا جاتا ہے، پھر نہایت افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ ان تصوراتی وطلسماتی روایات کو عوام میں پیش کرکے محض داد وصول کرنے، نوٹوں کی بارش واہ واہ اور وہ بلّے بلّے کے خواہش مند بعض شیعہ ایجنٹ نام نہاد سنی کہلوانے والے پیشہ ور واعظین، خطباء اور شعراء بھی شامل ہوجاتے ہیں بعض اوقات تو یوں پتہ چلتا ہے کہ آدمی خانہ خدا میں نہیں بلکہ غلطی سے کسی امام باڑہ میں آگیا ہے، اہل سنت والجماعت کا یہ نظریہ ہے کہ حضرت حسین ابن علی ؓ بہادروں کے بہادر، شجاعتوں کے شجاع، سپہ سالاروں کے سالار اعلیٰ، فاتح خیبر شیر خدا کے فرزند اعظم ہیں ان کو یہ بہادری تو ورثے میں ملی تھی، ان کی نس نس میں حضرت شیر خدا کا خون دوڑتا تھا پھر اسطرح کی بزدلانہ توہین آمیز روایات؟؟؟ کہ کبھی وہ مدمقابل سے پانی کا سوال کرتے ہیں اور کبھی زندگی کی مہلت؟؟؟ استغفراللہ العظیم۔ کیا حضرت حسین ابن علی ؓ بے بس ہوکر کوئی فوج کی آغوش میں چلے گئے کہ مجھے بچوں سمیت شہید کردو؟ کیا حضرت حسین ؓ نے بہادری کے جوہر نہیں دکھائے؟ کیا حضرت حسین ؓ کو اپنے باپ شیر خدا کا یہ قول بھول گیا تھا کہ "مجھے موت سے اتنی محبت ہے کہ ایک بچے کو پستان مادر سے ہوتی ہے۔" کیا وہ حضرات شہادت کے متلاشی نہیں تھے؟ وہ موت شہادت جس کے لئے رب العالمین فرمائیں کہ:

ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ الاموات بل احیاء اللذین ولا کن لاتشعرون

اور نہ کہوان کو جو مارے گئے خدا کی راہ میں کہ مردے ہیں بلکہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں۔"

ایک اور مقام پر باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون

اور تو نہ سمجھ ان لوگوں کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہیں کھاتے پیتے

اور سید الاولین ولآخرین ﷺ نے شہادت کی تمنا کا یوں اظہار فرمایا:

حضرت سیدنا ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ شافع محشر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کروں اور شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں

بروایت حضرت جابر ؓ کہ حضرت ساقی کوثر جب شہداء احد کا تذکرہ فرماتے تو ارشاد فرماتے: اللہ کی قسم مجھے یہ محبوب ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ پہاڑ کے دامن میں شہید کردیا گیا ہوتا۔

قارئین محترم یہ آیات طیبات اور احادیث مبارکہ فقط نمونہ کے طور پر پیش کی گئی ہیں ورنہ قرآن وحدیث کا ایک کثیر حصہ فضائل جہاد، مجاہدین، غازیوں اور شہداء کرام کو واضح انداز میں بیان کردیا ہے اللہ تعالیٰ نے شہداء کو مردہ کہنے سے منع فرمایا ہے اور جناب نبی کریم ﷺ نے موت شہادت کی خواہش کا اظہار فرمایا ہے اور مصنوعی محباب اہل بیت رسول ہیں کہ ان کی شہادت پہ نوحہ کناں؟ ہاں یہ ہوسکتا ہے وہ شہادت حسین ؓ سے انکاری ہوں؟ اگر شہادت سے انکار نہیں تو پھر یہ نوحہ خوانی، مرثیہ گوئی، سینہ کوبی، زنجیر زنی، خنجر برداری، چھرا کلہاڑا برداری اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کے احکامات کی صریح

خلاف ورزی اور شہداء کربلا کے ساتھ کھلا مذاق اور توہین وتذلیل نہیں ہے ؟اسی مبارک مہینے کی یکم تاریخ کو امام عدل وانصاف مراد پیغمبر ﷺ داماد حیدر حسنین کریمین کے بہنوئی ، بائیس لاکھ مربع میل کے فاتح امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں مصلیٰ نبوی ﷺ پہ شہادت کا جام نوش فرما گئے ، وہ خود بھی اور ان کی شہادت گاہ بھی کربلا اور شہداء کربلا پہ بہت بڑی برتری رکھتے ہیں اس برتری کی گواہی قیامت تک پوری دنیا کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ وہ آج بھی جنت میں نبی پاک ﷺ کے قدموں میں سوئے ہوئے ہیں، یکم محرم الحرام کو ان کا تذکرہ تو خال خال نظر آتا ہے ،زیادہ سے زیادہ کسی ہوٹل میں فاروق اعظم سیمینار یا کہیں کہیں سیرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کانفرنس کا منعقد ہو جانا ہی بڑی بات ہے ،پاکستان کے قومی اخبارات البتہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار ،طرز حکومت وفتوحات سے متعلق رنگین ایڈیشن شائع کرتے ہیں وہ بھی چند اخبارات ،الیکٹرانک میڈیا پہ یکم محرم الحرام کو شام کی خبروں میں یہ بریکنگ نیوز شامل ہوتی ہے کہ آج ملک بھر میں خلیفہ دوم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت عقیدت واحترام سے منایا گیا اور بس الحمد للہ ۔اہل سنت والجماعت نے ہر معاملہ میں قانونی چارہ جوئی کی ہے ہمارا روز اول سے یہ مطالبہ تھا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص خلفاء راشدین کے ایام وفات سرکاری سطح پہ منائے جائیں حضرت سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور ان کے فضائل ومناقب ہمارے ایمان کا جزو ہے لیکن اسلامی طریقہ سے ان کا یوم شہادت منایا جائے اہل سنت والجماعت کے قائد وسربراہ حضرت مولانا علامہ محمد احمد لدھیانوی مدظلہ نے اور ان سے پہلے تمام قائدین نے جو کہ اپنی جانوں کا نذرانہ ناموس صحابہ کے لئے پیش کر چکے ہیں انہوں نے باقی ذمہ داروں ،عہدیداران و کارکنان نے ہر فورم پہ دہشت گردی کی مذمت کی ہے اور کرتے ہیں حکومت سابقہ اور حکومت وقت کو یہی مشورہ دیتے چلے آرہے ہیں کہ خدارا رٹے رٹائے بیان داغنے کی بجائے ملک وملت اور اسلام کے حقیقی دشمن کو پرکھا جائے پہچانا جائے وہ کسی بھی صورت میں ہو سکتا ہے لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ جہاں کہیں دہشت گردی ہو جائے تو مقتولین کے ورثاء کو خاموش کرانے کے لئے پانچ لاکھ روپیہ امداد کے اعلان کے ساتھ قاتل کی لسٹ میں (کالعدم) سپاہ صحابہ کا نام لے لیا جاتا ہے اور اگر کہیں کوئی پیشہ ور ڈاکو کوئی کرائے کا قاتل کسی بھی

اس سال سکیورٹی کے نام پر ماتمی جلوسوں کی گزرگاہ پر موجود مساجد کو تالے لگا کر عوام الناس کو نماز جمعہ کی ادائیگی سے بھی روک دیا گیا

معاملہ میں پکڑا جائے تو اس کا تعلق سپاہ صحابہ سے جوڑ لیا جاتا ہے تمام حکومتوں کے علم میں یہ بات رہی ہے کہ سپاہ صحابہ گذشتہ دو دہائیوں سے خود، دہشت گردی کا شکار ہے اس کے پانچ مرکزی قائدین ،درجنوں صوبائی قائدین سینکڑوں عہدیداران اور ہزاروں کارکن دہشت گردی کا شکار ہو چکے ہیں اور متعدد آج بھی ملک کی مختلف جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں گذشتہ دو دہائیوں سے بر آنے والی حکومت وقت کے سامنے علماء کرام یہی تنازع روکنے ،تبرا بازی پہ پابندی لگانے ،چاہے وہ تبرا تحریرا ہو یا تقریرا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف لکھی جانے والی توہین آمیز کتب اور باقی لٹریچر کی آمد پہ پابندی ضبطی اور مصنفین کو کڑی سے کڑی سزا دلوانے کی تجاویز اور مذکورہ کتب کی نشاندہی کی دستاویزات پیش کر چکے ہیں لیکن صد افسوس کہ ہر حکومت سفارشات مرتب کرنے کی کمیٹی بھی خود بناتی ہے پھر کمیٹی کی طرف سے جاری کردہ سفارشات کو لایعنی اور واہیات دستاویزات سمجھ کر کباڑ خانے کی نذر کر دیا جاتا ہے خلوص دل سے اگر کوئی بھی حکومت توجہ کرے تو یہ

> ماہ محرم کے ظہور پذیر ہوتے ہی بعض ٹی وی چینلز براہ راست مجالس و ماتمی مناظر نشر کرتے ہیں جنہیں دیکھ کر مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔

مسئلہ منٹوں میں حل ہو سکتا ہے اہل سنت والجماعت اپنا ملی ،مذہبی جمہوری حق ادا کرتے ہوئے خلفاء راشدین کے ایام سرکاری سطح پر منائے جائیں توہین آمیز کتب ،زہر اور نفرت آمیز لٹریچر جو ہمسایہ ملک سے ہماری قومی زبان میں چھپ کر آتا ہے پہ پابندی لگائی جائے ،پاکستان واضح سنی اکثریتی آبادی ہے اس کے حقوق کی پاسداری کیجائے ،اہل سنت والجماعت کی طرف سے صدر پاکستان سے درخواست ہے ،اپیل ہے کہ محترم جناب صدر آپ کے سسر کی توہین (آپ اور آپکی جماعت کے بقول) ہوئی تو جناب والا اور آپ کی جماعت سے برداشت نہ ہوئی اور ہونی بھی نہیں چاہئے تھی قومی مذہبی خاندانی محبت کا تقاضا بھی یہی تھا لیکن نبی رحمت ﷺ کے سسرال کی توہین او تذلیل برسر ممبر تحریرا یا تقریرا کی جائے عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کا عقیدہ ونظریہ حقیقت پہ مبنی ہے کہ رحمت عالم ﷺ کے سسرال اور باقی رشتہ دار آپ کے سسرال اور رشتہ داروں سے بے حد و بے انتہا درجہ اولیت و فوقیت اعلیٰ شان و مرتبہ رکھتے ہیں، آپ ﷺ کے سسر نے تحفظ ختم نبوت میں اہم کردار کر کے مسلمانان عالم کے دل جیت لئے تھے آپ بھی تحفظ ناموس صحابہ واہل بیت اطہار کا قانون پاس اور اس پہ عمل کروا دیں آپ کے جوتے ہمارے سر کا تاج ہوں گے

محترم جناب سید یوسف رضا گیلانی صاحب آپ تو سید زادے ہیں اور یہاں سیدوں کی جو شان بیان کی جاتی ہے اس کا سننا یقیناً آپ کی دسترس سے باہر نہیں ہے انہیں سیدوں کے نام کا واسطہ دے کر آپ سے سیدوں کے ناموس کے تحفظ کی اپیل کی جاتی ہے کہ چلو کسی اور کا نہیں بلکہ اپنے ہی آباؤ اجداد کو قانونی تحفظ فراہم کرتے جائیں یقیناً آپ کی آخرت سنور جائیگی

عزت مآب محترم جناب افتخار محمد چوہدری آنجناب کو پاکستانی عوام نے جو پروٹوکول دیا ہے وہ دنیا میں ایک انوکھا واقعہ ہے کہ کسی ملک کے چیف جسٹس کو اتنی عوامی پذیرائی ملی ہو وہ فقط اس لئے کہ حکمرانوں کی دھتکاری ہوئی پاکستانی عوام کو انصاف ملے گا وہ یقیناً مل رہا ہے لیکن خدارا آپ سے تحفظ ناموس صحابہ کی دردمندانہ اپیل ہے کہ پھر جناب والا اس منصب پہ فائز ہیں جس منصب یعنی عدالتی نظام کا بانی بھی مراد پیغمبر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہے آپ براہ کرم از خود نوٹس لیتے ہوئے تبرا بازی بند کروا دیں یہ جناب کا منصبی فرض بھی اگر جناب والا توہین آمیز کتب کا مطالعہ یا وہ توہین آمیز تقریر سننا چاہیں تو وہ بآسانی دستیاب ہو سکتی ہیں مالک الملک آپ کا او رسب کا حامی وناصر ہو آمین۔

جناب والا کے پیش رو اسی منصب عظیم کے براجمان سید سجاد علی شاہ کے پاس توہین آمیز دستاویزات پہنچائی گئی تھیں جناب والا تک بھی پہنچائی جا سکتی ہیں مالک الملک آپ کو دنیا اور آخرت میں سرخرو فرمائے آمین۔

جرنیل اہلسنت مولانا ایثار القاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ
اور ان کی جدوجہد

تحریر: علامہ شبیر احمد عثمانی ہارون آباد

مولانا ایثار القاسمی 10 جنوری 1991ء کو عروس شہادت سے ہمکنار ہوئے، آپ سپاہ صحابہ پاکستان کے نائب سرپرست اور جمعیت علماء اسلام سمیع الحق گروپ کے پارلیمانی لیڈر تھے۔ بڑے اوصاف و کمالات، فضائل و مناقب، مناقر و محاسن کے حامل تھے ملاحت و فسطانت، متانت، فصاحت، بلاغت، طلاقت و ذلاقت، جرات و شجاعت دلیری و جرات، بہادری جیسے خصائل و شمائل سے آراستہ تھے اس پر مستزاد یہ کہ ان کو پاکستان کی قومی اسمبلی کا سب سے کم عمر رکن ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا، ان کی زندگی جہد مسلسل، بہادری و جفاکشی، زہد و تقویٰ اور استقامت و استقلال سے عبارت تھی۔

انہوں نے امیر عزیمت مجاہد اسلام فخر پاکستان، تیغ بے نیام حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے جام شہادت نوش کرنے کے بعد جھنگ شہر کو اپنے ورود مسعود سے نوازتے ہوئے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا تو اس وقت جھنگ کے حالات کے تیور نہایت خطرناک اور سنگین تھے۔ سارا جھنگ فسادات کی لپیٹ میں تھا بدامنی کے شعلے بھڑک رہے تھے بدنظمی کا الاؤ دھک رہا تھا اہالیان جھنگ کا سکون تباہ اور اطمینان غارت ہو چکا تھا ان کا امن چھن چکا تھا نیندیں حرام ہو گئی تھیں ہر طرف گولیوں کی بوچھاڑ، شریروں کی شرارت کی یلغار تھی، دہشت پسند عناصر کلاشنکوفیں لئے ہوئے آزادانہ دندنا رہے تھے بھرا رہے تھے جھنگ کی تنگ و تاریک گلیوں میں غنڈہ گرد عناصر اپنے مذموم مقاصد کو پورا کرنے کے لئے بے گناہ لوگوں کا خون میں نہا رہے تھے ان کی ہڈیاں توڑ رہے تھے ان کے سر پھوڑ رہے تھے غرضیکہ سنی عوام خوف و ہراس کی شدت سے سسک رہی تھی، بلک رہی تھی، تڑپ رہی تھی، سہمی ہوئی تھی خوف زدہ تھی نہایت ناگفتہ بہ حالات سے دوچار تھی کوئی پرسان حال نہ تھا کوئی ناصر و یاور نہ تھا، وہ کسی مسیحا کے انتظار میں تھے کسی ایسے مسیحا اور قائد کے انتظار میں جو ان کو سہارا دے ان کا حوصلہ بڑھائے ان کا خوف دور کرے۔

بالآخر مظلوموں کی آہیں رنگ لائیں دعائیں

> مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں سب سے کم عمر پارلیمنٹیرین ہونے کا اعزاز حاصل تھا

مستجاب ہوئیں تمنائیں پوری ہوئیں کہ ایثار القاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں جھنگ کے آفاق پر روشنی کی ایک کرن پھوٹی جو پھیلتے پھیلتے مہتاب کے روپ میں ڈھل گئی پھر یہ مہتاب آفتاب کی شکل اختیار کر گیا، گیارہ ماہ کے قلیل عرصہ میں جرات و استقامت کے اس پہاڑ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بدولت کالعدم سپاہ صحابہ کو منظم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے قائد کے مشن کو بڑی تیزی سے آگے بڑھایا کارکنوں کے حوصلے بڑھے ان میں جرات پیدا ہوئی اس نے جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت سے پیدا شدہ خلاء پر کرنے کی کوشش کی، سچ تو یہ ہے کہ وہ اس میں بڑی حد تک کامیاب رہے، وہ اپنے عظیم کارناموں کی بدولت سنیوں کے دلوں پر چھا گئے، انہوں نے ان کے قلوب کی گہرائیوں میں اپنی مہر و وفا کے نہایت گہرے نقوش ثبت کر دیئے، اپنی خدمات جلیلہ کی بدولت عوام الناس کو اتنا متاثر کیا کہ عوام نے ایم این اے کے الیکشن میں ان کو بھاری تعداد میں ووٹ دے کر ان کے مدمقابل جاگیردار اور سرمایہ دار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کیا، جھنگ میں برسوں سے قائم شدہ جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کو شکست و ریخت سے ہمکنار کر کے الیکشن میں مدمقابل کو شکست دے کر مولانا قاسمی نے اپنی جرات و ہمت اپنی سیاسی بصیرت و بصارت اپنی معاملہ فہمی اور دانش کے جھنڈے گاڑ دیئے، قوم نے ان کو 61000 ووٹ دے کر ان کی قائدانہ صلاحیتوں پر مہر تصدیق ثبت کر دی، مولانا قاسمی اس تاریخی الیکشن میں کامیاب و کامران اور سرخرو ہو کر اسمبلی میں پہنچے تو مولانا قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے قومی اسمبلی کا حلف اٹھا کر صوبائی اسمبلی کی نشست چھوڑ دی، مولانا قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایم این اے منتخب ہونے کے بعد اس عزم کا اظہار فرمایا کہ میں قومی اسمبلی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموس کے لئے آئینی جدوجہد کروں گا انہوں نے کہا کہ میری کامیابی مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کی کامیابی ہے۔ آخری دم تک اس مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ساعی اور کوشاں رہوں گا دنیا کی کوئی طاقت مجھے اپنے مشن کی تکمیل سے نہیں روک سکتی میں اپنی جان پر کھیل جاؤں گا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف غلیظ لٹریچر برداشت نہیں کروں گا اور پاکستان کو سنی اسٹیٹ قرار دینے کے لئے اپنی تمام مساعی بروئے کار لاؤں گا انشاءاللہ میں پارلیمنٹ میں حق نواز کے مشن کی تکمیل کے لئے حق کی آواز بلند کرتا رہوں گا

> مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ نے الیکشن میں جھنگ کے جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کو 61 ہزار ووٹ لے کر شکست سے دوچار کر دیا تھا

اپنے مولانا ایثار القاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ اوصاف، کمالات، اپنے حالات و خیالات اپنے خصائل و شمائل اور اپنے مزاج و فضائل اور اپنے جذبات و احساسات میں مولانا قاسمیؒ مولانا جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ افکار میں گفتار میں، کردار میں، للکار میں، یلغار میں زیرکی و دانائی میں، فہم و فراست میں، جرات و بہادری، انداز بیاں تقریر کے لب و لہجہ میں دونوں میں کافی مماثلت تھی۔

قاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ جب دشمن کو للکارتے تو باطل کے ایوانوں میں زلزلہ طاری ہو جاتا، قاسمی کے خطیبانہ معرکے ان

بقیہ صفحہ نمبر 48 پر

صحابہ دشمنوں کی منافقت

اہل سنت کے عظیم سکالر بریلوی مکتب فکر کے نامور عالم دین حضرت مولانا محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب میزان الکتب میں شیعہ کے دجل وفریب کو دلائل وبراہین کے ساتھ آشکار کیا ہے جس کا کچھ حصہ نظام خلافت راشدہ میں قارئین کی نذر کیا جارہا ہے۔

مقتل ابی مخنف مصنفہ لوط بن یحییٰ

اہل تشیع کے ہاں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے غم میں ماتم کرتے ہوئے خون بہانا جائز ہے جب اس پر اہل سنت کی طرف سے اعتراض ہوتا ہے تو اس وقت "مقتل ابی مخنف" کا حوالہ پیش کرتے ہیں اور اسے اہل سنت کی معتبر کتاب لکھ کر اتمام حجت کرتے ہیں آیئے پہلے ان کا ایسا کرنا ثابت کریں پھر مقتل ابی مخنف پر گفتگو کریں گے۔

ماتم اور صحابہ

ماتم حسین میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا خون بہانا

ترجمہ:

جب حضرت زینب بنت علی نے اپنے بھائی کے سر کو دیکھا جو سب سروں کے آگے آگے تھا (اب چونکہ بازار کوفہ ہے اور مصیبت کی انتہا ہے، نبی زادیوں پر لوگ صدقہ کی کھجوریں پھینک رہے ہیں قتل امام مظلوم کی خوشی میں طبل بجائے جارہے ہیں بازار سجے ہوئے ہیں نواسہ رسول کا سر نیزہ پر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیاں سر برہنہ اونٹوں پر سوار ہیں آل نبی کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ یہود ونصاریٰ بھی رحم کھائے ہوئے ہیں) ایسی حالت میں ام المصائب نے اپنا سر چوب محمل پر مارا اور خون جاری ہوگیا۔ بہن کا سر اور بھائی کا سر ہم رنگ ہوگئے۔

(ماتم اور صحابہ تصنیف غلام حسین نجفی شیعی صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸)

جواب:

"ینابیع المودۃ" کے حوالہ سے نجفی نے مقتل ابی مخنف کا حوالہ پیش کیا گویا حوالہ ایک لیکن کتابیں دو ہوگئیں جہاں تک ینابیع المودۃ کا تعلق ہے جو سلیمان بن ابراہیم کی تصنیف ہے، ہم اس کے متعلق گذشتہ اوراق میں بحث کر چکے ہیں یہ تو اہل سنت کی کتاب ہی نہیں اب دوسری کتاب مقتل ابی مخنف کے بارے میں نجفی نے جو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہم اس کی پردہ دری کرتے ہیں اس کے مصنف کا نام لوط بن یحییٰ ہے یہ وہ شخص ہے جس کے کٹر شیعہ ہونے میں نہ کسی شیعہ کو شک ہے اور نہ ہی سنی کو۔ اگر ہے تو نجفی اینڈ کمپنی کو۔ لوط بن یحییٰ کون ہے؟ دونوں طرف کی کتب سے ملاحظہ کیجئے۔

نجفی اینڈ کمپنی نے مقتل ابی مخنف کو اہل سنت کی معتبر کتاب لکھ کر نہ صرف اپنی دوکان چمکانے کی کوشش کی بلکہ اپنے ہم نواؤں کی طرف سے بلّے بلّے کروانے کا ڈھونگ رچایا ہے۔

میزان الاعتدال:

ترجمہ:

لوط بن یحییٰ ابومخنف قصے کہانیاں بیان کرنے والا غیر معتبر راوی ہے ابو حاتم نے اس کی روایت کو چھوڑا، دار قطنی نے اسے ضعیف کہا، یحییٰ بن معین اسے غیر ثقہ کہتے ہیں۔ مرۃ اسے لیس بشیء اور ابن عدی نے اسے تعیی کہا اور سخت جلا بھنا قصہ گو تھا۔

(۱۔ میزان الاعتدال جلد دوم صفحہ ۳۶۰ مطبوعہ مصر

(۲۔ لسان المیزان جلد چہارم صفحہ ۴۹۲ مطبوعہ بیروت)

الکنی والالقاب:

ترجمہ:

ابومخنف لوط بن یحییٰ ازدی کوفہ کے ان بڑے لوگوں میں سے تھا جو واقعات اور قصہ کہانیاں بیان کرنے والے تھے یہ بات نجاشی سے منقول ہے۔ ۱۵۷ھ میں فوت ہوا امام صادق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتا ہے اور اس سے آگے ہشام الکلبی نے روایت کی ہے اس کا دادا مخنف بن سلیم صحابی تھا جنگ جمل میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے طرفداروں میں اُزح کا جھنڈا اٹھائے ہوئے شریک ہوا تھا اور اسی جنگ میں شہادت پائی یہ ۳۶ھ کا واقعہ ہے خود ابومخنف شیعہ مؤرخین کے اکابر میں سے تھا۔ (الکنی والالقاب جلد اول صفحہ ۱۵۵ مطبوعہ تہران طبع جدید تذکرہ ابومخنف)

شیعہ علماء کا متفقہ فیصلہ

تنقیح المقال:

ترجمہ:

حقیقت حال یہ ہے کہ ابومخنف لوط بن یحییٰ کے امامی شیعی ہونے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ اس کے بارے میں ایک بہت بڑی محققین کی جماعت نے تصریح کی ہے (کہ یہ شیعہ ہے) نہج البلاغہ کی شرح میں ابن ابی الحدید کا یہ کہہ کر اس کے شیعہ ہونے کا انکار کرنا ایک بکواس سے کم نہیں ہے

ابومخنف محدثین میں سے ہے اور ان لوگوں میں سے ہے جو امامت کو بالاختیار کہتے ہیں پھر ابن ابی الحدید نے یہ بھی کہا کہ ابومخنف کا شمار شیعہ رجال میں نہیں ہوتا یہ وہ بکواس ہے جو بعض اہل سنت کیا کرتے ہیں بھلا یہ انکار کب درست ہوسکتا ہے جبکہ ایک بہت بڑی جماعت نے اس کے شیعہ ہونے کی تصریح کی ہے بلکہ بعض نے تو اس کی روایات کے مردود ہونے کی وجہ اس کا شیعہ ہونا قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ان کی عادت ہے کیا صاحب قاموس کا یہ قول تمہارے پیش نظر نہیں ہے جو اس نے خ ن ف کے مادہ پر بحث کے دوران کہا۔ قول یہ ہے۔ مخنف بروزن منبر ہے اور ابومخنف لوط بن یحییٰ قصے کہانیاں بیان کرنے والا شیعہ ہے اس کی تالیفات قابل اخذ نہیں ہیں عجیب سے عجیب تر یہ ہے کہ ابن ابی الحدید نے ابومخنف کے بارے میں شیعہ نہ ہونے کی بات کی لیکن وہ بھی اس وقت جب اس کے ایسے اشعار نقل کر

چکا تھا جس میں اس نے حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو رسول اللہ ﷺ کا وصی کہا ہے اور ان اشعار کے درج کرنے کے بعد خود ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ یہ اشعار اور رجزیہ کلام ابومخنف کا ہے۔ اور اس نے انہیں کتاب واقعۃ الجمل میں لکھا ہے ابن ابی الحدید کا یہ شعر ذکر کرنا ابومخنف کے شیعہ ہونے کی دلیل ہے اور اگر یہ شیعہ نہ ہوتا تو اس کے اشعار کی روایت نہ کرتا جیسا کہ اکثر اہل سنت کی عادت ہے مختصر یہ کہ ابومخنف لوط بن یحییٰ امامی شیعہ ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس میں شک و ریب نہیں ہونا چاہیے۔

(تنقیح المقال فی علم الرجال جلد دوم صفحہ ۴۴ من ابواب اللام مطبوعہ تہران طبع جدید)

تنقیح المقال

ترجمہ:

نجاشی نے کہا کہ لوط بن یحییٰ ابومخنف کوفہ کے قصہ کہانیاں بیان کرنے والوں میں سے ایک بڑا آدمی تھا اور امام جعفر صادق ؒ سے جو روایات اس نے کیں ان پر مطمئن تھا اس کی بہت سی تصانیف ہیں مثلاً کتاب المغازی، کتاب السقیفہ، کتاب الردۃ، کتاب فتوح الاسلام، کتاب فتوح العراق، کتاب فتوح خراسان، کتاب الشوریٰ، کتاب قتل عثمان، کتاب الجمل، کتاب صفین، کتاب نہروان، کتاب الحکمین، کتاب الغارات، کتاب مقتل امیر المومنین، کتاب مقتل حسن و حسین ؓ

(تنقیح المقال جلد دوم صفحہ ۴۳ من ابواب اللام مطبوعہ تہران)

اعیان الشیعہ :

ترجمہ:

جن شیعہ علماء نے فن تاریخ، سیرت اور مغازی پر کتب لکھیں ان میں سے ایک ابومخنف لوط بن یحییٰ ازدی غامدی بھی ہے نجاشی نے کہا کہ یہ کوفہ کے قصہ گو لوگوں میں سے مشہور آدمی تھا۔ اس نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں ان میں سے مغازی، فتوح الشام میں فہرست میں ابن الندیم نے کہا کہ میں نے احمد بن الحارث خزاز کے ہاتھوں سے لکھی یہ تحریر پڑھی ”علماء کہتے ہیں کہ عراق کے واقعات و فتوحات کے معاملہ میں ابومخنف تمام تاریخ دانوں سے آگے ہے اور مدائنی خراسان اور ہندو فارس کی تاریخ میں سبقت رکھتا ہے تاریخ حجاز اور سیرت کے موضوع پر واقدی کا نمبر ہے یہ تینوں فتوح الشام میں برابر ہیں ان تینوں میں سے ابومخنف اور واقدی شیعہ ہیں۔

(اعیان الشیعہ للسید محسن الامین جلد اول صفحہ ۵۳ مطبوعہ بیروت طبع جدید) مؤلفہ الشیعہ فی التاریخ والسیرہ والمغازی)

اعیان الشیعہ:

ترجمہ:

فن رجال، تاریخ اور انساب کے معاملہ میں وہ شیعہ علماء جو دوسروں سے اس فن میں ممتاز ہیں ان میں سے ایک ابومخنف لوط بن یحییٰ ازدی بھی ہے القاموس میں ہے کہ یہ اخباری اور شیعی تھا۔

(اعیان الشیعہ جلد اول صفحہ ۱۵۶)

الذریعۃ:

ترجمہ:

مقتل امیر المومنین نامی کتاب ابومخنف لوط بن یحییٰ کی تصنیف ہے اس سے ہشام کلبی نے روایت کی جو ۲۰۵ھ میں فوت ہوا۔ مقتل ابی عبداللہ الحسین کا مصنف بھی لوط بن یحییٰ ہے۔

(الذریعہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۹ تا ۳۱ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

حافظ ابونعیم نے تقیہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی شیعیت چھپائے رکھی جسے سنیت کو بدنام کرنے اور اپنے عقائد کے حق میں حوالہ جات کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

نوٹ:

جیسا کہ ہر ذی علم جانتا ہے کہ آقائے بزرگ طہرانی نے الذریعہ الی تصانیف الشیعہ میں ان لوگوں کی تصانیف و تالیفات کا تذکرہ کیا ہے جو شیعہ ہوئے جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے جبکہ اس کتاب میں لوط بن یحییٰ ابومخنف کا بھی تذکرہ موجود ہے جو ہم الذریعہ وغیرہ کے حوالہ سے لکھ چکے ہیں جب ابومخنف اور اس کی تصنیفات دونوں مسلک شیعہ پر ہیں تو پھر اس کو سنی کیونکر سمجھا جائے۔

لمحہ فکریہ:

ابومخنف لوط بن یحییٰ کے بارے میں اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کی کتب کے حوالہ جات ملاحظہ کرنے کے بعد اس کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ مسلک اہل سنت کے حوالہ سے اسے ایسا شیعہ لکھا گیا جو حضرات صحابہ کرام ؓ سے حسد و بغض اور ان کے فضائل و مناقب سے چڑنے والا تھا اور کتب شیعہ نے اسے ان شیعوں میں سے ایک ممتاز شیعہ لکھا ہے جو فن تاریخ وغیرہ میں ید طولیٰ کے مالک تھے پھر عبداللہ مامقانی صاحب تنقیح المقال نے تو ابن ابی الحدید ایسے بزرگ شیعہ کی اس بات پر مرمت کردی کہ وہ ابومخنف کو شیعہ کیوں نہیں مانتا اور اس کی اس بات کو خرافات اور ایک عجوبہ قرار دیا ان تمام تصریحات کے باوجود نجفی کا اسے سنی کہنا کس قدر حواس باختگی کا مظہر ہے۔

مغالطہ:

نجفی نے مقتل ابی مخنف کا مذکورہ حوالہ ذکر کرنے کے بعد ایک اعتراض و جواب بھی لکھا۔ ہم چاہتے ہیں کہ کچھ اس کا تذکرہ بھی ہو جائے۔ اعتراض یہ لکھا کہ لوط بن یحییٰ کو اہل سنت کہتے ہیں کہ یہ شیعہ ہے لہٰذا اس کا حوالہ اہل سنت کے خلاف حجت نہیں بن سکتا؟ نجفی نے اس کا جواب یہ دیا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے امام ابوحنیفہ کو جناب زید بن علی کا شیعہ لکھا ہے تو پھر ان کی باتوں کو بھی سنیوں کا اعتبار نہ کرنا چاہیے حالانکہ تقریباً تمام اہل سنت ان ہی کے مقلد ہیں پھر لکھا کہ سنیوں کی یہ عادت ہے کہ جس کا انکار کرنا ہو اس کو شیعہ کہہ دیتے ہیں۔

نجفی کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اہل سنت کی کتب میں لوط بن یحییٰ کو جو شیعہ لکھا گیا وہ جان چھڑانے کے لئے ہے ورنہ وہ حقیقت میں سنی ہے اب ذرا مغالطہ کو سامنے رکھیں شاہ عبدالعزیز صاحب نے امام ابوحنیفہ کو زید بن علی کا جس معنی میں شیعہ لکھا وہ طرفدار اور حمایتی کے معنی میں ہے اور یہ امام اعظم ؒ کی بہت بڑی منقبت ہے اور مسلک اہل سنت کے حق میں ہونے کی دلیل ہے کیونکہ انہوں نے آڑے وقت میں بھی آل رسول کا دامن نہ چھوڑا اور اسی کی خاطر جان بھی دے دی۔ لیکن لوط بن یحییٰ کو شیعہ جو کہا گیا وہ اس معنی میں نہیں بلکہ ایک نظریہ اور عقائد کے اعتبار سے وہ شیعہ ہے۔ جس کی کچھ تفصیل گذشتہ اوراق میں پیش کی جا چکی ہے۔ اگر دونوں ایک ہی قسم کے شیعہ تھے تو ثابت کرنا پڑے گا کہ امام اعظم ؒ عصمت ائمہ کے قائل تھے؟ کیا ان کے نزدیک حضرات انبیائے کرام سے ائمہ کا درجہ بلند تھا؟ کیا وہ مروجہ ماتم کو شعار اسلام سمجھتے تھے؟

قارئین کرام! آپ بخوبی جان چکے ہوں گے کہ نجفی نے مقتل ابی مخنف کو اہل سنت کی معتبر کتاب لکھ کر اپنی دوکان چمکانے کی کوشش کی ہے اور اپنے ہم نواؤں سے بلے بلے

کروانے کی خاطر یہ ڈھونگ رچایا ہے تاکہ ماتمی کہہ سکیں لو بھائی ماتم کرنا تو سنیوں کی کتابوں سے بھی ثابت ہے دین فروشی اور اپنے گروؤں کو سنیوں میں داخل کر کے کتے اور خنزیر گردانا کوئی دوسرا "حجۃ الاسلام" کیوں کرتا۔

حلیۃ الاولیاء مصنفہ حافظ ابو نعیم

حلیۃ الاولیاء کے مصنف کا نام حافظ ابو نعیم ہے اس کے بارے میں کتب شیعہ یہی کہتی ہیں کہ یہ ہمارے مسلک کا مصنف ہے لیکن تقیہ پر عمل پیرا ہو کر اس نے شیعیت چھپائے رکھی اس بنا پر کچھ لوگ اسے اہل سنت میں سے سمجھتے ہیں اور پھر سنیت کو بدنام کرنے کے لئے اس کو استعمال کیا جاتا ہے غلام حسین نجفی نے بھی یہی کیا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا اپنے سر پر خاک ڈالنا اس کی کتاب سے ثابت کر کے یہ کہنا چاہا کہ بوقت مصیبت سر پر خاک ڈالنا سنیوں کی کتاب اور ان کے خلیفہ سے بھی ثابت ہے اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

ماتم اور صحابہ

وقت مصیبت سر میں خاک ڈالنا سنت حضرت عمرؓ ہے

حلیتہ اولیاء:

ترجمہ:

راوی کہتا ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے بی بی حفصہ بنت عمر کو طلاق دی اور یہ خبر جناب عمر کو پہنچی تو عمر نے سر میں خاک ڈالی اور کہنے لگا اب اس کے بعد اللہ کی بارگاہ میں عمر کی کوئی آبرو نہیں۔

(اہل سنت کی معتبر کتاب حلیۃ الاولیاء جلد دوم صفحہ ۵۰ تا ۵۱ حفصہ بنت عمر)

قارئین! بیٹی کی طلاق ایک صدمہ ہے لیکن آل نبی کا گھر جس طرح ویران ہوا اور نواسہ رسول امام حسین علیہ السلام جس بے دردی سے شہید ہوئے یہ اہل اسلام کے لئے ایک مصیبت عظمیٰ ہے۔ منصف ذرا انصاف فرمائیں کہ حفصہ کی طلاق پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سر میں خاک ڈالیں تو یہ شرعاً جرم نہیں اور اگر امام حسین کی یاد میں ہم خاک ڈالیں تو بدعت ہے۔

(ماتم اور صحابہ صفحہ ۱۵۴، ۱۵۵ تصنیف غلام حسین نجفی)

جواب:

گزشتہ کتاب کے مصنفین کے بارے میں تحقیق کا جو طریقہ ہمارے سامنے ہے حلیۃ الاولیاء اور اس کے مصنف کے نظریات وعقائد معلوم کرنے کے لئے ہم انہی دو طریقوں کو بروئے کار لاتے ہیں پہلے حلیۃ الاولیاء حافظ ابو نعیم کے معتقدات خود اس کی تحریروں سے ملاحظہ ہوں۔

محدث ابو نعیم کی شیعہ نواز تحریریں در حلیۃ الاولیاء

حلیتہ الاولیاء:

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ نے وضو کے لئے تیاری کا حکم دیا (میں نے وضو کا اہتمام کیا آپ ﷺ نے وضو فرمایا) پھر کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھیں پھر مجھ سے فرمایا جو سب سے پہلے اس دروازے سے داخل ہوگا وہ امیر المومنین، سید المسلمین اور خاتم الوصیین اور امت کا مسلمہ قائد ہوگا میں نے دل میں ہی کہا اے اللہ! یہ آنے والا انصار میں سے ہو، اتنے میں حضرت علی المرتضیٰ تشریف لائے حضور ﷺ نے پوچھا کون آیا ہے میں نے عرض کیا علی آئے ہیں، آپ ﷺ خوشی سے کھڑے ہوئے اور ان کو گلے لگا لیا پھر اپنا پسینہ ان کے منہ پر اور ان کا پسینہ اپنے منہ پر ملنے لگے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضور ﷺ آج آپ ﷺ نے میرے ساتھ جو کچھ کیا وہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا ایسا کرنے سے مجھے کوئی چیز کیسے روکتی حالانکہ تم وہ ہو کہ میرا پیغام لوگوں تک پہنچاؤ گے اور میری آواز ان کو سنواؤ گے اور ان کے مابین اختلاف کو واضح کرو گے اس روایت جیسی روایت جابر جعفی نے ابوالطفیل کی سند سے حضرت انس سے ذکر کی ہے۔

(حلیۃ الاولیاء جلد اول صفحہ ۶۳ تا ۶۴ تذکرہ علی ابن ابی طالب)

نوٹ:

حضور ﷺ کی مذکورہ کلام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے کی ایک دلیل ہے، اور یہی عقیدہ اہل تشیع کا ہے اسی لئے خاتم الوصیین کا لقب بھی انہیں عطا کیا گیا یعنی حضور ﷺ کے قرضہ جات اور آپ ﷺ کے پاس رکھی گئی امانتوں اور وعدوں کا ایفاء یہ سب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری بنتی تھی لیکن ان پر عمل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا لہٰذا وہ وصیت مصطفیٰ ﷺ کے پورا کرنے والے ٹھہرے۔

سلیمان بن ابراہیم صاحب ینابیع المودۃ نے ایک روایت اپنی کتاب میں درج کر کے اسے حافظ ابو نعیم کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مجھے شب معراج آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا تو آسمان پر تمام پیغمبر جمع تھے جب میں ان کے پاس پہنچا تو وحی آئی اے محمد ﷺ! ان سے ان کی بعثت کا مقصد پوچھئے انہوں نے جواب دیا خدا کی وحدانیت کی گواہی آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار اور حضرت علی المرتضیٰ کی ولایت کو ماننا یہ ہماری بعثت کا مقصد ہے۔

(ینابیع المودۃ صفحہ ۳۲۸)

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی امامت وولایت کا اقرار لیا جانا کس سنی کا عقیدہ ہے؟ اگر حافظ ابو نعیم سنی تھا تو اس مضمون کی روایت کیوں کی؟ اور پھر اسے شیر مادر سمجھتے ہوئے سلیمان بن ابراہیم نے اسے ینابیع المودۃ میں کیوں ذکر کیا؟

حلیتہ الاولیاء:

ترجمہ:

ابی برزہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک عہد لیا میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا اے رب! وہ عہد بیان فرما دو فرمایا سنو میں نے کہا سنتا ہوں تو کہا بیشک علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہدایت کا جھنڈا میرے اولیاء کا امام اور میری اطاعت کا نور ہے۔

(حلیۃ الاولیاء جلد اول صفحہ ۶۶ تا ۶۷ مطبوعہ بیروت)

اس عبارت سے بھی شیعی نظریات ٹپک رہے ہیں پیغمبر آخر الزمان ﷺ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں عہد لیا جا رہا ہے شائد اسی عہد کے پیش نظر مناقب ابن شہر آشوب نے لکھا: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم نے اے محمد ﷺ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولایت کا اعلان نہ کیا تو میں آپ ﷺ کو عذاب دوں گا۔

اب دوسرا طریقہ اپناتے ہوئے ہم ابو نعیم کے متعلق کتب شیعہ سے چند حوالہ جات پیش کرتے ہیں جن میں شیعہ اکابر و محققین نے بالتصریح یہ لکھا ہے کہ حافظ ابو نعیم ہمارا آدمی ہے اور اس کی شیعیت پختہ ہے حوالہ ملاحظہ ہو۔

محدث ابو نعیم ملاں باقر مجلسی شیعہ کا جد اعلیٰ ہے اور خاندان مجلسی میں ابو نعیم کا تشیع متوارث سے منقول ہے......شیعہ علماء

الذریعہ:

ترجمہ:

"تاریخ اصفہان" ابو نعیم بن عبداللہ اصفہانی کی تصنیف ہے اس کا سن پیدائش ۳۳۶ یا ۳۳۴ ہے اور ۴۳۰ھ

میں انتقال ہوا یہ تاریخ ابن خلکان کی تحقیق کے مطابق ہے اصفہان میں مقام آب بخشان میں اس کی قبر ہے معالم العلماء میں ہے کہ ابونعیم ایک عام سنی مصنف ہے مگر اہل بیت مطہرین کی منقبت و مرتبہ میں دو تصانیف بنام منقبۃ المطہرین مرتبۃ الطیبین ہیں۔ اس نے قرآن کریم کی وہ آیات بھی اکٹھی کی ہیں جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئیں شیخ بہائی کا کہنا ہے کہ ابونعیم نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں ایسی باتیں درج کی ہیں جو اس کی اہل بیت سے محبت پر دلالت کرتی ہیں ابونعیم مذکورہ مجلسی کا دادا ہے اور "الروضات" میں امیر محمد حسین خواتون آبادی سے حکایت کی گئی ہے کہ ابونعیم یقیناً اہل تشیع میں سے ہے اس کا کٹر شیعہ ہونا اسکے آباؤ اجداد سے منقول ہے۔

(الذریعہ الی تصانیف الشیعہ جلد سوم صفحہ ۲۳۲ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

اعیان الشیعة:

ترجمه:

ریاض العلماء سے منقول ہے کہ ابونعیم صاحب حلیۃ الاولیاء اہل سنت کے محدثین میں سے تھا لیکن میں نے جو اپنے استاد محمد باقر مجلسی سے سن رکھا ہے کہ وہ یہ ہے کہ ابونعیم ہمارے علماء میں سے تھا اور روضات الجنات میں امیر محمد حسین خاتون آبادی جو کہ ملا باقر مجلسی کا نواسہ ہے نے کچھ فوائد ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے اہل سنت کے مشہور علماء میں سے جن کے شیعہ ہونے پر مجھے اطلاع ہوئی ان میں سے ایک حافظ ابونعیم محدث اصفہانی ہے جن کی تصنیف حلیۃ الاولیاء ہے ابونعیم مذکور میرے دادا کے اجداد میں سے ہیں میرے دادا نے ان کا شیعہ ہونا اپنے والد اور والد کے والد سے نقل کیا ہے یہاں تک کہ وہ ابونعیم تک تمام کو شیعہ میں سے کہہ گئے پھر کہا کہ یہی وجہ ہے کہ ان کی تصنیف حلیۃ الاولیاء میں ایسی احادیث پاتے ہو جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی منقبت میں ہیں یہ احادیث تمہیں دوسرے کسی مصنف کی کتاب میں نہ ملیں گی جب بیٹا اپنے والد کے مذہب کو سب سے زیادہ بہتر جانتا ہے تو پھر ابونعیم کے شیعہ ہونے میں قطعاً شک نہ رہا نظام الدین قرشی جو کہ شیخ بہائی کے شاگردوں میں سے ہے اس سے منقول ہے کہ میں نے ابونعیم کی اصبہان میں قبر دیکھی اس پر یہ عبارت درج تھی "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساق عرش پر لکھا ہوا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ لاشریک ہے محمد بن عبداللہ میرے بندے اور رسول ہیں اور میں نے علی المرتضیٰ کے ذریعہ ان کی تائید کی۔ اسے شیخ حافظ ابونعیم نے روایت کیا ہے۔ (الخ)

(نعیم الخ (اعیان الشیعہ جلد سوم صفحہ ۷ مطبوعہ بیروت طبع جدید) تذکرہ ابونعیم)

ابونعیم کی قبر پر آج بھی شیعوں والا کلمہ لکھا ہوا ہے

الکنی و الالقاب:

ترجمه:

ابونعیم اصبہانی حافظ احمد بن عبداللہ بن احمد اکابر محدثین اور راویوں میں سے ہوا اور بہت بڑا حافظ الحدیث اور ثقہ آدمی تھا اپنے دور کے فاضل علماء سے علم پڑھا اور پھر اس سے پڑھنے والے بھی فاضل ہی ہوئے اس کی ایک تصنیف حلیۃ الاولیاء نامی ہے ابن خلکان نے اس کو بہترین تصنیف کہا ہے یہ کتاب ہم اہل تشیع کے علماء میں معروف و مشہور ہے وہ مناقب کی روایات اسی سے نقل کرتے ہیں ابونعیم کی ایک اور تصنیف کتاب الاربعین ہے جس میں امام مہدی کے متعلق احادیث کو اس نے جمع کیا ہے تاریخ اصبہان بھی اسی کی تصنیف ہے مولوی نظام الدین شاگرد شیخ بہائی نے ابونعیم کو کتاب نظام الاقوال میں دوسری قسم کے لوگوں میں درج کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں نے اصبہان میں اس کی قبر کو دیکھا اس پر یہ عبارت درج تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساق عرش پر یہ کلمہ تحریر ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ لاشریک ہے محمد بن عبداللہ میرے بندے اور رسول ہیں علی المرتضیٰ کے ذریعہ میں نے ان کی تائید کی یہ روایت حافظ مومن شیخ ابونعیم نے ذکر کی ہے۔

(کتاب الکنی والالقاب جلد اول صفحہ ۱۶۵ تا ۱۶۶ مطبوعہ تہران طبع جدید) تذکرہ ابونعیم)

> بعض علماء اہل سنت نے ابونعیم کی کتب کو دیکھا ان میں بظاہر کوئی ایسی بات جو اہل تشیع اور اہل سنت کے مابین فرق کرنے والی ہو نظر نہ آئی اس بنا پر انہوں نے اسے اپنا سمجھا

لمحه فکریه:

کچھ لوگوں نے حافظ ابونعیم اصفہانی کو سنی علماء میں شمار کیا اور پھر اس کے فضائل اور مناقب بھی ذکر کئے بات دراصل یہ ہے کہ سنیوں میں چونکہ "تقیہ" منافقت نہیں ہے اس لئے نہ خود کرتے ہیں اور نہ کسی میں بغیر دلیل اس کو ثابت کرتے ہیں علماء اہل سنت نے ابونعیم کی کتب کو دیکھا ان میں بظاہر کوئی ایسی بات جو اہل تشیع اور اہل سنت کے مابین فرق کرنے والی ہو نظر نہ آئی اور نہ ہی صحابہ کرام پر تبرہ بازی کی گئی ہو اس بنا پر انہوں نے اسے اپنا سمجھا اس کے برعکس شیعہ مسلک میں "تقیہ" کے بغیر آدمی بے دین ہوتا ہے۔

لادین لمن لا تقیة له

اس لئے انہوں نے تقیہ باز شیعہ علماء اور کھرے سنیوں کے مابین فرق کیا اور تحقیق کے ساتھ دونوں کی نشاندہی کی اس لئے جب اہل تشیع کو کوئی ایسی عبارت جو ان کے مقصد و معتقدات کے مطابق ہو نظر آئی تو اس کے قائل کو اپنا کہا اور اہل سنت کی روش پر اس کا چلنا اسے بطور تقیہ قرار دیا۔ اس حقیقت کے پیش نظر حافظ ابونعیم کو شیعہ محققین و علماء نے صاف صاف لکھا کہ یہ دراصل ہمارا آدمی ہے محض تقیہ کی بنا پر سنی بنا ہوا تھا اور ظاہر بینوں نے اسے سنی ہی کہا اور یہ دھوکہ کچھ شیعہ لوگوں کو بھی ہو گیا اس دھوکہ سے آگاہ کرنے کے لئے ملا باقر مجلسی کے حوالہ سے اس کے نواسے نے ابونعیم کے جدی پشتی شیعہ ہونے کی دلیل پیش کی اور حلیۃ الاولیاء کتاب کو بھی بطور سند پیش کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

خوشخبری

اب آپ کو پرنٹنگ کے لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں

آپ کا اپنا ادارہ

فاروق پبلی کیشنز

ہمارے ہاں عربی، اردو، فارسی، پنجابی اور انگلش کی کمپوزنگ اور معیاری ڈیزائننگ اور پرنٹنگ کے لئے تشریف لائیں۔

نیز وزیٹنگ کارڈ، لیٹر پیڈ، بل بک، اسناد، کتابیں، سٹکر، کیلنڈرز، پمفلٹ، اشتہارات، رسیدیں، اور رسائل بنوانے کے لئے بھی تشریف لائیں۔ 041-3420396

فاروق پبلی کیشنز سمندری فیصل آباد

کراچی میں ٹارگٹ کلنگ کا شکار اہل سنت نوجوان ہی کیوں؟

دہشت گردی کا الزام لگا کر سپاہ صحابہ کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا

ٹارگٹ کلنگ اسی منصوبے کا تسلسل ہے

مولانا عبدالغفور ندیم شہیدؒ کے صاحبزادے مولانا صہیب ندیم سے بات چیت

کراچی میں اہل سنت والجماعت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا عبدالغفور ندیم ؒ کو اپنے بیٹوں کے ہمراہ ایک جھوٹے مقدمے میں عدالتی پیشی کے لئے جاتے ہوئے راستے میں اندھا دھند فائرنگ کر کے شہید کردیا گیا تھا، اس وقت مولانا عبدالغفور ندیم شہید ؒ کے ساتھ ان کے بیٹے مولانا صہیب ندیم بھی موجود تھے وہ شدید زخمی ہوگئے تھے، زخموں کی صحت یابی کے بعد وہ پنجاب میں اپنے آبائی گاؤں تشریف لائے تو انہیں علامہ فاروقی شہید ؒ کے صاحبزادے مولانا ریحان محمود ضیاء نے سمندری آنے کی دعوت دی، مولانا صہیب ندیم انتہائی خوش اخلاق باصلاحیت نوجوان ہیں اپنے والد شہید ؒ کے مشن اور نظریات پر کٹ مرنے کا جذبہ رکھتے ہیں گلشن فاروقی شہید جامعہ عمر فاروق اسلامیہ میں ان کے ساتھ جو بات چیت ہوئی وہ قارئین نظام خلافت راشدہ کی نذر کی جاتی ہے۔

پیشکش محمد تصور معاویہ

کراچی میں ٹارگٹ کلنگ کے سوال پر مولانا صہیب ندیم نے فرمایا ٹارگٹ کلنگ کا موجودہ سلسلہ سپاہ صحابہ کو ختم کرنے کے منصوبے کا تسلسل ہے اسلام دشمن قوتیں سپاہ صحابہ پر پابندی سے اپنے مقاصد حاصل نہ کر سکیں تو انہی قوتوں کی ایماء پر سپاہ صحابہ کے قائدین اور کارکنوں کو ٹارگٹ کر کے شہید کرنا شروع کردیا گیا ہے کراچی میں اب تک ہمارے ایک سو سے زائد قائدین اور کارکن شہید کئے جا چکے ہیں قائدین کے علاوہ ہر اس شخصیت کو بھی نشانہ بنایا گیا ہے جو کسی بھی طرح سپاہ صحابہ کا حامی یا اس سے ہمدردی رکھتا تھا۔ مولانا عبدالغفور ندیم شہید پر حملے کی تفصیلات کے سوال پر مولانا صہیب ندیم نے فرمایا علامہ شیر حیدری ؒ کی شہادت پر پورے ملک کی طرح کراچی میں بھی احتجاج کیا گیا جس میں والد محترم مولانا عبدالغفور ندیم شہید ؒ اور تمام بھائی پیش پیش تھے، 18 اگست 2009ء کو کراچی کی انتظامیہ نے ایک منصوبے کے تحت میرے والد محترم اور بھائیوں کو گرفتار کر کے جیل بھجوا دیا ہم 27 رمضان المبارک کو ضمانت پر رہا ہوئے، 2 مارچ 2010ء کو اسی مقدمہ کے سلسلہ میں پیشی کے لئے جانا تھا، ابوجان حسب معمول صبح تہجد کی نماز پڑھ کر نماز فجر کے لئے مسجد تشریف لے گئے، واپس آ کر عدالت جانے کے لئے تیاری شروع کردی، والدہ محترمہ کا چند دن قبل بائی پاس آپریشن ہوا تھا اور وہ شدید بیمار تھیں، تقریباً 8 بجے صبح گھر سے نکلے سوزوکی مہران میں خود چلا رہا تھا میرے ساتھ والی سیٹ پر گن مین ندیم تھا اور پیچھے والد محترم کے ساتھ بھائی راشد ندیم تھا، ہم نے گھر سے نکل کر ابھی 10 منٹ کا راستہ طے کیا تھا کہ 125 سی سی موٹر سائیکلوں پر نوجوان سوار ہمیں کراس کر کے

> **میرے والد شہید کے قاتل گرفتار ہوگئے تھے ہم نے ان کی شناخت بھی کرلی پھر نجانے کیوں انہیں رہا کردیا گیا۔**

آگے آ گئے، اور فائرنگ شروع کردی میرے ساتھ بیٹھے ندیم گن مین نے بھی فائرنگ کی جس سے دو ملزم زخمی اور ایک موقع پر مارا گیا میرے بھائی کی شہادت تو میرے سامنے ہوئی فائرنگ کے بعد میں بہت زیادہ پریشان ہوگیا تھا، پھر ابو کی آواز آئی آج آخری دن ہے صرف کلمہ طیبہ پڑھتے رہو، فائرنگ کا سلسلہ کئی منٹ تک جاری رہا، بھائی معاویہ ندیم کے سر میں گولیاں لگی تھیں، مجھے والد محترم، بھائی راشد ندیم اور گن مین ندیم کو ہسپتال لیجایا گیا، اس وقوعہ کے اصل ملزمان پکڑے گئے تھے، ہم نے انہیں اعظم اور مکرم کے نام سے شناخت بھی کیا تھا، تیسرا ایک ملزم عبدالوحید بھٹو کالونی کا رہائشی ہے، ملزمان میں ایک لڑکا شاہد ربڑ مجاہد کالونی ناظم آباد کا رہائشی ہے، نہ جانے کس وجہ سے ان ملزمان کو چھوڑ دیا گیا ہے، یہ المیہ ہمارے ساتھ ہی نہیں بلکہ اب تک سپاہ صحابہ سے تعلق رکھنے والی ہر شخصیت کے کسی بھی قاتل کو سزا نہیں دی گئی، مولانا احسان اللہ فاروقی سکاٹ کالونی کی مسجد امیر معاویہ کے خطیب تھے وہ مولانا اورنگ زیب فاروقی کے ساتھ محمود آباد کے ذمہ دار مشتاق لالہ کی نماز جنازہ میں شامل ہونے کے لئے گئے تھے، لالہ مشتاق اہل سنت والجماعت کے سرگرم کارکن تھے انہیں گھر سے نکلتے ہی دہشت گردوں نے فائرنگ کر کے شہید کردیا تھا، جنازہ سے واپسی پر نمائش کے قریب مولانا احسان اللہ کی موٹر سائیکل پنکچر ہوگئی جس سے مولانا اورنگ زیب فاروقی آگے چلے گئے فاروقی صاحب نے ایک مقامی کارکن نعیم کو فون کر کے وہاں بلا لیا نعیم وہاں پہنچا ہی تھا کہ موٹر سائیکل سوار دہشت گردوں نے مولانا احسان فاروقی کو فائرنگ کر کے شہید کردیا فائرنگ سے نعیم بھی زخمی ہوگیا نعیم نے دہشت گردوں کو آصف کربلائی اور حسنین کے نام سے شناخت کرلیا تھا یہ دونوں لڑکے شیعہ تھے انہیں آج تک سزا

نہیں دی گئی۔

کراچی کے حالات پر گفتگو کرتے ہوئے مولانا صہیب ندیم نے کہا میرے والد محترم پر حملہ سے پہلے انجینئر الیاس زبیر اور قاری محمد شفیق کو شہید کیا گیا اس کے بعد لقمان اور نبیل مرکز صدیق اکبر سے نکلتے ہوئے شیعہ دہشت گردوں کی گولیوں کا نشانہ بنے، ناگن چورنگی میں مولانا عبدالخالق کے گھر پر فائرنگ کی گئی، بھائی منصور خاں، بھائی نثار، شیخ الحدیث مولانا محمد امین، مفتی مختار احمد، عبدالرحمٰن بندھانی، محمد اخلاق، ابو طاہر کورنگی کے دو سگے بھائیوں قاری حماد اور محمد شعیب کو انتہائی بے دردی سے شہید کیا گیا، یہ کاروائیاں اسی منصوبے کا تسلسل ہیں جس کی میں پہلے ہی نشاندہی کر چکا ہوں کراچی کی سیاسی جماعتوں پر گفتگو کرتے ہوئے مولانا صہیب ندیم نے کہا کہ ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی ایک سکہ کے دو رخ ہیں، پیپلز پارٹی میں ذوالفقار مرزا اور ایم کیو ایم میں حیدر عباس رضوی شیعہ دہشت گردوں کو سپورٹ کر رہے ہیں یہ بات سی آئی اے کی خفیہ رپورٹوں سے بھی ظاہر ہو چکی ہے۔

کراچی میں اہل سنت والجماعت کو منظم کرنے کے سوال پر مولانا صہیب ندیم نے کہا جس طرح مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ نے مولانا اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کو خواب میں فرمایا تھا کہ اصحاب رسول کا دشمن حالات کی پیداوار نہیں بلکہ بہت بڑا منظم گروہ ہے اس کے مقابلہ کے لئے دو چیزوں کی سب سے زیادہ ضرورت ہے ان میں سے ایک تنظیم سازی ہے سب سے پہلے اپنے آپ کو منظم کیا جائے اس کیلئے آپس کے اندر کارکنوں کا رابطہ بہت ضروری ہے سال کے بعد 365 روپے کا فارم پُر کر لینا ہی اصل کام نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ فارم پُر کرنے والے نوجوانوں کا آپس کے اندر رابطہ بہت ضروری ہے 365 روپے کا فارم تو کوئی مخالف بھی پُر کر سکتا ہے اگرچہ فارم پُر کرنے کی افادیت بہت زیادہ ہے لیکن اس کے ساتھ ہر ساتھی کا ایک دوسرے پر نظر رکھنا بہت ہی ضروری ہے ہمیں کھلے دشمنوں سے زیادہ نقصان اپنے کارکنوں کی بے حسی اور جماعتی پروگراموں کو اہمیت نہ دینے کی وجہ سے ہوا ہے رکنیت فارم کے ساتھ کارکن کی حیثیت کا پتہ کرنا بھی لازمی ہونا چاہئے تاکہ ہماری لاعلمی کی وجہ سے کوئی دشمن ہمیں مزید نقصان نہ پہنچا سکے۔

اپنے والد محترم کے ذکر پر فرمایا کہ میرے والد مولانا عبدالغفور ندیم شہید رحمہ اللہ انتہائی مشفق مخلص اور خوش اخلاق اور دینی معاملات میں ٹھوس بات کرنے والے انسان تھے انہوں نے اپنے تمام بچوں کی دینی تعلیم کے حصول نہ صرف ترغیب دی بلکہ حالات ہی ایسے ترتیب دیئے تھے کہ ہم تمام بھائی دینی تعلیم کے علاوہ کوئی اور کام نہ کریں وہ سب سے چھوٹے بھائی سعد ندیم سے بہت پیار کرتے تھے جب ہم جیل میں اکٹھے تھے تو اس وقت کہتے تھے کہ دیکھنا کہ میں شہید بھی اپنے بیٹوں کے ساتھ ہی ہوں گا۔ اللہ پاک نے انکی زبان سے نکلے ہوئے ان الفاظ کو قبولیت کا درجہ عنایت فرمادیا، اہل سنت والجماعت کراچی کی قیادت سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرمایا مولانا اورنگ زیب بہت محنتی اور باصلاحیت قائد ہیں انہوں نے بہت تھوڑے وقت میں جس طرح مقبولیت کی منازل طے فرمائی ہیں یہ خداوند کریم کے خصوصی فضل و کرم کی وجہ سے ہے خداوند کریم انہیں حفظ و امان میں رکھیں کراچی جیسا شہر جس میں وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کا بھائی مرتضیٰ بھٹو بھی اپنی بہن کے دور حکومت میں دہشت گردی سے محفوظ نہ رہ سکا اور ایک لسانی تنظیم کا قائد اب بھی اپنے آپ کو محفوظ بنانے کے لئے اور بظاہر سکیورٹی پرابلم کی وجہ سے باہر لندن میں بیٹھا ہو وہاں سکیورٹی انتظامات پر کیا بھروسہ کیا جاسکتا ہے ہمیں خداوند کریم سے دعا کرنا چاہئے کہ وہ وسائل کی قلت کے باوجود مولانا اورنگ زیب فاروقی مدظلہ اور تمام قائدین و کارکنان کی اپنے خصوصی فضل و کرم سے حفاظت فرمائیں۔

جس شہر میں وزیر اعظم کا بیٹا اپنی وزیر اعظم بہن کی حکمرانی میں اپنے گھر کے قریب قتل کر دیا جائے وہاں عام آدمی کی پوزیشن کیا ہوگی......؟

قائد اہل سنت مولانا محمد احمد لدھیانوی کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا مولانا محمد احمد لدھیانوی کی قیادت موجودہ حالات میں کسی نعمت سے کم نہیں ہے مولانا محمد احمد لدھیانوی نے قائدین کی درپے شہادتوں کے بعد جس بحرانی کیفیت میں کارکنوں کو سہارا دیا وہ کسی انسان کے بس میں نہیں تھا انہوں نے کہا کہ سپاہ صحابہ پر پابندی، ملک میں دہشت گردی اور فرقہ واریت کے الزامات کا بڑے تدبر و فہم و فراست اور انتہائی کامیاب حکمت عملی کے ساتھ مقابلہ کیا ہے میڈیا پر جماعت کے مشن اور موقف کو بے مثال جرات و بہادری کے ساتھ پیش کر کے اپنے پیش رو قائدین کی یاد تازہ کر دی ہے مجھے اللہ پاک کے گھر میں پوری امید ہے کہ مولانا محمد احمد لدھیانوی کی قیادت میں ہماری جماعت موجودہ بحران سے ضرور سرخرو ہو کر نکلے گی اس تمام جدوجہد میں جماعت کے جنرل سیکرٹری محترم ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کا کردار بھی تاریخی اور مثالی ہے میں اپنے بھائیوں اور اپنے متعلقین کی طرف سے قائد اہل سنت مولانا محمد احمد لدھیانوی اور محترم جناب ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک اپنے خصوصی فضل و کرم سے ان کی حفاظت فرمائیں۔

ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی ایک ہی سکّے کے دو رخ ہیں

میں کار چلا رہا تھا اچانک فائرنگ شروع ہوگئی تو میرے والد کی آواز آئی ''آج آخری دن ہے کلمہ پڑھتے رہو''

☆☆☆☆☆☆☆

اسلامی تاریخ کے سب سے بڑے حکمران صحابی
سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
تالیف
ہدیہ 80 روپے
کے تاریخ ساز کارناموں پر مشتمل نہایت خوب صورت کتاب
ناشر اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد پاکستان

22 جمادی الثانی سیدنا صدیق اکبر کے یوم وفات کی مناسبت سے نہایت فکر انگیز مختصر مجموعہ
حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
تالیف علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید
ہدیہ 25 روپے
ناشر اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد پاکستان

فاروقی شہید کا پیغام
صفحات 52
ہدیہ 35 روپے
ناشر اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد پاکستان

ناشر
اشاعت المعارف
سمندری فیصل آباد
041-3420396
شہید ملت اسلامیہ
علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی کی
شہرہ آفاق تصانیف

CamScanner

معیار صحابیت

اراکین پارلیمنٹ کو گمراہ کرنے کی سازش کا جواب

ڈاکٹر علامہ خالد محمود پی ایچ ڈی کے قلم سے

پاکستان کی قومی اسمبلی میں سپاہ صحابہ پاکستان کے رہنما حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہید ؒ نے ناموس صحابہ بل پیش کیا تو اہل تشیع نے انتہائی چالاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سرگودھا کے نام نہاد مجتہد بشیر احمد طاہر سے اصحاب رسول ﷺ کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے ایک کتابچہ لکھوا کر تمام ممبران پارلیمنٹ کو گمراہ کرنے کی کوشش کی تو اس کے جواب میں عظیم سکالر جسٹس علامہ ڈاکٹر خالد محمود نے ''معیار صحابیت'' کے عنوان سے جواب تحریر کیا تھا افادہ عامہ کے لئے اس کا کچھ حصہ شائع کیا جا رہا ہے

صحابہ کے ساتھ ہو کر لڑنے والا اور جان دینے والا بھی منافق ظاہر ہو گیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم مدینہ میں حاضر تھے وہاں حضور ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا فرمایا: ہذا من اہل النار۔ یہ جہنمی ہے جب جنگ شروع ہوئی تو یہ شخص خوب لڑا بعض لوگ حضور ﷺ کے فرمان میں تردد کرنے لگے کہ ایسا مخلص کیسے جہنمی ہو سکتا ہے؟ کیا دیکھتے ہیں کہ اس شخص نے زخموں کی تاب نہ لا کر خودکشی کر لی۔

فاشتد رجال من المسلمین فقالوا یارسول اللہ صدق اللہ انتحر فلان فقتل نفسه (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۶)

''بہت سے مسلمان جوش میں اٹھے اور کہا حضور ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سچی کر دی اس شخص نے اپنے

> ہر انصاف پسند کو یہ بات ماننا پڑتی ہے کہ صحابہ میں ہرگز منافق اور مومن کی تقسیم نہ تھی بلکہ سب صحابہ مومن تھے اور منافق ان میں سرے سے شامل ہی نہ تھے۔

سینہ میں خنجر گھونپ لیا اور اپنے آپ کو مار ڈالا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے کسی کو حکم دیا کہ اعلان کر دو

لا یدخل الجنة الا مومن وان اللہ یرد الدین بالرجل الفاجر

''جنت میں مومن کے سوا کوئی نہ جائے گا اور اللہ تعالیٰ غلط کاروں سے بھی دین کا کام لیتا ہے

اس شخص کا نام قزمان تھا حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ غیر مومن جنت میں نہ جائے گا بتلاتا ہے کہ وہ منافق تھا اور

> قزمان نامی شخص صحابہ کے لشکر میں تھا اس نے لڑائی میں مشرکین کا خوب مقابلہ کر کے کارہائے نمایاں دکھلائے اس کے باوجود وہ صحابی نہیں بلکہ منافق تھا۔

لڑ اس لئے رہا تھا کہ اس کی بہادری ظاہر ہو اس میں اسلام کی خدمت منظور نہ تھی۔ طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا:

'' ذالک اخباث النفاق''

(فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۵۲)

اور حافظ ابن حجر اصابہ بھی یہی لکھتا ہے:

حافظ بدر الدین عینی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں کہ میدان قتال میں سب سے پہلے قزمان نکلا تھا اور اس نے اپنے قبیلہ اوس کو للکار کر کہا تھا اے آل اوس اپنے حسب ونسب کا خیال کرو یعنی اپنے قبیلہ وقوم کے لئے بے جگری سے لڑو اپنے بارے میں بھی اس نے کہا

انی واللہ ماتلت علی دین ماقاتلت الاعلی الحفاظ

ترجمہ: بخدا میں نے دین کے لئے یہ قتال نہیں کیا میں تو قبیلہ وقوم کی حفاظت کیلئے لڑ رہا ہوں۔

سو یہ کہنا کہ یہ ایک صحابی کا کردار تھا بالکل غلط ہے یہ شخص ہرگز مومن نہ تھا حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں:

''قزمان نامی ایک شخص صحابہ کے لشکر میں تھا جو درپردہ منافق تھا اس نے لڑائی میں مشرکین کا خوب مقابلہ کیا اور کارہائے نمایاں دکھلائے (سیرت مصطفیٰ جلد ۲ صفحہ ۱۴۱)

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں جہاد میں ہر مرنے والے کو شہید نہیں کہا جا سکتا ایمان کے بغیر کوئی کیسے شہید ہو سکتا ہے؟

انه لم یقاتل اللہ دائما غضباً لقومه فلایطلق علی کل مقتول فی الجاد انه شهید (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۲۶)

ایک اور واقعہ:

ایک حبشی غلام تھا جس کے سپرد حضور اکرم ﷺ کا سفری ساز وسامان تھا، کرکرہ اس کا نام تھا وہ مر گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ جہنم میں ہے صحابہ نے جستجو کی تو اس کے سامان میں سے ایک چادر ملی جسے اس نے تقسیم غنیمت سے پہلے قبضے میں لے لیا تھا۔

> مثالیں قزمان اور کرکرہ کی لانا انکار ان حضرات کا کرنا جنہیں آنحضور ﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے سینہ زوری نہیں تو اور کیا ہے؟ یہی وہ بغض باطنی ہے جس کے باعث علماء اسلام اور شیعہ مجتہدین میں کوئی وحدت دیرپا ثابت نہیں ہو سکی۔

CamScanner

فقالہ رسول اللہ ھو فی النار فذھبوا ینظرون الیہ فوجد واعباۃ قد غلّھا

ابن مندہ کے سوا کوئی اس کا حضور ﷺ کی مجلس میں آنا ذکر نہیں کرتا کوئی صحابی صرف القلیل من الغلول پر کیسے جہنمی ہوسکتا ہے؟ وہ حبشی غلام درحقیقت مسلمان نہ تھا آنحضرت ﷺ کو جب حضرت عمرؓ نے اس کے قتل کی خبر قد استشھد کے الفاظ سے دی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

کلا قد رایتہ فی النار بعباءۃ قد غلھا(قال) ثم یا عمر فناد انہ لا یدخل الجنۃ الا المومنون ثلثا(جامع ترمذی (جلد۱ صفحہ۱۹۱)

ترجمہ: خبردار ہو میں نے اسے آگ میں دیکھا ہے بسبب اس چادر کے جو اس نے مال غنیمت سے چرالی تھی اے عمرؓ! اٹھو اور تین دفعہ اعلان کرو کہ جنت میں مومن کے سوا کوئی نہ جاسکے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ شخص منافق تھا مومن نہ تھا صحابہ میں ملے رہنے سے تو کوئی صحابی نہیں ہوجاتا، نہ فرشتوں میں ملے رہنے سے شیطان فرشتہ ہوگیا تھا حضرت عمرؓ کو آپ ﷺ نے خاص طور پر اس لئے کہا تھا کہ آپ منافقوں کے بارے میں کسی نرمی کو روا نہ رکھتے تھے اور اس قسم کے امور میں آپ ﷺ حضور کے رازدان ہوتے تھے اب قزمان اور کرکرہ جیسے غیر معروف لوگوں کے اس قسم کے واقعات سے یہ ثابت کرنا کہ منافق بھی صحابہ میں شامل سمجھے جائیں، فکری طور پر بڑی کمزور بات ہے مثالیں قزمان اور کرکرہ کی لانا اور انکار ان حضرات کا کرنا جنہیں حضور اکرم ﷺ جنتی ہونے کی بشارت دے گئے اگر سینہ زوری نہیں تو اور کیا ہے یہی وہ نفس باطنی ہے جس کے باعث علماء اسلام اور شیعہ مجتہدین کی کوئی وحدت دیرپا ثابت نہیں ہوسکتی۔

ایک اور واقعہ:

اسی طرح اصحاب حدیبیہ ؓ کے سلسلہ میں فرمایا:

عن جابر عن النبی ﷺ قال لیدخلن الجنۃ من بایع تحت الشجرۃ الا صاحب الجمل الا حضر ھذا احادیث حسن غریب (جامع ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۲۶)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا جن لوگوں نے بھی درخت کے نیچے مجھ سے بیعت کی ہے وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا سوائے اس کے۔

یہ صاحب الجمل الاحمر کون تھا وہ جد بن قیس بن انصاری یہ ادھر کہیں اونٹ ڈھونڈتا آنکلا تھا اور بیعت رضوان میں شامل نہ ہوا تھا حضرت جابر کہتے ہیں:

ان الجد تخلف یوم الحدیبیۃ عن البیعۃ

''اس میں یہ بھی لکھا ہے کان منافقاً

روایت مذکورہ میں اسے الا کہہ کر جو مستثنیٰ کیا ہے اس پر محدثین کہتے ہیں کہ یہ استثناء منقطع ہے یعنی وہ پہلے بھی صحابہ میں سے نہ تھا اوپر اوپر سے ان کے ساتھ آ ملا تھا اور اب جب کہ ان سے علیحدہ ہوگیا تو کھل کر ایک طرف ہوگیا اب یہ بیعت رضوان کے حوالہ سے کیسے جنتی ہوسکتا ہے؟ حقیقت میں وہ بیعت کرنے والوں میں سے تھا ہی نہیں۔

قارئین کرام:

غور فرمائیں کیا ان جیسے غیر معروف لوگوں کے اس قسم کے دو تین واقعات سے اکابر صحابہ کی صحابیت مشتبہ کی جاسکتی ہے؟ شیعہ حضرات اس قسم کا کھوج لگانے میں بڑی محنت کرتے تھے مگر افسوس کہ وہ جن کو صحابی کہہ کر کھڑا کرتے ہیں وہ حقائق اور قرآن کی روشنی میں صحابہ میں جگہ نہیں پاتا اور ہر انصاف پسند کو یہ بات ماننا پڑتی ہے کہ صحابہ میں ہرگز مومن

دشمنان اسلام جن منافقین کو صحابی کہہ کر ہدف تنقید بناتے ہیں وہ حقائق و قرائن کی روشنی میں صحابہ میں جگہ نہیں پاسکتے۔

اور منافق کی تقسیم نہ تھی سب صحابہ مومن تھے اور منافق ان میں سرے سے شامل ہی نہیں تھے اگر ظاہرداری میں وہ حکماً ان کے ساتھ شامل رہے تو ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں جیسے ابلیس گو ایک بڑی مدت تک فرشتوں میں رہا مگر فرشتہ نہ ہوسکا صحابہ کرام ؓ حضور اکرم ﷺ کے حضور ان چند غیر معروف افراد کے مقابلہ میں نہایت ممتاز حیثیت میں رہے ہیں اور تاریخ ہمیشہ سے ان کی عظمتوں کو سلام کرتی آئی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو حضور ﷺ کے ساتھ بغیر کسی قید کے مطلق معہ کے الفاظ سے ذکر فرمایا ہے کہ ان کے سروں پر رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کا تاج رکھا ہے اور فرمایا کہ وہ جہنم کی آگ کی سرسراہٹ بھی نہ سن پائیں گے۔

جو منافق صحابہ کرام ؓ میں ملے ہوتے بالآخر پہچانے جاتے تھے

صحابہ اور منافقین کی سوسائٹی کبھی مخلوط نہ رہ سکی جو بھی ان میں کبھی دھوکے سے داخل ہوئے وہ بالآخر پہچانے گئے آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو کسی مشتبہ صورت حال میں نہیں چھوڑا آپ ﷺ امت کو حضرت ابوبکر ؓ کی امامت میں یک ایسی روشن راہ پر چھوڑ گئے جس کی راتیں بھی دنوں کی طرح روشن تھیں۔

بشیر حسین دوسرے نمبر پر لکھتا ہے:

ایسے صحابی بھی تھے جو برملا ایک دوسرے کو منافق کہتے تھے (روایت افک) صفحہ ۱۳

اس افک کا سرغنہ عبداللہ بن ابی منافق تھا اس کو اگر کسی صحابی نے منافق کہہ دیا تو اس نے غلط نہیں کہا اس کے منافق ہونے کا پتہ خود حضور ﷺ دے چکے تھے لیکن ہنوز حکم نہ آیا تھا کہ آپ ﷺ منافقوں کو اپنے مجمع سے علیحدہ کردیتے نہ انہوں نے ابھی اپنی علیحدہ مسجد (ضرار) ہی بنائی تھی اور نہ ابھی قرآن کی یہ آیت اتری تھی:

والذین اتخذوا مسجداً ضرار وکفراً وتفریقاً بین المؤمنین وارصاد المن

سنی شیعہ اتحاد کیلئے ضروری ہے کہ شیعہ لکھ کر دیں کہ جس طرح سیدنا حسن ؓ اور سیدنا حسین ؓ نے حضرت امیر معاویہ ؓ سے پچھلے سارے اختلافات ختم کرکے صلح کے بعد ان کی بیعت کرلی تھی اسی طرح ہم بھی حضرت معاویہ ؓ سے وہ تمام اختلافات ختم کرتے ہیں جو ان کے اور کے مابین واقع ہوئے تھے اب اگر کوئی ان اختلافات کو اچھالے گا تو وہ ملعون ہوگا۔

حافظ عبداللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے

واقعہ کا از خود نوٹس

چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ خواجہ محمد شریف نے ڈیرہ غازی خان میں اہل سنت والجماعت کے کارکن حافظ عبداللہ کو پولیس اہلکاروں کے سامنے شہید کرنے اور لاش جلانے کا واقعہ کا از خود نوٹس لے لیا ہے۔ چیف جسٹس ہائیکورٹ نے نوٹس لیتے ہوئے 15 اکتوبر 2010ء کو ڈی پی او ڈیرہ غازی خان اور مقامی ڈی ایس پی کو ایس ایچ او چوٹی زیریں سمیت طلب کر لیا ہے۔ اس واقعہ کی ویڈیو منظر عام پر آنے کے بعد عدالت عالیہ نے از خود نوٹس لیا تھا پولیس کی طرف مکمل ریکارڈ نہ لانے کے باعث مقدمہ کی سماعت آئندہ تاریخ تک ملتوی کر دی گئی ہے یاد رہے کہ اس وقوعہ کے بارے سلسلہ وار نظام خلافت راشدہ جمادی الاول 1431ھ میں درج ذیل اداریہ تحریر کیا گیا تھا۔

جب قوم کے محافظ قاتل بن جائیں

18 مارچ 2010ء پاکستان میں انسانیت کی تذلیل کے حوالے سے ایک بدترین دن ہے۔ جب ڈیرہ غازی خان کے علاقے چوٹی زیریں میں نسیم نامی مقامی شیعہ نے اصحاب رسول ﷺ کے خلاف غلیظ ترین بکواسات کیں جامعہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جام پور کے صدر مدرس ابو معاذ قاضی نعیم اللہ غفاری کی ایک رپورٹ کے مطابق یہ شخص اس سے قبل بھی گالیاں بکتا تھا۔ اسی روز حافظ عبداللہ چانڈیو نے اس شخص کو سمجھایا کہ اصحاب رسول ﷺ نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ جو تم ان کے خلاف ایسی بکواسات کرتے ہو۔۔۔۔ چونکہ اس علاقہ کا ڈی ایس پی اور مقامی تھانہ چوٹی زیریں کا ایس ایچ او دونوں شیعہ تھے اس لئے اصحاب رسول ﷺ کے گستاخ کو ان مقامی پولیس افسران کی آشیر باد کی وجہ سے کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ 18 مارچ کو دوپہر کے وقت نسیم نامی شیعہ نے بھرے بازار میں اصحاب رسول ﷺ اور خصوصاً سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ننگی گالیاں دیں تو اصحاب رسول ﷺ کا غلام حافظ محمد عبداللہ چانڈیو برداشت نہ کر سکا اس نے موقع پر وار کر کے اصحاب رسول ﷺ کے گستاخ کو جہنم واصل کر دیا اور خود ایک بہادر انسان کی طرح آلہ قتل سمیت تھانہ چوٹی میں پہنچ گیا اور مقامی ایس ایچ او نور محمد کو پورا واقعہ بیان کرنے کے بعد خود کو قانون کے حوالے کرنے کے لئے پیش کر دیا مقامی ایس ایچ او نے ڈی ایس پی سے رابطہ کر کے حالت سے آگاہ کیا تو ڈی ایس پی اقبال حسین چانڈیو فوری طور پر تھانہ میں پہنچ گیا اور اس نے حافظ عبداللہ شہید کو ننگی گالیاں دیتے ہوئے پستول نکال کر خود بھی فائر کیا اور ایس ایچ او کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی اس کو گولی مار دے ایس ایچ او نے ڈی ایس پی کے حکم پر اپنے آپ کو قانون کے حوالے کرنے والے حافظ عبداللہ کو گولیاں مار کر تھانہ کی چار دیواری میں ڈھیر کر دیا اسی دوران ڈی ایس پی نے مقتول شیعہ نسیم کے ورثا کو فون کر کے تھانہ میں بلا لیا اور حافظ عبداللہ چانڈیو کی میت ان کے حوالے کرتے ہوئے کہا اسے چوک میں لے جا کر آگ لگا دو تا کہ عبرت کا نشان بن جائے گستاخ رسول شیعہ کے ورثا حافظ چانڈیو شہید رحمہ اللہ کی میت کو ٹانگوں سے رسی کی مدد سے موٹر سائیکل کے ساتھ باندھ کر تقریباً ایک کلومیٹر تک گھسیٹے ہوئے چوٹی زیریں کے مین چوک میں لے آئے جہاں پر درجنوں لوگ جمع ہو گئے جہاں پر انہوں نے لاش کے منہ پر جوتے مارے اور پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی اور کئی گھنٹے تک لاش کے گرد بھنگڑے ڈالتے رہے۔۔۔۔۔۔ یہ واقعہ پاکستان کے سابق صدر فاروق لغاری کے آبائی شہر چوٹی زیریں میں پیش آیا۔ پولیس کے محافظ جب خود ہی قانون شکنی شروع کر دیں۔ اپنے آپ قانون کے حوالے کرنے والے شخص کو عدالت میں لے جائے بغیر خود گولیاں مار کر شہید کر دیں اور پھر اس کی لاش کو موٹر سائیکل کے پیچھے باندھ کر گھسیٹے ہوئے تماشا بنا کر اس کو چوک میں آگ لگا دیں تو پھر پاکستان کے وزیر داخلہ آئی جی پولیس انسانی حقوق کی تنظیمیں کہاں سو گئی ہیں۔ چیف جسٹس آف پاکستان جناب افتخار محمد چوہدری سے درخواست ہے کہ انسانیت کی تذلیل کے اس اہم واقعہ کا نوٹس لیتے ہوئے انکوائری کمیشن مقرر فرمائیں تا کہ اصل واقعات منظر عام پر آ سکیں۔ اور ذمہ دار پولیس افسران کو قرار واقعی سزا دی جا سکے۔ اس واقعہ کی ویڈیو "دی نیوز" اور دوسرے ٹی وی چینلز پر بھی دکھائی گئی ہے حکام بالا سے درخواست ہے کہ ملزمان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

حارب اللہ ورسولہ من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنیٰ واللہ یشھد انھم لکاذبون . (پارہ ۱۱ التوبہ آیت ۱۰۷)

ترجمہ: اور جنہوں نے بنائی ایک مسجد ضد سے اور کفر پر مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کو اور گھات لگانے کو اس شخص کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول کے لئے لڑ رہا ہو۔۔۔۔۔ اور وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو بھلائی ہی چاہی تھی اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں۔

پھر یہ بھی اہل علم سے مخفی نہیں کہ نفاق اعتقادی اور چیز ہے اور نفاق عملی اور چیز۔ نفاق اعتقادی کفر اور نفاق عملی (جیسے باہمی لڑائی کے وقت سخت زبانی پر آ جانا) کفر نہیں یہ نفاق مسلمانوں بھی آ سکتا ہے۔ جس میں نفاق کی ساری صفات جمع ہوں وہ خالص منافق بنتا ہے اس سے پہلے نہیں سو صحابہ کا ایسے الفاظ آپس میں استعمال کرنا دوسرے پر کفر کی قدغن نہیں۔

باپ اور چچا لڑ پڑیں تو بیٹے کو ان دو میں سے کسی کو برا بھلا کہنے کا حق نہیں ہوتا گو دل باپ کے ساتھ ہو۔

افسران اور ممبران اسمبلی ایک مغالطے کی لپیٹ میں

شیعہ زعماء جب افسران انتظامیہ اور ممبران اسمبلی کے سامنے یہ کہتے ہیں کہ ہم کسی صحابی کو برا نہیں کہتے جو صحابہ کو برا کہے ہم اس پر لعنت کرتے ہیں تو ان کی مراد صحابہ سے وہی چند افراد ہوتے ہیں جن کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ وہ وفات نبوی کے بعد ارتداد سے بچے رہے جنہیں سنی صحابی سمجھتے ہیں شیعہ انہیں برا نہ کہنے کی یہ ذمہ داری نہیں لے رہے ہوتے اگر افسران انتظامیہ سمجھتے ہیں کہ اتحاد ہو رہا ہے اور حالات بتاتے ہیں کہ اتحاد نہیں ہوا ہوتا افسران انتظامیہ اور ممبران اسمبلی شیعہ مغالطے کی لپیٹ میں آ گئے ہوتے ہیں اور اعلان ہو جاتا ہے کہ سنی شیعہ اتحاد ہو گیا ہے اور ہوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔

افسران انتظامیہ کی ذمہ داری:

افسران انتظامیہ یا ممبران اسمبلی اگر خلوص دل سے مفاہمت کی فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ لفظ صحابیت کی لپیٹ میں شیعی مغالطے میں نہ آئیں صاف لفظوں میں ان سے اقرار لیں کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایمان والے صحابی مانتے ہیں اور جو شخص انہیں ایمان والے صحابی نہ مانے انہیں ملعون سمجھتے ہیں اگر شیعہ اس لفظ پر آ جائیں تو سنی شیعہ اتحاد واقعی اپنی بہار دکھا سکتا ہے۔ اس اتحاد میں شیعہ زعماء کو یہ بھی لکھ کر دینا ہوگا کہ جس طرح حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے پچھلے سارے اختلافات ختم کر کے ان سے صلح کی اور ان کی بیعت کر لی ہم بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے وہ تمام اختلافات ختم کرتے ہیں جو ان کے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مابین واقع ہوئے اب اگر کوئی ان اختلافات کو اچھالے تو وہ ملعون ہے یہ دو باتیں ہیں جن پر سنی شیعہ کا حقیقی اتحاد ہو سکتا ہے۔

جس طرح ابلیس فرشتوں میں رہتے ہوئے فرشتہ نہیں بن سکا اسی طرح کوئی منافق صحابہ میں رہ کر صحابہ کے ساتھ جہاد میں شریک ہو کر بھی صحابی نہیں کہلا سکتا ہے

☆☆☆☆☆☆

جدید اسلوب کے ساتھ 100 اشعار پر مشتمل منفرد کتاب

مناقب مراد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب اور صاحب کتاب کے بارے میں

یوں تو کتب بسیار مطالعہ میں آئیں، ہر ایک کو عمیق النظری سے پڑھا اور جانچا آخر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ "ہر گل بگلِ رارنگ بوئے دیگر انست" کے مصداق ہر پھول کی اپنی خوشبو ہوتی ہے اور ہر لکھنے والا اپنے قاری کو اپنی تحریر میں محو کر دیتا ہے لیکن اردو شاعری کی تاریخ عشق مجازی اور گل و بلبل کے تذکروں اور محبوب کی تعریف اور بے رخی سے بھری پڑی ہے، شاعری میں اگرچہ اسلامی موضوعات پر بہت کچھ لکھا گیا ہے لیکن سوائے "مسدس حالی" اور "شاہنامہ اسلام" کے کسی کتاب کو گراں قدر شہرت نہ مل سکی، حمد و نعت و مرثیہ خوانی میں خوب طبع آزمائی کی گئی ہے اور صوفیاء کرام رحمہم اللہ نے عشق حقیقی کو اپنا موضوعِ سخن رکھا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تقریباً نظر انداز ہی کیا جاتا رہا ہے، اگر لکھا گیا ہے تو نثر کی صورت میں لکھا گیا ہے، شعراء حضرات نے سوائے ایک آدھ منقبت لکھنے کے اس موضوع پر کوئی قابل ذکر کام نہ کیا ہے۔

جناب حدید مرزا بھی دیگر شعراء کی طرح "غزلیات، قطعات، رُباعی، نظم، رخصتیاں، سہرے، مراثی، سلام، حمد و نعت، ترکیب بند، ترجیح بند اور مسدس" وغیرہ بھی اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کرتے رہے ہیں لیکن اسی انداز اور طریقہ پر جو شاعری کی تاریخ میں چلا آ رہا تھا۔

میری ملاقات جناب حدید مرزا کے ساتھ دیپالپور میں ہونے والی محافلِ مشاعرہ اور ادبی نشستوں میں ہوئی، حدید مرزا کا کلام سنتا تو حیران ہو جاتا کہ دیپالپور کی سرزمین پر اس قدر قادر الکلام شاعر موجود ہے اور مرزا صاحب کا اسلوب بیان، فنِ سخن کی گہرائی و گیرائی، قواعد و ضوابط اور حدود و قیود سے بخوبی واقفیت، خوبصورت اور مانوس استعارات و تشبیہات کا برمحل استعمال، الفاظ کا دلچسپ دروبست، بیان میں بے ساختگی، معنی آفرینی اور ذخیرہ الفاظ ہر سامع کو داد دینے پر نہ صرف مجبور کر دیتے بلکہ سامعین پر گویا الفاظ کا جادو کر دیتے تھے ایسے معلوم ہوتا تھا کہ حدید مرزا لفظوں کو استعمال کرنے میں ہی یکتا نہیں بلکہ فنِ الفاظ سازی میں بھی مہارت رکھتے ہیں چنانچہ مرزا صاحب سے اکتساب علم کے سلسلہ میں ملاقاتیں ہونے لگیں

ان دنوں تحریک مدح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے زور شور سے جاری تھی جس کی آواز ہر گلی محلہ میں سنی جا سکتی تھی، مولانا حق نواز جھنگوی، مولانا ایثار القاسمی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی پے درپے شہادتوں نے ہر صاحب فکر کو تحریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے اپنا حصہ ڈالنے کے لئے متوجہ کر دیا تھا، میری اور مرزا صاحب کی بھی اسی سلسلہ میں گفتگو ہوتی رہتی تھی اور جناب حدید مرزا اس معاملہ میں بڑے فکر مند اور پر جوش نظر آتے تھے، بعدازاں موضع دھرمیوالہ دیپالپور کے ایک جلسہ میں جب مرزا صاحب کو سٹیج پر چڑھتے دیکھا اور مولانا اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ جو اس جلسہ کے مہمان خصوصی تھے، نے مرزا صاحب کا آگے بڑھ کر استقبال کیا اور خود ہاتھ پکڑ کر مرزا صاحب کو سٹیج پر چڑھایا اور ساتھ ہی بطور اظہار حوصلہ یہ جملہ بولا کہ "مرزا صاحب بوڑھے ہوگئے ہو۔" تو اس وقت مرزا صاحب کی عمر کم وبیش 80 سال تھی۔ مولانا اعظم طارق شہیدؒ نے مرزا صاحب کا کلام سنا اور پھر مرزا صاحب کی کتب کے لئے ایک مضمون بھی لکھ کر دیا جو کتاب ہذا کی زینت ہے، انہوں نے مرزا صاحب کو خراج تحسین پیش کیا تو مجھے بڑی خوشی ہوئی اور محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ مرزا حدید سے وہ کام لینے لگے ہیں جو اردو کی تاریخ میں کسی شاعر سے نہ ہو سکا ہے اور اس کے بعد گویا مرزا صاحب کی زندگی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وقف ہو کر رہ گئی اور مرزا صاحب کی زندگی میں ایک انقلاب برپا ہو گیا۔ اس کے فوراً بعد مرزا صاحب کی ایک کتاب "ابرِ مناقب" کے نام سے شائع ہوئی جس میں مرزا صاحب کے حمدیہ، نعتیہ اور مختلف صحابہ و صحابیات کے مناقب میں لکھی جانے والی کتب کے تعارفی اشعار شامل ہیں۔ زیر نظر کتاب "مناقب مراد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں حمد و نعت کے علاوہ مناقب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص مناقب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کئے گئے ہیں۔

کتاب "مناقب مراد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" میں شامل ایک نعت شریف کے چند اشعار ملاحظہ ہوں مرزا صاحب عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز ہو کر لکھتے ہیں:

اک وہی ہیں جو حامد بھی ہیں محمود بھی ہیں
نسبت آدم علیہ السلام اول سے وہ مسجود بھی ہیں
اقتدا جن کی بڑے فخر سے کی نبیوں نے
حاسد ان کا عزازیل، وہ محسود بھی ہیں
تا ابد ان کی شریعت کو بقا بخشی گئی
اس حوالے سے وہ حاضر بھی ہیں موجود بھی ہیں

اسی طرح زیر نظر کتاب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان میں لکھے گئے قصائد میں سے مرادِ ہادیٔ صلی اللہ علیہ وسلم دین کے عنوان سے ایک قصیدہ تحریر کیا گیا ہے جس میں استعمال کی گئی تراکیب اپنی مثال آپ اور آرائش فن کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

مرادِ ہادیٔ دین ماہِ آسمان حشم
کہ جس کے نام ہوئی اولین نمازِ حرم
وہ کوہسار جسارت نشان استقلال
غرور قیصر و کسریٰ ہے جس کے زیرِ قدم
سوار رخشِ سعادت وہ ساجدِ معبود
وہ افتخارِ تہوّر وہ فاتحِ اعظم
وہ پاسبانِ شریعت، مزاج دان عمل
لقب ہے جس کا امام عمل، عروجِ رقم
چمن طراز و نشانِ بہار وزیست افروز
سفیر بزم رسالت بخطاء و جودو کرم
وہ صدر دین کرامت نگاہ ثمرِ مراد
کہ جس کو برج ہدایت ہے خانہ ارقم
غنیمتوں کے لگے جس کے عہد میں انبار
تھی جس کے عہد میں ہر گھر پہ بارشِ درہم

اس کے علاوہ مرزا صاحب نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان میں 47 قطعات کا ایک قصیدہ تحریر کیا ہے جس کا ہر قطعہ قابل تحسین ہے مثال کے طور پر

جس پہ نازاں حشر تک حرف شجاعت وہ عمر رضی اللہ عنہ
ہر عمل جس کا ہے توقیر دیانت وہ عمر رضی اللہ عنہ
کر گیا ایجاد جو حرف عدالت وہ عمر رضی اللہ عنہ

باقی صفحہ نمبر 12 پر

CS CamScanner

ضیائے خطابت۔۔ خطیب پاکستان

حضرت مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: محمد اسعد انور (بہاولپور)

برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں فن خطابت کا زرّیں باب جن عظیم شخصیات سے روشن ہے ان میں ایک طویل فہرست اکابر علماء دیوبند اور ان کے فیض یافتگان کی ہے جنہوں نے خطابت جیسی خداداد صلاحیت سے فرنگی استعمار کے سازشی خرمن کو اپنی آتش فشاں لسانی قوت سے خاکستر کیا اور خاندان ولی اللہ کی فکری اور علمی قابلیت کے حقیقی پاسبان بنے۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد، سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلوی، رئیس الاحرار سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، شورش کشمیری اور خطیب اسلام مولانا اجمل خان آسمان خطابت کے وہ درخشاں ستارے ہیں جنہوں نے فرنگی کی سازشوں اور اسکی ہمنوا روحانی ذرّیت کے منافقانہ طرز عمل سے ماحول میں اثر پذیر گمراہانہ ظلمتوں کو توحید و سنت اور عظمت اصحاب رسول ﷺ کے پیغام کی پُرنور کرنوں سے بدلا پھر دور آخر میں انہیں اکابر کی صدائے بازگشت اور فکر و عمل کے نقیب مولانا ضیاء القاسمی ہیں جنہیں بلاشبہ اپنے عہد میں عوامی خطابت کی اقلیم کا فرمانروا کہنا بجا ہے، مولانا قاسمی کی ذات کو حق تعالیٰ نے جہاں دیگر بے شمار خوبیوں سے نواز اتھا وہاں فن خطابت جیسی جہانکشا صلاحیت سے خوب بہرہ ور کیا تھا حضرت کے مختصر حالات زندگی اور عملی جدوجہد کی اجمالی سرگزشت پیش خدمت ہے۔

آپ نے جہاں زبان و بیان سے دینی خدمات سرانجام دیں وہاں اپنے قلم سے "خطبات قاسمی" کی سات جلدیں اور دیگر موضوعات پر درجنوں کتب مرتب کر کے دینی طالبانِ علم پر احسانِ عظیم فرمایا۔

پیدائش اور تعلیمی زندگی:

مولانا قاسمی ۱۹۳۷ء گنگرور قصبہ ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے، آپ کے والد مولانا عبدالرحیم اپنے علاقے کے معروف عالم دین اور مولانا رائے پوری کے شاگرد تھے، تقسیم ہند کے موقع پر مولانا قاسمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے ہمراہ پاکستان تشریف لائے اور سمندری ضلع فیصل آباد میں سکونت اختیار کی، پرائمری تک تعلیم یہیں حاصل کی، دینی تعلیم کے لئے جامعہ اشاعت العلوم فیصل آباد، جامعہ رشیدیہ ساہیوال اور دورہ حدیث کیلئے جامعہ قاسم العلوم ملتان میں زیر تعلیم رہے، مفکر اسلام مفتی محمود آپ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

میدان عمل میں:

تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے علاقے ہی کی ایک مسجد سے خطابت کا آغاز کیا مسلسل دینی جدوجہد اور خلوص دل سے پُرسوز انداز میں قرآنی پیغام کی تبلیغ کے نتیجے میں جلد ہی علاقہ بھر میں مشہور ہو گئے، آپ نے اپنی خطابت کے ان ابتدائی ایام ہی سے جہاں توحید خداوندی، سیرت النبی ﷺ، عظمت اصحاب رسول رضی اللہ عنہم، مقام اولیاء اور تذکرہ بزرگان دین جیسے مقدس عنوانات پر مدلل گفتگو فرمائی، وہاں اپنے اکابرین دیوبند کے شیوہ حق گوئی کی تاریخ ساز روایت کو برقرار رکھتے ہوئے ان مضامین کے ضمن میں بابانگ دہل کفر و شرک جہالت و ضلالت اور رسم و رواج کے خلاف اذان حق بلند کی، عشق رسول ﷺ جیسے مقدس اور ہم تو صرف قرآن و حدیث کو ماننے والے ہیں جیسے بظاہر پُرکشش عنوانات کی آڑ میں حقیقی توحید پرستوں کو وہابیت کا الزام دینے والوں اور قرآن و حدیث سے فقہی مسائل استنباط کرنے والے امت کے محسن حضرات ائمہ کرام کے متعلق غلط زبان استعمال کرنے والے گروہوں پر آہنی دلائل و براہین کے ذریعے بھرپور گرفت کی جس کے سبب عوامی میدان میں اپنے منہ میاں مٹھو بننے والے یہ حضرات آئینہ دکھایا تو برا مان گئے کے مصداق طعن و تشنیع اور ڈرانے دھمکے پر اتر آئے، متعدد مرتبہ قاتلانہ حملوں کے ذریعے مولانا کو راستے سے ہٹانے کی ناکام کوشش کی گئی مگر مولانا قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نہایت جرات و بہادری کے ساتھ استقامت و استقلال کی چٹان بن کر اپنے مشن موقف اور مسلک حقہ کی ترجمانی کے لئے ثابت قدم رہے، تنظیمی و تحریکی تعلق اور جدوجہد اکابر کی زیر سرپرستی ہم عصر علماء کی دینی معاونت اور نوجوان طبقے کی دینی فکر اور نظریاتی تربیت حضرت قاسمی کا ناقابل فراموش کردار ہے۔ تنظیم اہل سنت، جمعیت علماء اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت اور تحریک مدح صحابہ مولانا قاسمیؒ علماء حق کی ان تمام تنظیموں میں سرگرم اور نمایاں رہے۔

متعدد بار قاتلانہ حملوں کے ذریعے حضرت قاسمیؒ کو راستے سے ہٹانے کی کوشش کی گئی مگر وہ آہنی چٹان کی طرح جرات و بہادری کے ساتھ میدان میں جمے رہے۔

غیر ملکی اسفار:

حضرت قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں وطن عزیز کے گوشے گوشے میں اپنی سحر انگیز خطابت کا جادو جگایا وہاں متعدد مرتبہ بیرون ممالک جن میں

برطانیہ، انڈیا، بنگلہ دیش، ترکی، متحدہ عرب امارات، مصر، امریکہ ودیگر ممالک شامل ہیں، میں بے شمار تقریریں کیں جس کے سبب خطیب ایشیا و یورپ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

دینی و تربیتی اداروں کا قیام اور ملی خدمات:

ملی یکجہتی کونسل کے نام سے مولانا ضیاء القاسمی ؒ نے وطن عزیز میں فرقہ واریت کے خاتمے اور اتحاد بین المسلمین کے فروغ کے لئے ایک پلیٹ فارم قائم کیا جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء شریک ہوئے۔ جامعہ قاسمیہ کی بنیاد رکھی جس میں قرآن وحدیث، تفسیر فقہ، ادب عربی ودیگر علوم وفنون اور عصری تعلیم دی جاتی ہے انٹرنیشنل ختم نبوت اکیڈمی کے نام سے ایک دعوتی تبلیغی و تربیتی ادارہ قائم کیا جس کے تحت آپ نے فارغ التحصیل علماء کو فن خطابت کی تربیت اور فرق باطلہ کے غلط عقائد ونظریات کی نشاندہی کر کے انہیں میدان دعوت وتبلیغ کا شہسوار بنایا اس ادارے سے فیض یاب اور آپ کے تربیت یافتہ ہزاروں علماء وخطباء آج بھی اندرون وبیرون ملک دین حق کی تبلیغ وترویج اور باطل قوتوں کے تعاقب میں سرگرم عمل ہیں۔

> **آپ کے تربیت یافتہ ہزاروں علماء وخطباء آج بھی اندرون وبیرون ملک دین حق کی تبلیغ وترویج اور باطل قوتوں کے تعاقب میں سرگرم عمل ہیں۔**

تصانیف:

حضرت قاسمی ؒ نے جہاں اپنی زبان وبیان سے دینی خدمات سرانجام دیں وہاں اپنے قلم سے خطبات قاسمی (۷جلد) تحقیق نادر اربعین سراجاً منیر، معراج النبی ﷺ، سیدنا معاویہ ؓ، موافقات عمر ؓ ودیگر ۴۰ کے قریب کتب ورسائل تحریر فرمائے جو موضوع اور مواد کے اعتبار سے علمی شاہکار ہیں ان کتب ورسائل میں خطبات قاسمی جو آپ ؒ کے خطیبانہ شہ پاروں اور زرخیز فکر وسوچ کے علمی جواہرات کا مرقع ہے نے علمی حلقوں میں جو غیر معمولی مقبولیت حاصل کی وہ تاقیامت آپ کے بلندی درجات کا ذخیرہ ہے۔ خطبات قاسمی کی اہمیت اور علمی حیثیت کی وجہ سے ایشیا کی عظیم دینی دانشگاہ اور علماء حق کی روحانی مادر علمی دارالعلوم دیوبند سے اس کتاب کی اشاعت پر خراج تحسین مولانا قاسمی کے علمی تبحر اور تحریری میں میدان عمل میں مسلک حقہ کی مضبوط ترجمانی کی دلیل ہے۔

فکر قاسمی ؒ کے متنوع پہلو:

بہرحال حضرت مولانا ضیاء القاسمی ؒ کے علمی کارنامے بے شمار فکری خدمات کا دائرہ، بہت وسیع نظریاتی جدوجہد لازوال، مسلک حقہ کی بے باک ترجمانی قابل تحسین ولائق تقلید قلمی ذخیرہ احقاق حق وابطال باطل کا بے مثال نمونہ معاملہ فہمی حکمت عملی اور سیاسی بصیرت قابل داد، باطل قوتوں شرک پرستوں، بدعت کے علمبرداروں اصحاب رسول کے دشمنوں تاریخی حقائق کی آڑ میں مقدس ہستیوں کے خلاف کیچڑ اچھالنے والے قلمکاروں، فقہائے امت اور اسلاف دین کے متعلق عوامی اذہان میں غلط فہمیاں پیدا کرنے والے سلف بیزار طبقے کا تعاقب قابل صد آفریں ہے۔

سفر آخرت:

۶۰ء کے عشرے سے لیکر ۲۰۰۰ء تک توحید وسنت، عظمت اصحاب رسول ﷺ واہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی عظمت ووحدت کا نغمہ خواں مسلک حقہ کا وہ ترجمان جس نے دیوار چمن سے زنداں تک سچ اور حق کے ترانے گائے، شرک وبدعت رفض وباطل کو بارہا ننگی کا ناچ نچایا، چھوٹوں کو بڑا بنایا، رعونت زدہ افسر شاہی کے سامنے کلمہ حق بلند کیا جس نے اپنی سحر انگیز خطابت کا لوہا اپنوں اور بیگانوں سے منوایا اور اہل حق کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کا گلا دبا کر رکھ دیا بالآخر ۲۹ دسمبر ۲۰۰۰ء بروز جمعۃ المبارک اپنی حیات مستعار میں لافانی دین کی خدمات سرانجام دے کر اس جہان فانی سے اس انداز میں رخصت ہوا کہ اس سے دلی محبت کرنے والے اور اس کی جادو اثر خطابت کے مدح سرا لاکھوں عقیدت مندوں نے بزبان حال اسے یوں رخصت کیا کہ:

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا آپ چاہتے ہیں......؟

محترم مکرم جناب ________

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سب سے پہلے ہم آپ کو (پیغام شہداء) ہر گھر تک پہنچانے کی مہم میں معاونت کرنے کا عہد کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جیسا کہ آپ نے جان لیا ہے کہ شہداء کا یہ پیغام سلسلہ وار [نظام خلافت راشدہ] کی شکل میں آپ کے پاس موجود ہے اس پیغام کو آپ اپنی طرف سے جس طبقے تک پہنچانا چاہتے ہیں وہاں یہ نشان لگائیں

☆ اعلیٰ حکومتی عہدیداروں تک
☆ قومی وصوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے ممبران تک
☆ ملک بھر کے پرائمری اور ہائی سکولوں کے اساتذہ تک
☆ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لیکچرارز اور پروفیسروں تک
☆ دینی مدارس کے مہتممین اور معلمین تک
☆ ملک بھر کی سیاسی، مذہبی جماعتوں کے ذمہ داروں تک

یا آپ خود پتہ جات فراہم کر کے وہاں یہ رسالہ پہنچانا چاہتے ہیں تو آپ اس فارم کی فوٹوسٹیٹ کروا کر ساتھ تمام ایڈریس بھی منسلک کر دیں۔

نظام خلافت راشدہ کا سالانہ ہدیہ فی کس -/400 روپے ہے آپ کتنے لوگوں تک پیغام شہداء پہنچانا چاہتے ہیں۔

1 | 5 | 10 | 50 | 100

آپ کا مثبت جواب آنے کے بعد ان تمام لوگوں کے ایڈریس بھی آپ کو بھیج دیئے جائیں گے جنہیں آپ کی طرف سے نظام خلافت راشدہ جاری کیا جائے گا۔

میں ________

پتہ ________

مبلغ ________ روپے بذریعہ ________ دینا

چاہتا ہوں رقم ملنے پر مجھے رسید بھیج دیں۔

تاریخ ________ دستخط ________

منجانب

نظام خلافت راشدہ

جامعہ عمر فاروق اسلامیہ سمندری فیصل آباد

شہزادہ اہلسنت شہید ابن شہید

مولانا محمد اظہار الحق جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

مختصر داستان حیات

حافظ یحییٰ عاصم (کلاچی)

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی

شہزادہ اہلسنت شہید ابن شہید مولانا اظہار الحق شہیدؒ 17 اگست 1979ء کو پیدا ہوئے۔ مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی شہادت کے وقت آپ کی عمر گیارہ سال تھی۔ 16 مارچ 1990ء کو مولانا حق نواز شہیدؒ کی یاد میں منعقدہ جلسہ عام سے یہ گیارہ سالہ بچہ اپنے باپ سے میراث میں پائے ہوئے جذبہ غیرت وحمیت، جرات وشجاعت سے معمور حق وصداقت کی زبان بے مثال سے یوں گویا ہوا:

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

ابھی دنیا انگشت بدنداں تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اپنے شہید والد کی مشن کی تکمیل اور اپنی حقیقی ماں کے مقابلہ میں اماں عائشہ صدیقہؓ کی عظمت کے لئے جان قربان کرنے کا عہد کرتا ہوں۔ تو پورا مجمع دھاڑیں مار مار کر رونے لگا، اسی طرح بائیس فروری 2000ء حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس سے خطاب کا آغاز ان اشعار سے کرکے سامعین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا

قاتل میرا نشان مٹانے پہ ہے بضد
میں بھی سناں کی نوک پر سر چھوڑ جاؤں گا
لشکر کرینگے میری دلیری پہ تبصرے
مر کر بھی زندگی کی خبر چھوڑ جاؤں گا

جس طرح اس مرد قلندر نے کہا وہ سچ کر دکھایا:

قلندر ہر چہ گوئید دیدہ گوئید

جانثاران صحابہ کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اس نوعمر مقرر کے جذبہ ایمانی اور عشق صحابہ رضی اللہ عنہم پر عش عش کر اٹھا، دوران تقریر اپنے مشن کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا اے میرے باپ تیری روح کو مخاطب کر کے کہتا ہوں تیرا حلالی بیٹا ہوں جب تک میری جان میں ایک بھی خون کا قطرہ باقی ہے جب تک میرے ہاتھوں میں حرکت باقی ہے اور جب تک میری زبان بول سکتی ہے انشاء اللہ تیرے مشن پہ چلتے چلتے اپنا سب کچھ قربان کر جاؤں گا

حصول علم کی خاطر ملک کے معروف ومشہور عظیم دینی جامعات کا رخ کیا جن میں دارالعلوم کبیر والا، جامعہ خیر المدارس ملتان، جامعہ محمودیہ جھنگ اور دارالعلوم کراچی شامل ہیں اسی طرح ملک کے نامور علماء کرام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری اور دیگر اکابرین وقت اور جبال علم سے کسب فیض حاصل کیا۔

آپ بہت بااخلاق اور عمدہ صفات کے مالک تھے والد محترم کی طرح نڈر بے باک اور بہادر تھے آپ کا قد درمیانہ تھا رنگ گورا مائل بہ سرخی تھا چہرہ ہر وقت ہشاش بشاش ہوتا آپ کی آواز بلند اور گرجدار تھی۔

چھٹی انٹرنیشنل دفاع

صحابہ وحق نواز کانفرنس سے خطاب:

26 ستمبر 1999ء کو دفاع صحابہ وحق نواز شہداء کانفرنس ملتان میں منعقد ہوئی۔ مولانا اظہار الحق جھنگوی شہیدؒ نے ایک بار پھر اپنے والد گرامی کی یاد تازہ کرتے ہوئے بعض قومی اخباروں اور ماہنامہ خلافت راشدہ کے مطابق دو لاکھ کے اجتماع سے جراتمندانہ خطاب کیا، خطاب کی چند جھلکیاں تحریر کرنے سے قبل عرض کردوں یہ وہ کامیاب کانفرنس تھی جس میں پاکستان کے جید علماء کرام مفتیان عظام کے علاوہ بیرون ملک، سعودی عرب، برطانیہ، امریکہ کویت وغیرہ سے علماء کرام سٹیج پر جلوہ افروز تھے۔

مولانا اظہار الحق جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے توتلی زبان سے خطاب کا آغاز خوبصورت اشعار ادا کرنے کے بعد کہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف کھلے عام زبان تراشی کی اجازت نہیں دی جائیگی تو اس موقع پر دو لاکھ لوگ اپنے آنسو ضبط نہ کر سکے۔ آخر میں اپنے شہید والد کو مخاطب کرکے فرمایا:

زندہ رہے تو باطل کے ایوانوں پر بجلی بنکر گرتے رہینگے وقت اجل آپہنچا تو سرخرو ہو کر تمہیں آملیں گے

اظہار کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو اللہ نے شرف قبولیت دیکر سرخرو فرمایا۔

راقم کو ساری عمر یہ افسوس اور دکھ ہے کہ مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت وملاقات نہ کرسکا راقم کی عمر اس وقت بارہ سال تھی کہ جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے رخصت ہوئے، لیکن اللہ نے دو تین دفعہ جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی نشانی اظہار الحق شہید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب فرمائی۔ اگرچہ بالشافہ اور لمبی ملاقات وگفتگو نہ ہوسکی لیکن جو زیارت ہوئی وہ منظر آج بھی آنکھوں میں گھومتا رہتا ہے۔

قسمت نے دور پھینکا مقدر میں تھی جدائی
آنکھوں میں آنسو آگئے جب یاد تیری آئی

27 جون 2000ء کو ہمت اڈا ڈیرہ اسماعیل خان

ایک وجود جس میں زندگی ہی زندگی، عمل ہی عمل اور مسلسل جدوجہد کی بے پناہ قوتیں اور حیرت انگیز صلاحیتیں ودیعت کردی گئی تھیں۔

اپنے والد محترم کی طرح نڈر اور بے باک اظہارؒ اپنے مشن کا اظہار عوام کے سامنے جرات و بہادری سے کیا کرتے تھے۔

میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس ہوئی، تو اس میں صاحبزادہ اظہار الحق جھنگوی شہید مدعو تھے۔ عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجود تھا، ایک بجے دوپہر کانفرنس شروع ہوئی، عصر کے بعد شہزادہ اہل سنت پہنچے تو عوام نے دیوانہ وار کھڑے ہو کر قائد جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے کا استقبال کیا، اپنے والد محترم کی طرح نڈر بے باک اظہار نے اپنا اظہار عوام کے سامنے جرات و بہادری کے ساتھ کیا۔

اسی رات عشاء کے بعد بلوچ چوک ڈیرہ شہر میں بھی پروگرام رکھا گیا، راقم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں بھی حاضر ہوا مولانا اظہار الحق شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی کی طرح مختلف انداز میں سیرت النبی ﷺ بیان کر کے صحابہ دشمنوں کا دجل و فریب بڑے انوکھے انداز میں پیش کیا۔

لاکھوں کارکن اس مرد قلندر کے بیٹے کو دیکھنے کی حسرت لے کر آتے تھے جس نے کفر کے ایوانوں میں لرزہ برپا کیا اور کلمہ حق کو ڈنکے کی چوٹ پر بیان کیا

خدا رحمت کرے اس عاشق صادق کی تربت پر زمانہ محو حیرت ہو رہا ہے اسکی جرات پر اگست 2001ء کو جب جرنیل اسلام مولانا اعظم طارق شہیدؒ طویل اسارت کے بعد رہا ہوئے تو راقم 24 اگست جمعہ کو شہید جرنیل سے بغرض ملاقات جھنگ صدر پہنچا، شہید اعظم سے تفصیلی ملاقات ہوئی، پھر تصور جھنگوی کے گھر کے سامنے پہنچا لیکن اندر سے آواز آئی کہ صاحبزادہ اظہار کہیں باہر سفر پر ہیں جس کی وجہ

اپنی مختصر سی مستعار زندگی میں اپنے والد کے مشن سے ایک منٹ اور ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹے یہاں تک کہ تن من دھن وار دیا

سے ملاقات نہ ہو سکی۔

شادی:

آپ کی شادی 2 مارچ 2000ء بروز جمعرات واہ کینٹ کے مشہور عالم دین شہید ناموس صحابہ مولانا محمد صدیق شہید رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی اور شہید ناموس صحابہ مولانا قاری حبیب الرحمٰن صدیقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ صاحبہ سے ہوئی، دعوت ولیمہ میں بڑے بڑے علماء کرام اور مشائخ موجود تھے۔

شہادت:

ہر طرف مایوسی ہی مایوسی تھی، مولانا اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ قائد محترم علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ و دیگر قائدین کو وقت کے جابر، ظالم حکمرانوں نے جیل کا مہمان بنا رکھا تھا۔ مولانا اظہار شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باپ کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ملک کے مختلف علاقوں میں تنظیمی دورے کیے، 15 اگست کو گھر لوٹے اسی رات لاہور جانا پڑا وہیں سے کراچی روانہ ہو گئے 29 اگست کو آخری گفتگو اپنی رفیقہ حیات سے فون پر کی۔

یکم اور دو ستمبر کی درمیانی رات کراچی کی پُر فتن و پُر آشوب سرزمین پر دشمنان اسلام کے ہاتھوں یہ چراغ گل ہوا۔

نماز جنازہ:

اسلامیہ ہائی سکول جھنگ۔ کے وسیع گراؤنڈ میں نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں ملک بھر سے ہزاروں افراد شامل ہوئے۔ نماز جنازہ پاسبان ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی نے پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلائے اور شہادت کی اعلیٰ موت سے سرفراز فرمائے

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
دبی ہے آگ جگر کی مگر بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسر میدان مگر جھکی تو نہیں
اپنوں کی سازشیں ہوں یا غیروں کی ریشہ دوانیاں
ہر چشم سے ملت اسلامیہ کو بچائینگے
اے دین حق قسم ہے وحدہ لم یزل کی
تیرے چراغ اپنے لہو سے جلائینگے
توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آسان نہیں مٹانا نام ونشان ہمارا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ جرنیل اہلسنت

کی مدلل تقاریر ان کے مبر ہن خطبات اپنے اندر بڑی دلکش بڑی رعنائی بڑی دلفریبی اور بڑی کشش رکھتے تھے جب بولتے تو موتی پروتے تھے، جب ندی کی سی روانی کے ساتھ مصروف تقریر ہوتے تو حاضرین و سامعین انگشت بدنداں رہ جاتے وہ اپنی مدلل تقاریر سے سامعین کے ذہن بدل دیتے ان کی سوچ کے انداز بدل دیتے۔ قومی اسمبلی میں جب قاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ پہلی اور آخری بار شیر کی طرح دھاڑے تو وہاں بڑے بڑے سیاستدان بھی تھے اور جید علماء بھی، پارلیمانی امور کے ماہر بھی تھے اور قانونی باریکیوں کے شناسا بھی، وہاں وزراء بھی تھے اور امراء بھی، وہاں بڑے بڑے سرمایہ دار اور صنعتکار بھی تھے اور ارباب اقتدار بھی؛،،،،،،

،،،،،،،،،،،،،تو اراکین اسمبلی اور ارباب بست و کشاد سبھی حیران و ششدر رہ گئے تھے، ان کے مدلل تقریر کی تیغ آبدار نے ایرانی حکومت کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا، ایرانی حکومت کے دل لرز گئے، ان کے دل پر ان کی تقریر بجلی بن کر گری، ایرانی حکومت لرزہ براندام ہو گئی اس نے سوچا کہ اگر قاسمی شہید نے اس قسم کی دو چار مدلل، مفصل اور زوردار تقاریر اسمبلی میں اور کر دیں تو پاکستان سے صحابہ دشمنی کا جنازہ نکل جائے گا تو وہ ان کے خلاف سازشوں اور ریشہ دوانیوں میں مصروف ہو گئی اور اس سلسلہ میں وہ ہر ممکن تدابیر بروئے کار لائے حتیٰ کہ وہ اپنی مکروہ اور غلیظ سازش میں کامیاب ہو گئی۔ مولنا ایثار القاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی چھوڑی ہوئی صوبائی اسمبلی کی سیٹ پر ضمنی الیکشن کے دوران حملہ کر کے شہید کر دیا گیا تھا انہیں حضرت مولنا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جامعہ محمودیہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سیرت رسول ﷺ کا دلآویز مرقع
تالیف
علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید
رہبر و رہنما ﷺ
صفحات: 386
پیش لفظ: مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ
قیمت 250/روپے
خلافت سے عالمی تسلط المسلمین کی دعوت
دنیا بھر میں اسلام کی جدوجہد کے بنیادی اصول
تالیف: علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید
خلافت ورلڈ آرڈر
قیمت 125 روپے صفحات: 210
ناشر 041-3420396
اشاعت المعارف سمندری
فیصل آباد پاکستان

کہانی اللہ ڈینو بلوچ

میری کہانی میری زبانی

ترتیب: میاں ذوالفقار علی

گزشتہ پندرہ بیس سال سے امت مسلمہ خصوصاً پاکستان کے لوگوں کے اندر اپنے اسلاف خصوصاً صحابہ کرام ؓ کے تقدس کے بارے جس تیزی کے ساتھ بیداری پیدا ہوئی ہے۔تاریخ میں اس کی مثال موجود نہیں ہے ،میں اپنی عمر کے آخری ایام گزار رہا ہوں، میں نے سوچا کہ چند باتیں جو میری زندگی کا نچوڑ ہیں آپ کے سامنے بیان کردوں۔

قیام پاکستان سے قریباً 25 سال قبل ضلع راجن پور کے نواحی علاقے بھیٹ سونترہ کے قریب چھتن والا کھوہ کے نام سے ایک چھوٹی سی بستی میں پیدا ہوا، میرے والد ارد گرد کے علاقے سے جنس (گندم، کپاس، مکئی وغیرہ) خرید کر راجن پور شہر کی منڈی میں بیچا کرتے تھے۔ میری چار بہنیں جو سب مجھ سے بڑی تھیں، میں اپنے والدین کا اکلوتا اور لاڈلا بیٹا تھا، ہماری بستی کے سب لوگ شیعہ تھے اور فاضل پور شہر کے امام باڑے میں مجلسیں سننے آتے تھے، ایک سال دریاؤں میں بہت زیادہ پانی آ گیا جس سے ہماری ساری بستی پانی میں ڈوب کر ملیامیٹ ہوگئی، اس وقت والد صاحب نے چھتن والا کھوہ چھوڑ کر فاضل پورہ کے قریب ایک بستی میں رہائش اختیار کرلی، اس علاقے میں شیعہ اور مسلمان برابر تھے، ایک مسجد تھی اور ایک امام باڑہ، کوئی لڑائی نہ تھی، جو لوگ اصحاب رسول ﷺ کو سرعام گالیاں نکالتے وہ شیعہ کہلاتے تھے اور جو نہیں نکالتے تھے انہیں سُنی سمجھا جاتا تھا، اس کے علاوہ کچھ ہندو اور سکھ بھی آباد تھے، ہمارا سارا خاندان اہل بیت کا شیدائی تھا، قرآن پاک سے زیادہ مرثیے، نوحے، سلام اور مناقب پڑھے جاتے تھے، ہمارے ہاں موجودہ قرآن کی کوئی حیثیت نہ تھی کیونکہ ہمارے نزدیک اصل قرآن امام مہدی کے پاس سمجھا جاتا تھا، جس کے صدیوں سے ہم منتظر تھے، سال میں کئی مرتبہ ہم اجتماعی طور پر امام مہدی کو ظاہر ہوجانے کی التجائیں کرتے تھے، قیام پاکستان کے بعد لکھنؤ سے ایک عالم جن کا نام غالباً مولانا عبدالرشید تھا جنہیں ہمارے لوگوں نے سازش کے تحت زہر دیکر مار دیا تھا، یہ ایک الگ کہانی ہے، پھر کبھی بتاؤں گا، ہماری بستی کی سنیوں کی مسجد میں بطور امام مقرر ہوگئے ،مولانا عبدالرشید کے آتے ہی ہمارے علاقے میں بھونچال آ گیا، کیونکہ انہوں نے اعلان کردیا تھا کہ کسی شخص کو خلفاء ثلاثہ کو برا کہنے یا تبرا کرنے کی اجازت نہیں دی جائیگی، مولانا عبدالرشید کی آمد کے چند روز بعد ہی شیعہ اور سنیوں کے درمیان جو کئی صدیوں سے پُر امن زندگی گزار رہے تھے، لڑائی جھگڑے شروع ہوگئے، ہمارے علاقے میں شیعہ کے ساتھ سنی بھی تعزیئے اور گھوڑے نکالتے تھے لیکن مولوی عبدالرشید کی تقریروں کے بعد سنیوں نے نہ صرف خود تعزیئے نکالنے بند کردیے بلکہ اپنے اکثریتی علاقوں کے اندر شیعہ کو بھی تعزیئے نکالنے سے منع کروایا، اس علاقے میں قیام پاکستان سے قبل وڈیروں کا راج تھا، ان وڈیروں کا انگریز سرکار کے ساتھ ڈائریکٹ رابطہ ہوتا تھا، انگریزوں نے ان وڈیروں کو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے بڑی بڑی جاگیریں عنایت کی ہوئی تھیں، ہمارے علاقے کے وڈیرے شیعہ مذہب سے تعلق رکھنے والے علی پور کے غلام ناصر شاہ کے والد چمن شاہ تک یہ خبر پہنچی تو اس نے بستی کے معززین پر دباؤ ڈالا کہ مولوی عبدالرشید کو اس علاقے سے نکال دیا جائے کیونکہ یہ مولوی فساد کی جڑ ہے، مولوی عبدالرشید کا اعلان تھا کہ شیعہ کا موجودہ قرآن پر ایمان نہیں ہے اس لئے یہ لوگ مسلمان نہیں ہوسکتے حقیقت میں مولوی عبدالرشید کی یہ بات صحیح تھی، مولوی عبدالرشید نے چیلنج کر رکھا تھا کہ کوئی شیعہ حافظ قرآن نہیں ہو سکتا اگر کوئی شیعہ اپنے بنیادی عقائد پر رہتے ہوئے حافظ قرآن ہوجائے تو میں شیعہ مذہب قبول کرلوں گا، علاقہ بھر کے شیعہ متحرک ہوگئے، ہم نے بڑے بڑے شیعہ علماء اور ذاکروں سے رابطہ کیا لیکن ہمیں کسی طرف سے بھی مولوی عبدالرشید کے چیلنج سے متعلق اطمینان بخش جواب موصول نہیں ہوا، ہر طرف سے ہمارے مذہب کے بارے میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں، ہمارے گھوڑے، تعزیئے اور ماتم جو مقدس شعائر خیال کئے جاتے تھے، کے بارے میں انتہائی غلیظ پروپیگنڈہ کیا جانے لگا، ہمارے خاندان کے تمام بزرگ، نوجوان اور عورتیں مولوی عبدالرشید کے نوزائیدہ فتنے سے بہت پریشان تھے کہ ہمارے علاقے کے وڈیرے چمن شاہ نے مولوی عبدالرشید کا چیلنج قبول کرتے ہوئے شیعہ علماء کا ایک وفد ہماری بستی میں بھیجا، اس وفد کے اندر ایک نابینا بلال نامی حافظ قرآن تھا، شیعہ علماء کی طرف سے مولوی عبدالرشید کے چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان کردیا گیا، دونوں طرف کے وفود کی طرف سے تیسرے روز صبح دس بجے بستی گلوئیاں کے چوک میں مناظرہ طے ہوگیا، شیعہ علماء نے اپنے ساتھ حافظ قرآن لا کر ثابت کردیا تھا کہ شیعہ کے اندر بھی قرآن کا حافظ موجود ہے اس لئے مولوی عبدالرشید کو چاہئے کہ وہ شیعہ مذہب قبول کرلے، مولوی عبدالرشید نے کہا اگر شیعہ علماء کے ساتھ آنے والا نابینا حافظ بلال واقعی شیعہ مذہب کا پیروکار ہوگا تو میں اس کا امتحان ضرور لوں گا تاکہ پتہ چل سکے کہ مذکورہ شخص پورے قرآن کا حافظ ہے یا نہیں؟

> حافظ بلال کو دھوکہ سے مناظرہ کیلئے لایا گیا تھا جب اس کو قرآن پاک کی چھوٹی سی سورت بھی نہ آئی تو اس نے بھرے مجمع کے اندر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کردیا۔

تیسرے دن مقررہ وقت پر علاقہ کا وڈیرہ چمن شاہ بھی اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ پہنچ چکا تھا...... جب اسٹیج سج گیا تو مولوی عبدالرشید نے حافظ بلال سے پوچھا کہ آپ شیعہ مذہب کے عقائد ونظریات سے متفق ہیں؟ تو کہو کہ میں خداوند کریم کو حاضر و ناظر جان کر اعلان کرتا ہوں کہ شیعہ مذہب جس میں عقیدہ تحریف قرآن تواتر کے ساتھ موجود ہے اور نظریہ امامت دونوں پر تہہ دل سے ایمان رکھتا ہوں مذکورہ بالا اقرار کے بعد مولوی عبدالرشید نے قرآن کی آیت "محمد رسول اللہ والذین معہ" پڑھ کر کہا اس سے آگے پڑھو تو حافظ بلال خاموش رہا اس کے بعد مولوی عبدالرشید نے قرآن

پا کہ کئی کئی آیتیں تلاوت کر کے کہا آگے پڑھو تو حافظ بلال ایک آیت بھی آگے نہیں پڑھ سکا تو پورے مجمع پر سکتہ طاری ہو گیا اب شیعہ کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تو پھر مولوی عبدالرشید نے بڑی لمبی تقریر کی جس میں صحابہ کرام ؓ اور اہل بیت عظام کی شان بیان فرمائی۔ انہوں نے کہا شیعہ مذہب شیطانی ٹولے کا ہے جو اہل یہود نے امت مسلمہ میں انتشار پیدا کرنے کے لئے سیدنا علی ؓ اور سیدنا حسین ؓ کی جھوٹی محبت ظاہر کرنے کے لئے شروع کیا تھا تا کہ امت

ہماری بستی میں مسلمان اور شیعہ برابر تھے۔ جو لوگ (نعوذ باللہ) اصحاب رسول ﷺ کو سر عام گالیاں نکالتے انہیں شیعہ اور جو گالیاں نہیں نکالتے تھے انہیں سر عام سنی خیال کیا جاتا تھا

مسلمہ صحابہ کرام ؓ خصوصاً سیدنا عمر فاروق ؓ اور سیدنا امیر معاویہ ؓ کی تاریخ ساز فتوحات اور اسلامی پرچم کو آدھی سے زائد دنیا تک لہرانے کے کارناموں کو مشعل راہ نہ بنا سکیں ۔۔۔۔ مولوی عبدالرشید کی تقریر کے بعد حافظ بلال کھڑا ہو گیا اور اس نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا اور وہ کہتا تھا کہ میری ساری زندگی کی محنت چند گھنٹوں میں ضائع ہو گئی ہے اب تو میں قرآن کی پہلی سورت بھی سنا نہیں سکتا مجھے کوئی آیت یاد نہیں آ رہی، وڈیرہ محسن شاہ نے مجھے پیسوں کا لالچ دے کر شیعہ ہونے کا اعلان کرنے کے لئے قائل کیا تھا میں قطعاً شیعہ نہیں تھا، مولوی عبدالرشید کی طرف دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا خدارا مجھے معاف کر دیں۔

اس مناظرانہ جلسے کے بعد آدھی سے زیادہ بستی کے لوگ شیعہ مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو گئے تھے، ہم نے اپنے لوگوں سے کہنا شروع کر دیا کہ حافظ بلال گھبرا گیا تھا اس کے بعد میں نے مولوی عبدالرشید کے پاس جانا شروع کر دیا اس نے مجھے کہا کہ آپ اگر حق اور سچ کی پہچان کرنا چاہتے ہیں تو رات کو سوتے وقت "اھدنا الصراط المستقیم" ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر کسی سے بات کئے بغیر سو جائیں تو حق آپ پر واضح ہو جائے گا۔ یہ عمل تین دن کرنا ہے، میں نے ایسا ہی کیا۔ پہلی رات مجھے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کی زیارت ہوئی ان کے ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ اور سیدنا عمر ؓ بھی تھے سیدنا علی المرتضیٰ ؓ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تجھے پتہ نہیں کہ یہ تو دونوں میرے امام ہیں، سیدنا حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی اس بات کے بعد میری آنکھ کھل گئی، پھر نیند نہیں آئی صبح فجر کی نماز کے وقت مولوی عبدالرشید کے پاس جا پہنچا سارا خواب بیان کر کے شیعہ مذہب سے سچی توبہ کر لی اور مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

چند دن بعد پتہ چلا کہ مولوی عبدالرشید فوت ہو گئے ہیں مولوی عبدالرشید کی وفات پر پورے علاقے میں کہرام مچ گیا ان کے جنازہ میں سینکڑوں لوگ شریک ہوئے، کئی روز بعد پتہ چلا کہ مولوی عبدالرشید کو زہر دیا گیا تھا اس میں علاقہ کے شیعہ وڈیروں کا ہاتھ تھا۔۔۔۔ اسی طرح دن گزرتے رہے، میرا ایک بیٹا اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے صوبہ پنجاب کے انتہائی اعلیٰ عہدے سے ریٹائر ہوا، کار، کوٹھی، بنگلہ سب آسائشیں موجود ہیں اپنے بیٹے کے پاس زندگی کے آخری ایام پورے کر رہا ہوں، میری زندگی کا حاصل یہ ہے کہ مسلمانوں نے جس طرح دیگر غیر مسلم قوتوں کے خلاف کام کیا ہے اسی طرح انہیں انتہائی خطرناک اور بڑے فتنے جس کی بنیاد ہی صحابہ دشمنی پر رکھی گئی ہے اس کے خلاف منظم طریقے سے کام کرنا چاہئے اس کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ موثر آواز مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ کی کیسٹوں کو عام کرنا ہے۔

نوٹ: ہمیں موصول ہونے والی تمام کہانیوں سے اصل نام اور پتہ بدل دیا جاتا ہے پھر بھی اگر کوئی نام کسی کے ساتھ مل جائے تو وہ محض اتفاق ہو گا۔۔۔۔ (ادارہ ذمہ دار نہیں)

بقیہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ

ہم جو جیتے تھے جنگوں کی مصیبت کے لئے
اور مرتے تھے تیرے نام کی عظمت کے لئے
تھی نہ کچھ تیغ زنی اپنی حکومت کے لئے
سر بکف پھرتے تھے کیا دہر میں دولت کے لئے؟
قوم اپنی جو زر و مال جہاں پر مرتی
بت فروشی کے عوض بت شکنی کیوں کرتی؟
ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میدان سے اکھڑ جاتے تھے
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑ جاتے تھے
نقش توحید کا ہر دل میں بٹھایا ہم نے
زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے
تو ہی کہہ دے اکھاڑا در خیبر کس نے؟
شہر قیصر کا جو تھا اس کو کیا سر کس نے؟
توڑے مخلوق خداوندوں کے پیکر کس نے؟
کاٹ کر رکھ دیئے کفار کے لشکر کس نے؟
کس نے ٹھنڈا کیا آتشکدہ ایران کو؟
کس نے پھر زندہ کیا تذکرہ یزدان کو؟
کون سی قوم فقط تیری طلب گار ہوئی
اور تیرے لئے زحمت کش پیکار ہوئی
کس کی شمشیر جہانگیر جہاندار ہوئی
کس کی تکبیر سے دنیا تیری بیدار ہوئی
کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے
منہ کے بل گر کے هو الله احد کہتے تھے
محفل کون و مکان میں سحر و شام پھرے
مے توحید کو لیکر صفت جام پھرے
کوہ میں دشت میں لے کر تیرا پیغام پھرے
اور معلوم ہے تجھ کو کبھی نا کام پھرے؟
دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے
صفحہ دہر سے باطل کو مٹایا ہم نے
نوع انساں کو غلامی سے چھڑایا ہم نے
تیرے کعبے کو جبینوں سے بسایا ہم نے
تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے

علامہ مرحوم ؒ نے اس کے جواب میں فرمایا تھا:

صفحہ دہر سے باطل کو مٹایا کس نے؟
نوع انسان کو غلامی سے چھڑایا کس نے؟
میرے کعبے کو جبینوں سے بسایا کس نے؟
میرے قرآن کو سینوں سے لگایا کس نے؟
تھے تو آبا وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو؟
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو؟

محترم قارئین! اقبالیات کا ایک بڑا حصہ اور بڑا ساذخیرہ منقبت صحابہ کرام علیہم الرضوان پر مشتمل ہے جسے بندہ ان شاء اللہ تعالیٰ تدریجاً اپنے مضامین میں مرقوم کرتا رہے گا۔ (جاری ہے)

(نوٹ) میرے مضامین میں اگر کسی صاحب کو کسی قسم کا اشتباہ پیدا ہو تو مندرجہ ذیل نمبر پر رابطہ قائم کیجئے ان شاء اللہ تسلی بخش جواب سے مطمئن کر دیا جائے گا۔

رابطہ نمبر: 0307-2288886

ایڈیٹر کی ڈاک

☆......سب سے پہلے نظام خلافت راشدہ کی تمام ٹیم کو صمیم قلب سے خراج تحسین اور سلام عقیدت پیش کرتا ہوں کہ نامساعد حالات اور مشکل ترین دور میں جہاں کوئی تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کا نام لینا گوارا نہیں بلکہ جرم عظیم سمجھتے ہیں آپ محترم اس مشکل دور میں ہمیں الحمدللہ ثم الحمدللہ ہر ماہ تحریک ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے شیدائیوں سے رابطہ اور حالات سے آگاہی کراتے رہتے ہیں، اللہ آپ کی محنت اور جرات کو قبول فرمائے۔ اور نظام خلافت راشدہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے۔ اور تمام عاملہ و کارکنان و خریداران کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین۔

چند تجاویز بندہ عفی عنہ نے اس سے قبل لکھی تھیں۔ اب کچھ گزارشات عرض کرتا ہوں۔

چند غلطیوں کی نشاندہی:

آپ کی توجہ نظام خلافت راشدہ کے لفظی اور کمپیوٹر کی غلطیوں کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں امید ہے کہ خصوصی توجہ فرمائیں گے آپ سے فون پر بھی اس سلسلہ میں بات ہوئی تھی آپ نے لکھنے کا حکم فرمایا تھا۔

نمبر1: شمارہ نمبر 8 جون صفحہ نمبر 33 پر جواب لاجواب میں یہ حدیث مبارکہ اللھم اعز الاسلام باحد الرجلین لکھا ہوا ہے جس کا معنی و مفہوم غلط ہے، اسی طرح یہی شمارہ جس کا اندرونی صفحہ ٹائٹل بالکل صاف ہے۔ راقم نے پندرہ سالوں میں یہ پہلا شمارہ دیکھا جس کا اندرونی صفحہ ٹائٹل صاف اور خالی آیا...... راقم الحمدللہ باقاعدہ 1999ء سے خلافت راشدہ پھر مناقب صحابہ، صحابہ ڈائجسٹ اور اب نظام خلافت راشدہ کا قاری اور سالانہ خریدار رہا ہے بلکہ اس سے قبل کے شمارے کچھ 1990ء، 1994ء کے ماموں جان مرحوم قاضی عبدالحلیم کے ہاں راقم کو ملے، کبھی بھی ایسا نہ ہوا کہ اندرونی ٹائٹل صفحہ خالی چھوڑ دیا گیا ہو، اگر کچھ نہ ہو تو کم از کم راقم کا یہ مشورہ ہے کہ سپاہ صحابہ کے قائدین کے کتب و لٹریچر خصوصاً فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے کتب اور مولانا ثناء اللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ، حافظ محمد ندیم قاسمی کی مرتب کردہ کتب کی فہرست دیا کریں تاکہ عام مسلمانوں کے علاوہ فدایان صحابہ، جانثاران صحابہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور معلومات حاصل کریں۔ اور میری اہلسنت والجماعت کے کارکنان اور قائدین سے اپیل ہے کہ قائدین کی کتب اور ماہنامہ نظام خلافت راشدہ ضرور خریدیں اور مطالعہ میں رکھیں تاکہ دشمنان صحابہ کو منہ توڑ جواب دیا جاسکے۔

نمبر2: شمارہ نمبر 4 صفحہ نمبر 50 حل مشکلات کا ایک خاص عمل اللھم صل علیٰ محمد کما ھوا اھلہ و مستحقہ کی بجائے و فتحقہ لکھا ہوا ہے، جس کی تصیحح کی جائے۔

نمبر3: شمارہ نمبر 7 مئی 2010ء صفحہ نمبر 48 پر راقم یحیٰ احمد کی بجائے قاری عیسیٰ عاصم حقانی لکھا ہوا ہے آپ محترم کوشش کریں کہ نظام خلافت راشدہ میں کوئی لفظی غلطی نہ ہو تاکہ کسی کو انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملے امید ہے کہ خصوصی توجہ دیں گے۔

الحمدللہ شمارہ نمبر 9 جولائی نے شمارہ نمبر 8 کی کسر پوری کردی، صفحہ نمبر ایک سے لیکر صفحہ نمبر 50 تک تمام مضامین قابل قدر اور بار بار پڑھنے کے لائق ہیں اور تمام مضامین ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں خصوصاً حضرت اقدس مولانا ارشاد احمد دیوبندی حفظہ اللہ تعالیٰ کا مضمون لاجواب تھا اللہ پاک حضرت کی عمر میں برکت عطا فرما کر تادیر ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھیں آمین ثم آمین۔

حضرت سے درخواست ہے کہ ہر ماہ باقاعدگی سے نظام خلافت راشدہ کے لئے مضمون لکھا کریں شکریہ۔

الحمدللہ خلافت راشدہ ہو مناقب صحابہ ہو یا نظام خلافت راشدہ ہوں سب کے ساتھ اتنی محبت اور پیار ہوتا ہے کہ جب شمارہ مل جاتا ہے دوسرے شمارے کا انتظار شروع ہو جاتا ہے، آپ محترم شمارہ کر بروقت اور معیاری خیال کرتے ہوئے اکابرین علماء دیوبند اور تحریک ناموس صحابہ کے تائید کرنے والوں کے مضامین شائع فرماویں جزاک اللہ۔

چند اور ضروری گزارشات:

ملک بھر کے کارکنان و رہنماؤں اور ذمہ داران سے اپیل ہے کہ جب کبھی بھی اپنے علاقہ میں کوئی کانفرنس جلسہ، پروگرام ہوں تو آپ اس کی مکمل رپورٹ نظام خلافت راشدہ کو بھیجیں اور آپ محترم انکو شائع کریں کیونکہ اس سے کارکنان کا حوصلہ بڑھے گا اور ہمت و جوانمردی سے کام میں اضافہ ہوگا۔ جامعہ صدیقیہ پنجگرائیں ضلع بھکر میں راقم خود حاضر تھا، اتنا بڑا پروگرام اور تمام قائدین تشریف لائے تھے خصوصاً ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کا خطاب لاجواب تھا اس خطاب میں حضرت جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی رمق ایثار القاسمی شہید کا ولولہ، فاروقی شہید کا تدبر، اعظم طارق شہید کی للکار اور علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی نقاحت موجود تھی لیکن کسی نے پروگرام کی رپورٹ یقیناً آپ کو نہیں بھیجی ہوگی اسی طرح پیغمبر انقلاب کانفرنس اسلام آباد جس کی رپورٹ روزنامہ اسلام میں آئی تھی اور راقم نے سی ڈی کے ذریعہ دیکھا لیکن اس رقم پروگرام کی رپورٹ شائع نہیں ہوئی۔

دوسری بات آپ کی تمام ٹیم سے عرض ہے کہ جب بھی قارئین و کارکنان کا سالانہ چندہ ختم ہو جائے تو آپ ایک خط کے ذریعہ ان کو اطلاع دیا کریں اور انکا حوصلہ بڑھائیں انکا شکریہ ادا کریں تاکہ وہ آئندہ سال کے لئے چندہ بروقت بھیج دیا کریں اس میں بہت کوتاہی ہوتی ہے۔ راقم نے ہمیشہ یہی بات خلافت راشدہ، مناقب صحابہ کے ٹیم کے سامنے رکھی اور خطوط لکھے آپ اس پر خصوصی توجہ دیں۔

مندرجہ ذیل حضرات سے نظام خلافت راشدہ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ رسالہ کیلئے مضمون لکھا کریں۔ مولانا ثناء اللہ سعد، مولانا حافظ محمد ندیم قاسمی، حافظ محمد اقبال سحر، قاضی اسرائیل گڑنگی، حاجی غلام شبیر منہاس چکوال، عظیم مذہبی سکالر مولانا عبدالقیوم حقانی نوشہرہ، مولانا رحمت اللہ تونسوی، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی، حافظ محمد معاویہ حیدری، مولانا محمد الیاس بالاکوٹی ضرور اپنا قیمتی وقت نکال کر نظام خلافت راشدہ کیلئے ہر ماہ کوئی نہ کوئی مضمون ضرور لکھا کریں شکریہ۔

محترم جناب! اگر ممکن ہو تو آپ کے دینی مسائل اور انکا حل کے عنوان سے سلسلہ شروع فرمائیں اور کسی مستند مفتی کی خدمات حاصل کریں۔ جس میں روزمرہ کے مسائل کا حل ہو اس کے ساتھ قانونی مسائل کے لئے بھی مشورہ دینے کا سلسلہ شروع فرمائیں۔

محترم انٹرویوز کا سلسلہ بہت ہی اچھا ہے اسکو جاری رکھیں اور میری درخواست ہے کہ شہید زادہ صاحبزادہ مولانا محمد معاویہ اعظم اور نوجوانوں کے دلوں کی دھڑکن مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی، مولانا عبدالغفور جھنگوی اور ولی کامل حضرت خلیفہ عبدالقیوم رکن سرحد اسمبلی کے انٹرویوز ضرور شائع کریں شکریہ اجازت چاہوں گا۔

(حافظ یحیٰ احمد عاصم حقانی کلاچی

(☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆)

CS CamScanner

آپ کی پریشانیوں کا روحانی حل

مرتبہ: قاری عمر فاروق راولپنڈی 03025034802

قرآن پاک کی آیات مبارکہ اور احادیث پر مبنی عملیات کی تاثیر اور ان سے روحانی وجسمانی علاج میں استفادہ ایسی محسوس اور روزمرہ کے مشاہدے میں آنے والی چیز جس سے انکار ناممکن ہے خود قرآن نے دو مقامات سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۲ اور سورۃ یونس آیت نمبر ۵۷ پر اپنے آپ کو شفا کہا ہے۔ بلاشبہ اصل شفا بخشنے والی ذات تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔

لیکن دنیا چونکہ اسباب کے ذریعے چل رہی ہے جس طرح دیگر مختلف نسخوں اور ادویات میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے اس طرح مختلف عملیات میں بھی یہ تاثیر اسباب کے درجے میں موجود ہے، خود رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث میں دم کرنا اور دوسروں کو اجازت دینا ثابت ہے۔ حضرت عائشہ ؓ آپ ﷺ کا معمول نقل فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ بیمار ہوتے تو سورۃ الفلق، سورۃ الناس پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیتے تھے، جب آخری دنوں میں تکلیف بڑھ گئی تو میں خود آپ ﷺ پر یہ سورتیں پڑھا کرتی۔ (صحیح مسلم) روحانی وظائف تب فائدہ دیتے ہیں جب انہیں شرائط کے مطابق پڑھا جائے وظائف کی شرائط میں سے اہم اور بنیادی شرائط یہ ہیں آدمی کا عقیدہ صحیح ہو، نماز پانچ وقت ادا کرے، گناہوں سے پرہیز کرے، حرام حلال کی تمیز کرے، یقین کے ساتھ عمل کرے، پاک جگہ اور پاک لباس کا اہتمام کرتے، جو ان شرائط کو پورا کرے اس کو میری طرف سے نظام خلافت راشدہ میں دیئے جانے والے وظائف وعملیات کی مکمل اجازت ہے جتنے اعمال و وظائف لکھے جائیں گے مجھے ان تمام کی اجازت استاذ العالمین حضرت مولانا پیر خطیب الرحمن نقشبندی اور مختلف صحیح العقیدہ بزرگوں سے حاصل ہے۔ اب وظائف وعملیات پیش کیے جاتے ہیں۔

ملازمت کے حصول کیلئے:

اگر کسی حاکم کو درخواست دینا ہے ملازمت کے لئے یا کسی بھی کام کیلئے تو سورہ فاطر کو (75) مرتبہ پڑھیں اور درخواست پر انگلی سے بغیر روشنائی کے اپنا مطلب لکھے اور درخواست بھیج دے ان شاء اللہ درخواست منظور ہوگی۔

تکالیف سے نجات:

مشکلات وتکالیف آفات وبلیات سے نجات اور اہم مقاصد میں کامیابی کیلئے سورۃ یٰسین کا کثرت سے پڑھنا نہایت مفید ہے۔

رزق میں برکت:

سورۃ الصٰفٰت کا روزانہ سات مرتبہ پڑھنا رزق میں برکت اور قرض سے نجات کے لئے نہایت مفید ہے۔

دشمن کی پریشانی سے نجات:

اگر کوئی دشمن کی تکالیف سے پریشان ہو تو سورہ صٓ روزانہ سات مرتبہ پڑھے ان شاء اللہ دشمن کے شر سے محفوظ رہے گا۔

ظالم سے حفاظت:

اگر کوئی ظالم کے پھندے میں پھنس گیا ہو تو روزانہ نماز فجر کے بعد ایک بار سورۃ الشوریٰ پڑھا کرے ان شاء اللہ ظالم کے ظلم سے محفوظ رہے گا۔

ہر مقصد میں کامیابی:

اگر کوئی شخص مقصد میں کامیابی چاہتا ہو تو روزانہ آٹھ مرتبہ سورہ الزخرف پڑھے ان شاء اللہ کامیابی ہوگی۔

آفات وبلیات سے حفاظت:

آفات و بلیات سے حفاظت کیلئے سورۃ الدخان نہایت مفید ہے اس کا پڑھنے والا آفات وبلیات سے محفوظ رہتا ہے۔

آخری وقت آسانی کیلئے:

بعض مرتبہ مرنے والے کی جان اٹک جاتی ہے اور موت نہیں آتی اس صورت میں چند آدمی مل کر پچاس مرتبہ سورۃ الدخان پڑھیں اور مریض پر دم کریں پانی پر دم کر کے پلائیں ان شاء اللہ روح قبض ہوگی۔

بچوں کی حفاظت:

سورۃ الجاثیہ کو باوضو لکھ کر بچوں کے گلے میں ڈال دیں ان شاء اللہ بچے آفات وبلیات سے محفوظ رہیں گے۔

طلب بارش کیلئے:

اگر بارش نہ ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ چند دن باوضو سورۃ الاحقاف پڑھیں ان شاء اللہ بارش ہوگی۔

سخت مشکل سے نجات کیلئے:

سخت مشکل سے نجات کیلئے سورۃ محمد کو اکتالیس مرتبہ پڑھیں ان شاء اللہ مشکل حل ہوگی۔

دشمن پر فتح حاصل کرنے کیلئے:

ہر قسم کی کامیابی اور دشمن پر فتح حاصل کرنے کے لئے سورۃ الفتح کا کثرت سے پڑھنا نہایت مفید ہے۔

کھوئی ہوئی عزت حاصل کرنا:

اگر کوئی چاہے کہ کھوئی ہوئی عزت دوبارہ حاصل ہو تو وہ روزانہ سات مرتبہ سورۃ الزمر پڑھے ان شاء اللہ کھوئی ہوئی عزت دوبارہ حاصل ہو جائے گی۔

مال میں برکت:

مال میں برکت کیلئے سورہ الزمر کا پڑھنا بہت مفید ہے۔

خاص مہم جوئی کیلئے:

اگر کوئی بڑی اور خاص مہم درپیش ہو تو سورۃ المؤمن کو ایک سو مرتبہ پڑھیں چند آدمی مل کر بھی پڑھ سکتے ہیں یہ سورت پڑھنے کے بعد دعا کریں ان شاء اللہ کتنی ہی مشکل کیوں نہ ہو حل ہوگی پریشانی سے نجات ہوگی۔

آنکھوں کی تکلیف سے نجات:

اگر آنکھوں میں کوئی تکلیف ہو تو پوری سورہ حٰمٓ سجدہ لکھ کر بارش کے پانی میں گھول کر اس کا پانی آنکھ میں لگائے ان شاء اللہ تکلیف سے نجات ہوگی۔

خط وکتابت کیلئے

دفتر نظام خلافت راشدہ
بخاری چوک قاسم بازار
سمندری فیصل آباد
041-3420396

شہید ملت اسلامیہ
علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہید
کی شہرہ آفاق تصانیف
رہبر و رہنما
Ph: 041-3420396
نظام خلافت راشدہ ہی نظام مصطفےٰ ہے
سیدنا معاویہ
ابو سفیان
حضرت سیدنا
ابوبکر صدیق
واقعہ کربلا
کی من گھڑت کہانیاں
حافظ محمد ابوبکر
فاروقی شہید کا پیغام
ناشر ادارہ اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد پاکستان

سال 2011 کا خاص تحفہ
خلافتِ راشدہ ڈائری
خوبصورت طباعت
بلند معیار
تاریخ ساز
مضبوط جلد
خلافت راشدہ ڈائری میں کیا ہے؟
★ نامور صحابہؓ واہم شخصیات کے ایام وفات وشہادت
★ روزمرہ کی مشکلات کا روحانی حل
★ وزن، حجم اور مقدار کے پیمانے
★ قرآنی آیات، احادیث اور بزرگوں کے اقوال
★ ملکی وغیر ملکی اہم فون وکوڈ نمبرز
★ مشہور خطباء، مقررین ونعت خواں حضرات کے فون نمبرز
★ صحابہ کے متعلق اسلام کے بنیادی عقائد کا تعارف
★ تعزیرات پاکستان کی دفعات
★ سال بھر کی نمازوں کے اوقات
★ نقشہ اوقات سحر وافطار
★ ٹیلی فون انڈکس
★ دنیا کے اہم ممالک کے دارالخلافے، کرنسی، آبادی، اوقات
★ نامور شخصیات کا تعارف
★ گزشتہ وآئندہ سال کا ہجری وعیسوی کیلنڈر
معلومات کا خزانہ
نصیحت آموز اقوال کا مجموعہ
200
★ علماء، وکلاء اور اہلِ دانش کو آپ یہ تحفہ میں دے سکتے ہیں ★ اپنے قریبی بک سٹال کے ذریعے ڈائری منگوائیں ★
ناشر اِدارہ اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد
Phone: 041-3420396 Mobile: 0300-7916396
0300-4684564